احادیث کی روشنی میں ترکِ رفع یدین کے عنوان پر لکھی گئی منفرد کتاب

ترکِ رفع یدینؑ

بفیضانِ نظر:
قطبِ دوراں غوثِ زماں حضرت فقیہ اعظم
خواجہ مفتی ابوالخیر محمد نور اللہ النعیمی

مناظرِ اسلام حضرت علامہ مولانا غلام مصطفیٰ نوری صاحب
خطیب و مہتمم جامعہ شرقیہ رضویہ بیرون غلہ منڈی ساہیوال

اسلامک بُک کارپوریشن
کمیٹی چوک ۔ راولپنڈی

نام کتاب	ترک رفع یدین
تالیف	حضرت علامہ غلام مصطفےٰ نوری قادری اشرفی
پروف ریڈنگ	علامہ پروفیسر محمد انوار حنفی صاحب جناب مفتی ولایت اقبال نقشبندی صاحب
تزئین واہتمام	حافظ محمد یٰسین
تعداد	1100
اشاعت	نومبر 2010ء
قیمت	

ملنے کے پتے

مرکزی جامع مسجد شرقیہ رضویہ بیرون غلہ منڈی ساہیوال
فون نمبر 223587، موبائل نمبر 0320-5594481

احمد بک کارپوریشن، اقبال روڈ، راولپنڈی۔ 051-5558320

مکتبہ ضیائیہ، اقبال روڈ، راولپنڈی۔ 051-5534669

ناشر

اسلامک بک کارپوریشن
فضل داد پلازہ، اقبال روڈ، راولپنڈی 051-5536111, 0345-5543797

نوٹ

الحمد للہ یہ کتاب تین حصوں پر مشتمل ہے حصہ اول اور دوم میں ترکِ رفع یدین کے دلائل ہیں اور تیسرے حصے میں قائلین رفع یدین کے اکثر دلائل کے جوابات موجود ہیں۔ مثلاً بخاری، مؤطا امام مالک، مؤطا امام محمد، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابو داؤد، سنن دار قطنی، سنن الکبریٰ بیہقی، محلّٰی ابن حزم، مسند امام احمد، مسند حمیدی، مسند ابو عوانہ، التمہید ابن عبدالبر، شرح معانی الآثار، مسند ابویعلی موصلی، جزء رفع یدین بخاری، طبرانی، صحیح ابنِ خزیمہ، مصنف ابن ابی شیبہ، صحیح ابن حبان وغیرہ۔ ان کتبِ حدیث میں رفع یدین کرنے کی جتنی روایات موجود ہیں اس کتاب میں ان تمام کے جوابات بالتفصیل بمعہ دلائل موجود ہیں اور اصولِ حدیث کی روشنی میں جوابات کو واضح کیا گیا ہے خود پڑھیئے اور آگے اس کتاب کو پہنچانے کا ذریعہ بنیئے۔

جزاکم اللہ خیرا

شرفِ انتساب

بندۂ ناچیز اپنی اس کتاب کو............

امام المحدثین سید الفقہاء امام الائمہ، سراج الامہ فخر الواصلین رئیس الاصفیاء ولاولیاء سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کی ذاتِ والاصفات کی طرف منسوب کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہے۔ جو سیرت و کردار کے روشن مینار تھے، جو علم و کرم اور ایثار کا عظیم پہاڑ تھے، جو ورع میں اشد اور زبان میں احفظ تھے، جو قوت و برداشت اور صبر وتحمل کمال درجے کا رکھنے والے تھے، جنہوں نے بیت اللہ شریف میں ایک رکعت میں قرآن ختم کیا۔ جو سارا دن اور ساری رات آخرت کی طلب میں رہتے۔ جنہوں نے چالیس سال عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا کی۔ جو رمضان المبارک میں ساٹھ بار قرآن مجید ختم فرماتے تھے۔ جو اکثر رات کو ہر رکعت میں سارا قرآن ختم فرماتے تھے جو تقویٰ اور خشیت الٰہی کی دولت سے مالا مال تھے۔ جنہوں نے اسلام اور مسلمین کی بے مثال خدمت کی۔ جنہوں نے بیشمار محدثین وفقہاء کرام کو فیض عطا کیا۔ جن کو تابعی ہونے کا بھی شرف حاصل ہے اور جن کو بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں قبولیت کا شرف واعزاز حاصل ہے۔

گر قبول افتدز ہے عزو شرف

خادم العلماء غلام مصطفیٰ نوری قادری غفرلہٗ

17-12-2002

تقریظ

امام المناظرین سندِ الفاضلین شیخ الحدیث حضرت علامہ عبدالتواب صدیقی

بسم اللہ الرحمن الرحیم ٥ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

امابعد! محقق اہلسنت حضرت مولانا علامہ غلام مصطفیٰ نوری مدظلہ العالی قلمی وعلمی جدوجہد جس کو آپ نے ترک رفع یدین کے نام موسوم فرمایا فقیر کی نظر سے گزری جزوی مطالعہ کے بعد بندہ ناچیز اس نتیجہ کو پہنچا کہ اللہ پاک نے مولانا کو واقعی شرح صدر عطا فرمادیا ہے۔ یہ مسئلہ اس دور میں بڑا اہم ہے آج کل لوگ کروڑوں خرچ کر کے لوگوں کو اس مسئلہ میں الجھانے اور رفع یدین کرنے پر مجبور کرتے رہتے ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ جو رفع یدین نہیں کرتا ان کی نماز نہیں ہوتی۔ حالانکہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت اس بات پر واضح دلالت کرتی ہے کہ آپ نے صرف تکبیر تحریمہ کے ساتھ رفع یدین فرمایا ہے اور اس کے بعد صحابہ کرام تابعین، تبع تابعین رضوانہ اللہ علیہم اجمعین کا بھی اس پر عمل رہا مگر اس کے باوجود بھی رٹ لگاتے جاتا کہ اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی اور جو لوگ رفع یدین نہیں کرتے وہ تارک سنت ہیں جبکہ معاملہ اور ہے یہ تو ایسا ہی ہے خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد۔

مولانا موصوف نے نہایت جانفشانی کا مظاہرہ فرماتے ہوئے اس مسئلہ کو بڑی خوبصورتی کے ساتھ نبھایا ہے۔ اللہ تعالیٰ سنیوں کو منتفع ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور حضرت علامہ نوری مدظلہ العالی کو اجر عظیم عطا فرمائے۔

محمد عبدالتواب صدیقی
سجادہ نشین مناظر اعظم رحمتہ اللہ علیہ
دوکان نمبر 4 دربار مارکیٹ، لاہور

تقریظ

محقق اہل سنت، سند المدرسین شیخ الحدیث حضرت

علامہ مولانا محمد صدیق ہزاروی مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اجتہادی مسائل، فقہاء کرام اور مجتہدین عظام کے درمیان مختلف فیہ ہوتے ہیں اور یہ اختلاف کفر و اسلام کی بنیاد نہیں ہوتا۔

یہی وجہ ہے کہ دونوں طرف سے استدلال کی راہ اختیار کی جاتی ہے لیکن فتویٰ بازی کی زبان استعمال نہیں کی جاتی لیکن بدقسمتی سے ہمارے ہاں ایک فرقہ جو کسی امام کا مقلد نہ ہونے کی وجہ سے غیر مقلد کہلاتا ہے۔

عوام الناس یعنی سیدھے سادھے مسلمانوں کی آنکھوں میں دھول ڈالنے کی خاطر اجتہادی مسائل کی آڑ میں عام مسلمانوں کو اپنے فتووں کی آگ میں جھونکتا ہے حالانکہ ان حضرات سے اہل سنت کے اختلاف کی بنیادیں ان لوگوں کی بدعقیدگی اور ائمہ دین کے بارے میں ان کی منفی سوچ ہے۔

ان مسائل میں سے ایک مسئلہ رفع یدین ہے جس کا غیر مقلدین سے کوئی تعلق نہیں لیکن ان مسائل کی بنیاد پر ان حضرات نے انتشار کی فضا پیدا کر رکھی ہے اور تعجب خیز بات یہ ہے کہ وہ منسوخ یا کمزور احادیث کا سہارا لیتے ہیں اور رفع یدین کے ترک سے متعلق احادیث کو یکسر نظر انداز کر دیتے ہیں اور یہ بددیانتی کی بدترین مثال ہے۔

مناظر اہل سنت حضرت علامہ مولانا غلام مصطفیٰ نوری قادری اشرفی

مدظلہ کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے انہوں نے اس موضوع پر تحقیق کا حق ادا کیا ہے اور وہ احناف کی طرف سے شکریہ کے مستحق ہیں۔

راقم نے حضرت علامہ موصوف کی کتاب مستطاب ''ترک رفع یدین'' کے مسودہ کو مختلف مقامات سے دیکھا اور نہایت عمدہ پایا۔

حضرت علامہ نے جہاں حنفی موقف پر احادیث پیش کی ہیں وہاں مخالف فریق کے استدلال کا نہایت تحقیقی جواب بھی دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ اس کتاب کے افادہ و استفادہ میں برکت پیدا فرمائے اور حضرت علامہ غلام مصطفیٰ نوری مدظلہ کو اجر عظیم عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم علیہ التحیۃ والتسلیم۔

محمد صدیق ہزاروی

جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

۸ شعبان المعظم ۱۴۲۴ھ

5 اکتوبر 2003ء

تقریظ

حضرت علامہ مفتی محمد عبدالحکیم شرف قادری صاحب

جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

دین اسلام اتحاد واتفاق کا درس دیتا ہے اور افتراق وانتشار کی حوصلہ شکنی کرتا ہے، ارشاد ربانی ہے۔ ''واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقو'' اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور فرقوں میں نہ بٹ جاؤ، کہیں ارشاد فرمایا: ومن یشاقق الرسول من بعد ماتبین لہ الھدی ویتبع غیر سبیل المومنین نولہ ماتولیٰ ونصلہ جھنم وساء ت مصیرا۔ اور جو شخص رسول اللہ کی مخالفت کرے بعد اس کے کہ اس کے لئے ہدایت واضح ہو جائے اور مسلمانوں کے راستے کے مخالف راستے کی پیروی کرے تو ہم اسے ادھر پھیر دیں گے جدھر وہ پھرے گا اور دوزخ میں داخل کریں گے اور وہ برا ٹھکانہ ہے اس آیت سے معلوم ہوا کہ اتحاد ان ہی لوگوں سے کیا جائے گا جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور مومنوں کے راستے پر چلیں اور جو اس طریقے سے منحرف ہوگا اسے واپس لایا جائے گا۔

پاک وہند میں ایک صدی پہلے اور آج بھی غالب اکثریت ائمۂ دین مجتہدین کے پیروکاروں اور خاص طور پر احناف کی ہے، ایک طبقہ صدیوں سے چلی آنے والی اتفاق کی اس فضا کو پسند نہیں کرتا، کبھی تراویح کے مسئلے پر کبھی رفع

یدین اور قرأت خلف الامام کے مسئلے پر فرقہ ورانہ انداز میں گفتگو کر کے انتشار اور افتراق کا راستہ کھولتا ہے، فاضل محقق حضرت علامہ مولانا غلام مصطفیٰ نوری فاضل دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور ومہتمم جامعہ شرقیہ رضویہ، ساہیوال نے ضخیم تین حصوں میں۔ ''ترکِ رفع یدین'' لکھ کر اس مسئلے کو فیصلہ کن موڑ پر پہنچا دیا ہے اور ثابت کیا ہے کہ مخالفین کی پیش کردہ روایات ان کا مقصد ثابت کرنے کے لئے ناکافی ہیں اور صحیح مذہب وہی مذہب حنفی ہے جس پر امت مسلمہ صدیوں سے عمل پیرا چلی آ رہی ہے۔

حضرت علامہ اس سے پہلے ''نماز نبوی'' لکھ کر اپنے علم وفضل کا لوہا منوا چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے اور امت مسلمہ کو اتفاق واتحاد کی دولت سے سرفراز فرمائے۔ آمین۔

محمد عبدالحکیم شرف قادری

۲۴ رمضان المبارک ۱۴۲۴ھ

۲۰ نومبر ۲۰۰۳ء

تقریظ

مناظر اہلسنت قاطع نجدیت فاضل جلیل شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا

پروفیسر محمد انوار حنفی مدظلہ العالی

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم اما بعد اللہ تعالیٰ نے ہر فن کے لئے ہر دور میں رجال پیدا فرمائے جنہوں نے ہر دور کی علمی پیاس بجھائی۔ ان علوم وفنون میں ایک علم، علم حدیث ہے۔ یہ علم اپنی نوعیت کا ایک منفرد علم ہے کیونکہ اس کے اندر ایسی بیسیوں شاخیں ہیں جو کہ ایک علیحدہ علیحدہ باقاعدہ فن بن چکا ہے۔

ایسے رجال میں ایک عالم بے بدل حضرت علامہ غلام مصطفیٰ نوری مدظلہ العالی اطال اللہ عمرہ کی مقدس ذات ہے۔ علمِ حدیث کے خدام میں حضرت والا ذی شان کا مقام بہت بلند ہے۔

آپ کی کتاب ''ترک رفع یدین'' ایک ایسا شاہکار ہے کہ اس میں آپ نے اپنی محدثانہ تحقیق کو سپرد قلم فرما کر ایک عظیم خدمت سرانجام دی ہے۔

سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات اقدس اسلام قبول کرنے والوں میں چھٹے نمبر پر ہیں۔ (دیکھئے سیر اعلام النبلاء الذھبی) آپ آخر تک نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ رہے۔ آپ کے بارے محدثین کرام نے یہ لکھا کہ آپ ہی واحد صحابی رسول ہیں جن سے رفع یدین کرنے کی کوئی ایک صحیح حدیث ثابت نہیں ہے لیکن دوسری تمام ذخیرۂ حدیث میں آپ سے رفع یدین نہ کرنے کے بارے کافی احادیث موجود ہیں۔

حضرت علامہ مولانا غلام مصطفیٰ نوری صاحب مدظلہ العالی نے اربعین کی صورت میں چالیس احادیث مع سندوں کے اور پھر ان اسناد پر تحقیق علم اسماء الرجال کی روشنی میں کر کے علم حدیث میں ایک نئے باب کا اضافہ فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ محدثِ ساہیوال حضرت علامہ غلام مصطفیٰ نوری صاحب کی اس کاوش کو اپنی مقدس بارگاہ میں قبول فرما کر اس کتاب کو قبول عام فرمائے اور حضرت والا ذی شان کے علم وعمل میں برکت فرمائے اور ہم اہل سنت و جماعت کے لئے کی گئی اس کاوش جمیلہ اور سعی جلیلہ کی قدر وعظمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

پروفیسر محمد انوار حنفی
دار العلوم جامعہ حنفیہ رضویہ
نزد جامع مسجد نہر والی رادھا کشن ضلع قصور
13 ذیقعد 1421ھ بمطابق 8 فروری 2001ء
بروز جمعرات بوقت 10 بجے



تاثراتِ عالیہ

فاتح نجدیت محقق العصر حضرت علامہ مولانا جناب
محمد حسن علی قادری رضوی بریلوی میلسی

اللہ رب محمدٍ صلی اللہ علیہ وسلما

نحن عباد محمدٍ صلی اللہ علیہ وسلما

آج جامعہ شرقیہ رضویہ ساہیوال حاضری کے دوران مخلصم محب محترم فاضل محتشم مناظر اہلسنت فخر خطابت حضرت مولانا غلام مصطفےٰ صاحب قادری نوری اطال اللہ عمرہ کی تازہ ترین تصنیفِ لطیف ''ترک رفع یدین'' کے چند اوراق اجمالی طور پر دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ مصنف موصوف سلمہٗ ایک جواں سال جواں علم جواں عزم فاضل ہیں۔ فقیر ان کے ردِ ارتداد اور تحفظ مسلک اعلیٰ حضرت و دفاع اہلسنت کے جذبہ صادقہ سے بہت متاثر ہوا۔ عصر رواں میں غیر مقلدین وہابیہ بالخصوص فرسودہ دلائل کی بنیاد پر مذہب حق اہلسنت فقہ حنفی پر معاندانہ حملے کر رہے ہیں اور مختلف النوع غلط فہمیاں پھیلا رہے ہیں۔

زیرِ نظر کتاب ''ترک رفع یدین'' میں فاضل مصنف نے اپنا موقف بحوالہ کتب مدلل و مؤثر انداز میں پیش کیا ہے اور مخالفین معاندین کے دلائل کا علمی تحقیقی تعاقب اور بحوالہ کتب معتبرہ شدید محاسبہ کیا ہے اور کتاب کا ایک ایک صفحہ مضبوط حوالوں کی بندش میں جکڑا ہوا ہے۔ ایسے دور میں جبکہ علماء وعظ و خطابت کی طرف زیادہ رغبت رکھتے ہیں۔ حضرت مولانا مصنف سلمہ ربہ کا بیک وقت ذوق

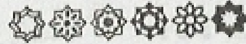
تحریر و تقریر، تصنیف و تالیف باعثِ مسرت و غنیمت ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب و محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلۂ جلیلہ سے اس کتاب کو مقبول خاص و عام فرمائے اور دنیا و آخرت میں اجر عظیم جزائے جمیل عطا فرمائے۔

آمین ثم آمین

الفقیر

عبدالنبی الولی محمد حسن علی غفرلہ الولی

قادری رضوی بریلوی میلسی



تقریظ

استاذ العلماء جامع معقول ومنقول علامہ مفتی محمد ولایت اقبال نقشبندی صاحب پرنسپل جامعہ حنفیہ مدینہ مسجد ساہیوال

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم، اما بعد

قرآن کے بعد حدیث نبوی دوسرا بڑا ماخذ ہے جس کے ذریعہ سے شرعی احکامات ثابت ہوتے ہیں اور فقہی جزئیات کی طرف رہنمائی ملتی ہے اور اس کی فنی حیثیت کا ادراک اتنا ہی ضروری ہے جتنا اس کا علم۔ علم اصول حدیث کی رو سے حدیث کی تعریف یوں ہے۔

ان علم الحدیث علم بقوانین ای قواعد یعرف بھا احوال السند والمتن من صحۃ و حسن

بیشک علم حدیث ایسے قوانین اور قواعد کا جاننا ہے جن سے سندومتن کے احوال صحت وحسن کے اعتبار سے معلوم ہوں۔

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات کے ساتھ قصداً کسی غلط بات کو منسوب کرنا خدا کے عذاب کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ مشہور حدیث ہے۔

من کذب علی متعمدا فلیتبوا مقعدہ من النار.

جو مجھ پر قصداً جھوٹ باندھے گا چاہیے کہ اپنا ٹھکانہ آگ میں تلاش کرے۔

حضرت عبداللہ ابن المبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

الاسناد من الدین ولولا الاسناد لقال من شاء ماشاء.

اسناد دین سے ہے۔ اگر اسناد کا لحاظ نہ ہوتا تو ہر آدمی کہتا جو وہ چاہتا۔

اور امام جلیل حضرت سفیان الثوری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا۔

الاسناد سلاح المومن.

اسناد مومن کا ہتھیار ہے۔

حدیث کی روایت و درایت میں کمال درجہ کی احتیاط ہونی چاہیے۔ زیر نظر رسالہ بعنوان ''ترک رفع یدین'' جس میں حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توثیق میں چالیس اسناد پیش کی گئی ہیں۔ مؤلف ہذا حضرت علامہ مولانا غلام مصطفیٰ نوری زیدہ مجدہ وطال عمرہ خطیب اعظم جامع مسجد شرقیہ رضویہ بیرون غلہ منڈی ساہیوال نے نہایت ہی محققانہ انداز میں مدققانہ طرز پر کثیر تعداد میں کتب حدیث کے مطالعہ کے بعد یہ انمول موتی سب یکجا کرنے کا شرف حاصل کیا ہے۔ یہ رسالہ بلاشبہ قارئین کے لئے موجب اطمینان اور معاندین کے لئے مسکت جواب ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے پیارے حبیب لبیب کے طفیل اس کو زیادہ سے زیادہ نافع بنائے اور مصنف کے علم وفن میں مزید برکات نازل فرمائے۔

آمین

احقر الانام العبد العامی الراجی الی رحمتہ ربہ

محمد ولایت اقبال نقشبندی

مہتمم جامعہ حنفیہ مدینہ مسجد ساہیوال

تقریظ

فاضل جلیل استاذ العلماء شیخ الحدیث علامہ مولانا مفتی
پیر مظہر فرید شاہ صاحب شیخ الحدیث جامعہ فریدیہ ساہیوال

مناظر اہلسنت حضرت العلام مولانا محمد غلام مصطفیٰ نوری صاحب ادام اللہ عزہ وشرفہ کی تالیف ''ترک رفع یدین'' کو متعدد مقامات سے پڑھا۔ یہ کتاب علم روایت و درایت کا حسین مرقع ہے۔ عدم رفع الیدین کے عنوان سے متعدد کتب پڑھنے کا موقع ملا مگر یہ کتاب اختصار، تفہیم مطالب اور جرح وتعدیل کے اعتبار سے ایک بہترین کاوش ہے فاضل مؤلف نے رواۃ کی سطحی تنقیدی پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ خوب امعان نظر سے کام لیتے ہوئے، اصول حدیث کی روشنی میں اور کتب جرح وتعدیل کی مدد سے تحقیقی کام کو آگے بڑھانے میں سعی بلیغ سے کام لیا ہے اگر برادر مکرم مؤلف کتاب دیگر مختلف فیہ مسائل کو اصل ماخذ سے اسی اسلوب پر قلمبند کرنے کی ہمت کریں تو یہ اس دور کا نہایت ہی مستحسن اقدام ہوگا۔

امید ہے کہ یہ کتاب طالبان حدیث کے لئے بالخصوص اور عوام الناس کے لئے بالعموم افادہ کی حامل ہوگی۔ اللہ رب العزت مؤلف ذیشان کی فکری استعداد اور زورِ قلم میں مزید فروغ بخشے اور کتاب کو مقبولیت عامہ عطا فرمائے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ محمد والہ وصحبہ وسلم

مظہر فرید شاہ

جامعہ فریدیہ ساہیوال 14 فروری 2001ء

بفیضانِ نظر

قطب دوراں غوثِ زماں حضرت فقیہ اعظم
خواجہ مفتی ابوالخیر محمد نور اللہ نعیمی رحمۃ اللہ علیہ
محدثِ بصیر پوری قدس سرہ العزیز

ترک رفع یدین

(حصہ اول)

فہرست (حصہ اول)



فہرست (حصہ دوم)



فہرست (حصہ سوم)

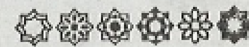


بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسئلہ رفع یدین فی الصلوٰۃ اختلافی فروعی مسائل میں سے ایک مسئلہ ہے لیکن کچھ لوگ اس پر اتنا زور صرف کرتے ہیں کہ اسے واجب کے قریب کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ نہیں تو سنتِ دائمہ قائمہ تو ضرور ہی کہتے ہیں بلکہ یہ بھی کہہ دیا کہ جو نماز میں رفع یدین عند الرکوع وبعد الرکوع نہ کرے اس کی نماز ناقص ہے (صلوٰۃ الرسول) اور پھر قائلین رفع یدین یہ تاثر دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ ترک رفع یدین پر کوئی صحیح حدیث موجود نہیں ہے۔ جبکہ یہ بات بالکل غلط ہے اور جھوٹ پر مبنی ہے۔ ترک رفع یدین پر کثیر تعداد میں روایات موجود ہیں جو کہ کئی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے مروی ہیں جیسا کہ حضرت جابر بن سمرہ، حضرت براء بن عازب، حضرت ابو مالک اشعری، حضرت ابو ہریرہ، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبداللہ بن عباس رضوان اللہ علیہم اجمعین اور دیگر کئی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے اور کثیر تعداد میں کئی جلیل القدر تابعین کرام سے بھی مثلاً حضرت ابراہیم نخعی، حضرت قیس بن ابی حازم، حضرت علقمہ، حضرت اسود، امام شعبی، ابو اسحاق، امام خیثمہ، ابن ابی لیلیٰ، ابوبکر بن عیاش اور دیگر کئی ائمہ کرام جیسے سیدنا امام مالک، امام عبدالرحمٰن بن قاسم، امام محمد بن حسن شیبانی، سفیان ثوری، امام وکیع، قاضی ابو یوسف، امام حسن بن زیاد اور تمام اہل کوفہ بالا جماع دیگر مسائل کی طرح اس مسئلہ پر بھی سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صحابہ کرام تابعین عظام اور کئی اماموں کی زبردست حمایت حاصل ہے کہ نماز شروع کرتے وقت رفع یدین کرنا چاہیے اور رکوع جاتے وقت یا رکوع سے سر اُٹھاتے وقت اور تیسری رکعت کی ابتدا میں رفع یدین نہیں کرنا چاہیے۔ اس مسئلہ پر کافی احادیث مبارکہ موجود ہیں جب کہ اس

رسالہ میں حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چالیس اسناد جمع کی گئی ہیں اور راویوں کا ثقہ ہونا بیان کیا گیا ہے اور اسناد کی صحت کو بطریق مدلل بیان کیا گیا ہے۔ اہلِ علم حضرات کی خدمت میں گزارش ہے کہ اگر کوئی غلطی ملاحظہ فرمائیں تو اصلاح کی نیت سے مطلع فرمائیں اور میری کم علمی کی وجہ سے درگزر فرمائیں اور عنداللہ ماجور ہوں۔

خاکپائے مرشد
غلام مصطفیٰ نوری قادری اشرفی
خطیب ومہتمم جامعہ شرقیہ رضویہ
بیرون غلہ منڈی ساہیوال فون: 223487



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ اصطلاحات حدیث نزہتہ القاری شرح بخاری کے مقدمہ سے لی گئی ہیں جس کے مؤلف فقیہہ اعظم ہند حضرت علامہ مولانا مفتی شریف الحق امجدی رحمتہ اللہ علیہ ہیں۔ یہ شرح اردو زبان میں لکھی گئی ہے جو کہ تمام شروحات سے اعلیٰ ہے۔ مصطلحاتِ حدیث ملاحظہ فرمائیں۔

مصطلحات

حدیث:

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قول وفعل حال اور تقریر کو کہتے ہیں۔ بعض حضرات اس میں تعمیم کرتے ہیں کہ صحابی اور تابعی کے اقوال وافعال و تقریرات بھی حدیث ہیں۔ لیکن عام شائع ذائع پہلا ہی محاورہ ہے۔ لفظ حدیث سے اول وہلہ میں ذہن اسی طرف جاتا ہے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قول یا فعل یا حال یا تقریر ہے۔

تقریر سے مراد یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے کسی صحابی نے کچھ کیا یا کہا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سکوت اختیار فرمایا۔ یہ تقریر ہے۔

اثر:

عام طور پر صحابی یا تابعی کے قول کو کہتے ہیں مگر کبھی کبھی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اقوال وافعال کو بھی اثر کہہ دیتے ہیں جیسے ادعیہ ماثورہ۔

خبر:

خبر اور حدیث اصل میں مترادف ہیں مگر کچھ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم کو اور صحابہ وتابعین کے اقوال وافعال ہی کو حدیث کہتے ہیں اور سلاطین امراء حکام اور گذشتہ زمانے کے احوال کو خبر کہتے ہیں۔

اقسام:

حدیث کی تین قسمیں ہیں، مرفوع، موقوف، مقطوع۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قول فعل حال اور تقریر کو مرفوع اور صحابی کے قول فعل کو موقوف اور تابعی کے قول فعل کو مقطوع کہتے ہیں۔

حدیث کا مرفوع ہونا کبھی صراحۃً ہوتا ہے جیسے صحابی کا کہنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا یا یہ کرتے دیکھا یا کسی کا یہ کہنا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے فلان نے یہ کہا یا کیا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انکار نہیں فرمایا۔ یا کسی راوی نے یہ کہا کہ فلاں نے اس کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک پہنچایا یا مرفوع کیا۔

حکماً مرفوع یہ ہے کہ کوئی صحابی جو کتب سابقہ سے خبر نہ دے رہا ہو ایسی خبر جس میں عقل کو دخل نہ ہو جسے بغیر حضور کے سنے نہ جانا جا سکتا ہو مثلاً گذشتہ واقعات کی خبر دینا یا آئندہ کے حالات بتانا مثلاً قیامت کے احوال ملاحم فتن وغیرہ یا کسی فعل پر مخصوص ثواب یا عقاب کی خبر یا صحابی کا یہ کہنا کہ لوگ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں ایسا کرتے تھے یا یہ کہنا یہ سنت ہے۔

دوسری تقسیم:

راویوں کی کثرت اور قلت کے اعتبار سے حدیث کی چار قسمیں ہیں۔
متواتر، مشہور، عزیز، واحد۔

حدیث متواتر: وہ حدیث ہے جس کے راوی ہر دور میں اتنے زیادہ ہوں کہ ان

سب کا جھوٹ پر متفق ہونا محال عادی ہو۔

مشہور: وہ حدیث ہے جس کے راوی ہر قرن میں دو سے زائد ہوں۔

عزیز: وہ حدیث ہے جس کے راوی ہر طبقے میں دو ہوں۔

غریب: وہ حدیث ہے جس کے راوی کسی دور کے یا ہر دور میں صرف ایک ہوں۔ عزیز اور غریب کو خبر واحد بھی کہتے ہیں۔ رواویوں کے احوال کے اعتبار سے حدیث کی چار قسمیں ہیں۔

صحیح لذاتہ: وہ حدیث ہے جس کے تمام راوی عادل تام الضبط ہوں اور اس کی سند متصل ہو۔ شذوذ ونکارت اور جملہ عیوب سے خالی ہو۔

صحیح لغیرہ: جس کے اندر صحت کے شرائط میں کچھ کمی ہو اور کثرت طرق سے اس کی تلافی ہوگئی ہو۔

حسن لذاتہ: جس کے ضبط میں کچھ کمی ہو بقیہ صحت کے تمام شرائط پائے جاتے ہوں اور اس کی تلافی نہ ہوئی ہو۔

حسن لغیرہ: وہ حدیث ضعیف ہے جس کی کثرت طرق سے تلافی ہوگئی ہو۔

حدیث ضعیف: وہ حدیث ہے جس میں صحت کی تمام شرائط یا بعض نہ پائی جاتی ہوں اور اس کی تلافی بھی نہ ہوئی ہو۔ اس کی چار قسمیں ہیں۔

اول: ضعیف بضعف قریب یعنی ضعف اتنا کم ہے کہ اعتبار کے لائق ہے مثلاً یہ ضعف، اختلاط راوی، سوئے حفظ، تدلیس کی وجہ سے ہے۔ یہ متابعات وشواہد کے کام آتی ہے اور جابر سے قوت پا کر حسن لغیرہ بلکہ صحیح لغیرہ ہو جاتی ہے۔

دوم: ضعیف بہ ضعف قوی ووہن شدید جیسے وہ حدیث جو راوی کے فسق وغیرہ قوادح قویہ کے سبب متروکہ ہو بشرطیکہ ہنوز سرحد کذب سے جدائی ہو۔ یہ احکام میں لائق احتجاج نہیں۔ البتہ مذہب راجح پر فضائل میں مقبول۔ ہاں تعدد مخارج و

تنوع طرق سے انجبار کے بعد بالاتفاق مقبول۔

سوم: وہ جس کا راوی وضاع وکذاب یا متہم بالکذب ہو۔ یہ حدیث ضعیف کی بد ترین قسم ہے بلکہ بعض محاورات کی بناء پر مطلقاً اور ایک اصطلاح پر اگر اس کا مدار کذاب پر ہو تو اسے بھی موضوع کہتے ہیں۔ بنظر دقیق ان اصطلاحات پر یہ قسم موضوع حکمی میں داخل۔

چہارم: موضوع، یہ بالاجماع نہ قابل انجبار نہ کہیں لائق اعتبار حتی کہ فضائل میں بھی بلکہ اسے حدیث کہنا بطور مجاز ہے۔ حقیقت میں یہ حدیث ہی نہیں۔

شرائط راوی:

عادل ہونا، عادل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کو تقویٰ کی پابندی اور خلاف مروت حرکات سے بچنے کا ملکہ ہو۔ تقویٰ سے مراد یہ ہے کہ شرک، کفر، فسق، بدعت سے بچتا رہے گناہِ صغیرہ سے بچنا عدالت کی شرط نہیں البتہ صغیرہ پر اصرار سے بچنا ضروری ہے۔ اس لئے کہ صغیرہ پر اصرار کبیرہ ہے، مروت سے مراد ایسے خسیس ورذیل کاموں سے بچے جو اگرچہ مباح ہیں مگر وہ وقار کے خلاف سمجھے جاتے ہیں۔ جیسے بازاروں میں کھانا، صرف تہبند باندھ کر گھومنا۔

ضبط حدیث: یعنی حدیث کو محفوظ رکھنا۔ اس میں کمی بیشی اور کوئی خلل نہ ہونے دینا۔ اس طرح کہ بوقت ضرورت بلاتردد بیان کر سکے۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔ ضبط صدر، ضبط کتاب۔

ضبط صدر: یہ ہے کہ حدیث کو اس طرح یاد رکھے کہ جب چاہے اس کو بعینہٖ بیان کر سکے۔

ضبط کتاب: یہ ہے کہ جس کتاب میں حدیث لکھی ہے اس کو پورے طور سے

محفوظ رکھے کہ اس میں کوئی تغیر وتبدل نہ ہونے پائے۔

اتصالِ سند:

راوی سے لے کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علی وسلم تک کوئی راوی چھوٹتا نہ ہو۔

اسبابِ طعن:

دس ہیں پانچ راوی کی عدالت سے متعلق ہیں اور پانچ ضبط سے۔ عدالت سے متعلق پانچ طعن یہ ہیں۔ کذب اتہام، کذب فسق، جہالت، (یعنی گمنام)، بدعت۔

کذب:

یہ ہے کہ اس راوی کے بارے میں یہ ثابت ہو جائے کہ اس نے بالقصد حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بہتان و افتراء کیا ہے۔ اگر کسی شخص کے بارے میں یہ ثابت ہو جائے کہ اس نے ایک بار بھی قصداً حدیث گڑھی ہے تو مدت العمر اس کی حدیث مقبول نہ ہوگی۔ اگرچہ توبہ کرے بربنائے مذہب مشہور ایسے راوی کی حدیث کو موضوع کہتے ہیں۔

اتہام بکذب:

یہ ہے کہ اگرچہ حدیث میں اس کا جھوٹ ثابت نہیں مگر وہ اور باتوں میں جھوٹا مشہور ومعروف ہو۔ ایسے راوی کی حدیث کو متروک کہتے ہیں۔ ایسا شخص اگر جھوٹ بولنے سے توبہ کرے اور سچ بولنے کی عادت ڈال لے اور یہ ثابت ہو جائے کہ اب جھوٹ نہیں بولتا تو اس وقت اس کی روایت مقبول ہے۔

فسق:

سے فسق عملی مراد ہے یعنی گناہوں سے بچے۔ جھوٹ بھی گناہ ہے مگر

حدیث کے معاملے میں یہ طعن دیگر مطاعن سے سخت ہے۔ اس لئے اس کو عام گناہوں سے علیحدہ مستقل طعن کی قسم بنایا گیا۔

جہالت:

یہ کہ کسی راوی کا نام نہ مذکور ہو جیسے کوئی یوں کہے کہ مجھ سے ایک شخص نے حدیث بیان کی۔ اس طعن کی وجہ یہ ہے کہ جب راوی کا نام ہی معلوم نہیں تو یہ پتہ بھی نہ چل سکے گا کہ یہ عادل ہے یا غیر عادل اس کی روایت قابل قبول نہیں۔ ایسی حدیث کو مبہم کہتے ہیں۔ حدیث مبہم کے مقبول وغیر مقبول ہونے میں تفصیل ہے۔ اگر یہ ابہام صحابی میں ہے مثلاً تابعی نے کہا مجھ سے ایک صحابی نے حدیث بیان کی تو یہ بالاتفاق مقبول ہے۔ غیر صحابی میں اگر ہے اور راوی کی عدالت وثقہ ہونے کی صراحت نہیں تو غیر مقبول جیسے کسی نے کہا ایک شخص یا شیخ نے حدیث بیان کی اور اگر صفت تعدیل وتوثیق کے ساتھ ہے تو بھی عند التحقیق نامقبول۔ ہاں اگر یہ ابہام کسی مسلم الثبوت امام حاذق کا ہے تو مقبول ہے۔

بدعت:

سے مراد یہ ہے کہ جو بات دین میں مشہور ومعروف ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام سے ثابت ہو اس کے خلاف اعتقاد رکھنا جب کہ کسی شبہ اور تاویل کی بناء پر نہ ہو اور اگر یہ اعتقاد ضروریات دین کے خلاف ازراہ عناد ہو تو کفر ہے۔ مبتدع، بدعتی کی روایت کے مقبول ومردود ہونے میں تفصیل ہے۔ اگر اس کی بد مذہبی حد کفر تک پہنچی ہو تو بالاتفاق مردود اور اگر حد کفر تک نہیں پہنچی تو اگر اس کی یہ روایت بدعت کی طرف داعی یا اس کی مروج یا مؤید ہے تو قطعاً مردود اور اگر ایسی نہیں تو بھی محتاطین کا یہی طریقہ ہے کہ مبتدعین کی حدیث

نہیں قبول کرتے۔ کبھی کبھی اس غامض طریقے سے بد مذہبی داخل کر دیتے ہیں کہ اس کی تہہ تک پہنچنا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔

ضبط سے متعلق پانچ طعن یہ ہیں۔ کثرت غلط، فرط غفلت، مخالفت ثقات، وہم، سوء حفظ، کثرت غلط کے معنی ظاہر ہیں۔

فرط غفلت:

کا مطلب یہ ہے کہ دوسرے کی تلقین قبول کرے یعنی دوسرا جو بتا دے کہ تو نے یہ سنا ہو گا وہی مان لے۔

مخالفت ثقات:

حدیث کی سند یا متن ثقہ رواۃ کے خلاف ہو۔ ایسی حدیث کو شاذ کہتے ہیں۔

وہم:

حدیث کے یاد ہونے کا ظن غالب نہیں پھر بھی بیان کر دیا۔ اگر راوی کی اس حرکت پر قرائن سے اطلاع ہو جائے تو وہ حدیث معلل ہے۔ یہ ضعف بہت دقیق اور مشکل ہے یہاں تک کہ علماء نے فرمایا دارقطنی کے بعد کوئی ان جیسا نہیں پیدا ہوا جو حدیث کے علل قادحہ کے پہچاننے کا ان جیسا ماہر ہو۔

سوء حفظ:

سے یہاں مراد یہ ہے کہ راوی کو نسیان کا عارضہ ہوا اور اس حد تک کہ اس کی غلطی صواب پر زائد یا برابر ہو اور اگر اس کا صواب خطاء سے زائد ہے تو اس کی روایت مقبول ہے۔ اس لئے کہ خطا ونسیان سے بالکلیہ کون منزہ رہا۔ حتیٰ کہ امام بخاری وامام مسلم بھی، سوء حفظ کا عارضہ اگر مدۃ العمر رہا تو اس کی روایت معتبر نہیں۔ بعض محدثین نے اسے بھی شاذ مانا اور اگر اخیر عمر میں اس کا یہ عارضہ

کسی وجہ سے مثلاً بیماری یا کبرسنی یا ضعف بصارت یا زوال بصارت یا کتابوں کے ضائع ہونے کی وجہ سے عارض ہوگیا تو ایسی حدیث کو مختلط کہتے ہیں۔ ایسے راوی کی ایسی احادیث جو سوء حفظ عارض ہونے سے پہلے روایت کی ہیں اور یہ معلوم ہو تو مقبول ہیں اور زمانہ نسیان کی معتبر نہیں۔ ہاں تعددِ طریق و متابعات اور شواہد سے تقویت کے بعد مقبول ہیں۔

یہ کل دس وجوہِ طعن ہوئے۔ ان کی قوت و شدت کے اعتبار سے یہ ترتیب ہے۔ کذب، تہمتِ کذب، کثرت غلط، فرط غفلت، فسق، وہم، مخالف ثقات، جہالت، بدعت، سوء حفظ۔[1]

مزید اصطلاحات

سند و اسناد:

طریق حدیث کو کہتے ہیں یعنی وہ راوی جنہوں نے یہ حدیث روایت کی ہے اور سند کے ذکر کو اسناد کہتے ہیں۔

مسند:

اس حدیث کو کہتے ہیں جو مرفوع ہو اور جس کی سند متصل ہو۔ یہی عام اصطلاح ہے۔ بعض محدثین ہر حدیث متصل کو مسند کہتے ہیں اگرچہ وہ موقوف یا مقطوع ہو۔ بعض محدثین ہر حدیث مرفوع کو مسند کہتے ہیں اگرچہ وہ مرسل یا منقطع یا معضل ہو۔

متن:

جہاں سند ختم ہوتی ہے اسے متن کہتے ہیں یعنی وہ قول یا فعل یا واقعہ جو

[1] نخبۃ الفکر

روایت کیا گیا۔

متصل و اتصال:

متصل وہ حدیث ہے جس کی روایت میں کوئی راوی ترک نہ ہو اور یہ عمل ''اتصال'' ہے۔

تعلیق و معلق:

ابتدائے سند سے اگر راوی ساقط ہو تو اس حدیث کو معلق کہتے ہیں خواہ تمام راوی ساقط ہوں یا ایک دو اور اس فعل کو تعلیق کہتے ہیں۔

امام بخاری کے ابواب میں تعلیقات بکثرت ہیں۔ یہ سب حدیث متصل کے حکم میں ہیں۔ اس لئے انہوں نے اس کا التزام کیا ہے کہ اس کتاب میں صرف احادیث صحیحہ ذکر کریں گے لیکن یہ ان کی احادیث مسندہ کے حکم میں نہیں۔ بعض تعلیقات کو انہوں نے اس کتاب میں دوسری جگہ مسند ذکر کر دی ہیں۔ وہ بہر حال احادیث مسندہ کے مرتبے میں ہیں لیکن صحیح یہ ہے کہ جن تعلیقات کو جزم و یقین کے کلمات کے ساتھ ذکر کیا ہے وہ اکثر صحیح ہیں مثلاً یہ ذکر کیا کہ فلاں نے کہا اور جنہیں شک وضعف کے کلمات سے ذکر کیا مثلاً یوں بیان کیا گیا، کہا گیا، روایت کیا گیا، ان کی صحت میں کلام ہے۔ اگرچہ بعض ان میں بھی صحیح ہیں۔ بایں ہمہ جب انہوں نے اپنی صحیح میں ذکر فرمایا تو وہ بالکل بے اصل بھی نہیں مانی جائیں گی۔ ضرور ان کے علم میں ان کی کچھ اصل ہوگی۔ تفصیل یہ ہے کہ امام بخاری کی تعلیقات کی مندرجہ ذیل قسمیں ہیں۔

(۱) وہ تعلیقات جنہیں خود امام بخاری نے اپنی اسی کتاب میں کسی جگہ سند متصل کے ساتھ ذکر کیا ہے، خواہ انہیں صیغۂ جزم کے ساتھ ذکر کیا گیا

ہو خواہ صیغۂ تمریض کے ساتھ، صیغۂ جزم کی بکثرت مثالیں ہیں۔ صیغۂ تمریض کی مثال یہ ہے کتاب الطب میں ہے۔

باب الرقی بفاتحة الکتاب ویذکر عن ابن عباس عن النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم[1]

(۲) وہ تعلیقات جنہیں امام بخاری نے اپنی کتاب میں کہیں بھی سند متصل کے ساتھ ذکر نہیں کیا اور اسے صیغۂ جزم کے ساتھ ذکر کیا مگر وہ کسی اور محدث کی شرط پر صحیح ہے جیسے وقالت عائشة رضی الله تعالیٰ عنها کان النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یذکر الله علی کل احیانه۔[2] یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

(۳) ایسی تعلیق جو حسن ہو جیسے قال بھز بن حکیم عن ابیه عن جده الله حق ان یستحی منه من الناس کتاب الطھارت۔[3]

(۴) ایسی تعلیق جو ضعیف ہو جیسے قال طاؤس قال معاذ بن جبل لاھل الیمن ایتونی بعرض ثیاب خمیص اولبیس فی الصدقه مکان الشعیر والذرة اھون علیکم وخیر لاصحاب النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم بالمدینة[4]۔ اس تعلیق کی سند طاؤس تک صحیح اور متصل ہے مگر طاؤس کا حضرت معاذ سے سماع ثابت نہیں۔ اس لئے معمولی ضعف کے ساتھ ضعیف ہے۔

(۵) وہ تعلیقات جنہیں صیغۂ تمریض سے ذکر کیا مگر وہ کسی اور محدث کی شرط پر صحیح ہیں۔ جیسے یہ تعلیق ویذکر عن عبدالله بن السائب قرء النبی

۱ بخاری ج 2 ص 854 — ۲ بخاری ج 1 ص 42
۳ بخاری ج 1 ص 88 — ۴ بخاری ج 1 ص 194

صلی الله تعالیٰ علیه وسلم المومنون فی الصبح حتی اذا جاء ذکر موسیٰ وھارون او ذکر عیسیٰ اخذته سلعة۔[1] اس تعلیق کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں سند متصل کے ساتھ ذکر کیا ہے۔[2]

(۶) ایسی تعلیق جو حسن ہو جیسے ویذکر عن عثمان بن عفان رضی الله تعالیٰ عنه ان النبی صلی الله تعالیٰ علی وسلم قال اذبعت فکل واذا اتبعت فاکتل۔[3] اسے دارقطنی اور ابن ماجه اور بزار نے روایت کیا اور کہا یہ حسن ہے۔

(۷) ایسی تعلیق جو معمولی ضعف سے ضعیف ہو مگر معمول بہ ہو جیسے ویذکر عن النبی صلی الله تعالیٰ علی وسلم انه قضی الدین قبل الوصیة[4] کتاب الوصایا۔ اسے امام ترمذی نے سند متصل کے ساتھ ذکر کیا۔[5] مگر اس کا ایک راوی ضعیف ہے مگر اہل علم کے عمل سے قوی ہو گی۔

(۸) ایسی تعلیق جو ضعف شدید کے ساتھ ضعیف ہو اور معمول بہا ہو۔ جیسے یہ تعلیق ویذکر عن ابی ھریرة رضی الله تعالیٰ عنه رفعه لایتطوع الامام فی مکانه، کتاب الصلوٰة[6]۔ اسے ابوداؤد نے اپنی سنن میں روایت کیا مگر اس میں دوہرا ضعف ہے اس کا ایک راوی لیث ہے یہ ضعیف ہے اور اس کے شیخ الشیخ مجہول ہیں۔ مگر اس پر بھی اہل علم کا عمل ہے اس لئے یہ بھی قوی ہو گی۔ حکم یہ ہے کہ امام وہیں نفل نہ پڑھے جہاں فرض پڑھے ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ گھر آ کے پڑھے اگر

۱ بخاری ج 1 ص 106 — ۴ بخاری ج 1 ص 384
۲ مسلم ج ص 186 — ۵ ترمذی ج 2
۳ بخاری ج 1 ص 205 — ۶ بخاری ج 1 ص 117

مسجد ہی میں پڑھنا چاہتا ہے تو دائیں بائیں ہٹ کر پڑھے۔

مرسل وارسال:

اگر سند میں راوی کا سقوط آخر سند سے ہو تو اسے حدیث مرسل کہتے ہیں اور اس فعل کو ارسال جیسے کوئی تابعی کہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جمہور امام اعظم اور امام مالک کے نزدیک ثقہ کی حدیث مرسل حجت ہے۔ اس لئے کہ راوی کو اپنے شیخ کے ثقہ ہونے پر اعتماد کلی نہ ہوتا تو ارسال نہ کرتا۔

منقطع وانقطاع:

وہ حدیث ہے جس کے درمیان سند میں کچھ راوی چھوٹ گئے ہوں۔ خواہ ایک خواہ متعدد۔ مگر متعدد مسلسل نہ چھوٹے ہوں۔ متفرق جگہوں سے چھوٹے ہوں تو اس حدیث کو منقطع کہتے ہیں اور یہ فعل انقطاع ہے۔

معضل:

اگر درمیان سند میں مسلسل دو (۲) راوی چھوٹے ہوں تو وہ حدیث معضل کہلاتی ہے۔

فائدہ:

کبھی منقطع بول کر محدثین، غیر متصل مراد لیتے ہیں۔ اس معنی کے اعتبار سے منقطع مذکورہ بالا غیر متصل کے تمام اقسام کو شامل ہوگی جس میں مرسل بھی داخل ہے۔

مُدلس وتدلیس:

تدلیس کے لغوی معنی بیچتے وقت سامان کے عیب کو چھپانا ہے اس کا مادہ

دلس ہے جس کے معنی فریب اور دھوکہ دینے کے ہیں۔ محدثین کی اصطلاح میں تدلیس اسے کہتے ہیں کہ راوی نے جس سے حدیث سنی ہے اس کا نام نہ لے بلکہ اس سے اوپر کے راوی کا نام لے اور لفظ ایسا استعمال کرے جس سے سماع سمجھا جا سکتا ہو اور یقین نہ ہو کہ یہ راوی جھوٹ بول رہا ہے جیسے یوں کہے۔ فلاں سے روایت ہے کہ یا فلاں نے کہا۔ ایسی حدیث کو مُدَلَّس اور ایسے راوی کو مُدَلِّس کہتے ہیں اور اس فعل کو تدلیس۔

حدیث مُدلَّس کے مقبول و نامقبول ہونے کے سلسلے میں جمہور کا مذہب یہ ہے کہ جس محدث کی یہ عادت ہو کہ وہ صرف ثقات سے ہی تدلیس کرتا ہے۔ اس کی حدیث مقبول ہے۔ جیسے سفیان بن عیینہ اور اگر اس کی عادت یہ ہے کہ ثقہ و غیر ثقہ سب سے تدلیس کرتا ہے تو اس کی روایت نامقبول جب تک کہ اس کی روایت ایسے لفظ سے نہ کرے جو سماع پر قطعی دلالت کرے۔

مضطرب واضطراب:

اگر حدیث کے متن یا اسناد میں راویوں کا باہم کمی یا زیادتی، تقدم و تاخر، تبدیل و تغیر یا تصحیف اختصار، حذف وغیرہ کی وجہ سے اختلاف ہو جائے تو یہ حدیث مضطرب کہلاتی ہے اور یہ فعل اضطراب کہلاتا ہے۔ حدیث مضطرب کے اختلاف میں تطبیق ممکن ہو تو وہ مقبول ہے ورنہ اس کے بارے میں توقف کیا جائے گا۔

مُدرج:

اگر راوی متن میں اپنا یا کسی اور کا مثلاً صحابی یا تابعی کا کوئی کلام کسی فائدہ کے لئے ذکر کردے مثلاً لفظ کا معنی بیان کرنے یا تفسیر کرنے یا مطلق کو مقید کرنے کے لئے ہو تو یہ حدیث مدرج ہے اور یہ فعل ادراج۔

معنعن:

وہ حدیث ہے جس کی سند لفظ عن فلان عن فلان سے ذکر کی جائے اور اس فعل کو عنعنہ کہتے ہیں۔ مدلس کی حدیث معنعن مقبول نہیں مگر جب کہ یہ معلوم ہو کہ یہ صرف ثقات ہی سے تدلیس کرتا ہے۔

حدیث معنعن کے مقبول ہونے کے لئے امام بخاری نے یہ شرط کی ہے کہ تلمیذ و شیخ دونوں کی ملاقات کا ثبوت کسی اور طریقے سے ہو۔ کچھ لوگوں نے ملاقات کے علاوہ یہ بھی شرط کہی کہ یہ بھی ثابت ہو کہ راوی نے اس شیخ سے حدیث اخذ کی ہے مگر امام مسلم نے ان دونوں سے اختلاف کیا اور مقدمہ مسلم میں دلائل سے ثابت کیا کہ نہ اخذ کے ثبوت کی ضرورت ہے نہ لقاء کی صرف معاصرت کافی ہے۔ اس لئے کہ جب معاصرت ثابت ہے اور راوی ثقہ غیر مدلس ہے اور یہ کہہ دیا ہے کہ فلاں سے روایت ہے تو یہ لقاء اخذ دونوں کا ثبوت ہے۔

شاذ و محفوظ:

کوئی ثقہ ثقات کے خلاف روایت کرے۔ اگر ان میں سے کسی کو ترجیح دی گئی ہو تو راجح کو محفوظ اور مرجوح کو "شاذ" کہتے ہیں۔

منکر و معروف:

اگر کوئی ضعیف راوی اپنے سے بھی اضعف کے خلاف روایت کرے تو اضعف کی روایت منکر اور ضعیف کی روایت کو معروف کہتے ہیں۔

بعض محدثین نے شاذ و منکر میں دوسرے راوی کی مخالفت کی قید نہیں لگائی بلکہ یہ کہا کہ شاذ وہ حدیث ہے جس کو تنہا کوئی ثقہ روایت کرے اور اس کے موافق یا معاضد کوئی روایت نہ ہو۔ بعض نے ثقہ کی بھی قید نہیں لگائی۔ مطلقاً تفرد

کی بناء پر شاذ کا حکم لگایا۔ اسی طرح منکر میں بھی مخالفت کی قید بعض حضرات کے ہاں معتبر نہیں۔ حدیث میں اگر فسق یا فرط غفلت و کثرت غلط کی وجہ سے طعن ہو تو اسے بھی منکر کہتے ہیں۔

معلل:

جس کی اسناد میں کچھ خفی، دقیق ایسے عیوب ہوں جو اس کی صحت میں خلل انداز ہوں۔ جن پر کوئی بہت ہی متبحر، ماہر حاذق ناقد محدث ہی مطلع ہوتا ہے جیسے سند متصل بیان ہوئی مگر حقیقت میں وہ منقطع ہے۔ حدیث کو مرفوع بتایا گیا مگر وہ حقیقت میں موقوف ہے۔

متابعت:

دو یا چند راویوں کا کسی حدیث کو ایک دوسرے کے موافق ذکر کرنا ان میں اصل کو متابع اور دوسری کو متابع کہتے ہیں۔ اصل سے مراد یہ ہے کہ مثلاً کسی محدث نے کوئی حدیث ذکر کی پھر کہا اس کی متابعت فلاں نے کی تو اول متابع اور ثانی متابع کہلائے گی۔ یہ ہو سکتا ہے کہ کوئی محدث اس کے برعکس ذکر کرے مثلاً بعد والی کو پہلے ذکر کر کے ثانی کے بارے میں کہے تابعہ فلاں۔ اب متابع اور متابع متابع کہلائے گی۔ متابعت کی دو قسمیں ہیں۔ تام، ناقص۔ متابعت تام یہ ہے کہ راوی کے شیخ ہی سے متابعت ہو یعنی اول سند سے ناقص یہ ہے کہ اپنے شیخ سے اوپر کسی سے ہو۔

مثلہ ونحوہ:

اگر متابعت لفظ و معنی دونوں میں ہو تو اس کو مثلہ سے تعبیر کرتے ہیں اور اگر صرف معنی میں ہو تو نحوہ سے۔

شاہد:

اگر اتفاق روایت صرف ایک صحابی پر ہو تو متابعت اور اگر دو یا زیادہ پر ہو تو اسے ''شاہد'' کہتے ہیں۔ بعض حضرات نے کہا کہ اگر صرف معنی میں موافقت ہو تو شاہد ہے اور لفظ اور معنی دونوں میں ہو تو متابعت ہے خواہ ایک صحابی سے ہو خواہ متعدد صحابی سے کبھی شاہد و متابع کو ایک دوسرے کے معنی میں استعمال کر دیتے ہیں۔

اعتبار:

متابع اور شاہد کی معرفت کے لئے حدیث کی مختلف سندوں کے تتبع اور تلاش کو ''اعتبار'' کہتے ہیں۔

الفاظ روایت:

سندوں کے ذکر میں مختلف الفاظ ذکر کئے جاتے ہیں مثلاً قَالَ، اَخْبَرَ، اَنْبَأَ، حَدَّثَ، رَوَیٰ، رُوِیَ، سَمِعْتُ وغیرہ۔

امام بخاری کا مسلک یہ ہے کہ قال، سمع، اخبر، حدث، انبا، روی سب ہم معنی ہیں اور یہی مذہب امام زہری امام مالک اور امام ابن عینیہ ویحییٰ القطان اور اکثر اہل حجاز واہل کوفہ اور حضرت امام اعظم کا ہے۔ ابن حاجب نے اپنی مختصر میں اس کو ترجیح دی۔ امام حاکم نے فرمایا کہ یہی ائمہ اربعہ کا مذہب ہے۔ مگر امام مسلم اور ترمذی وغیرہ کے یہاں تفریق ہے۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ اگر شیخ قرأت کرے اور تلمیذ سنے تو اسے حدث سے بیان کیا جاتا ہے اور اگر تلمیذ قرأت کرے اور شیخ سنے تو اسے اخبر وانبا سے بیان کیا جاتا ہے اور یہی امام ابن جریج اور امام اوزاعی اور امام شافعی اور ابن وہب اور جمہور اہل مشرق کا مسلک ہے۔ امام بخاری نے

اس سلسلے میں کتاب العلم میں مستقل ابواب باندھے ہیں۔

علاوہ ازیں اردو میں صحیح، غلط کا مقابل ہے۔ اس لئے اگر کسی حدیث کے بارے میں محدثین نے یہ لکھا ہے کہ یہ صحیح نہیں تو آج کل کے گمراہ فرقے ناواقف عوام کو فریب دینے کے لئے یہ باور کرانا چاہتے ہیں کہ یہ حدیث غلط ہے یعنی موضوع یا باطل ہے بے اصل ہے۔ ناظرین محدثین کی اصطلاح میں ایک نظر ڈال لیں تو انہیں معلوم ہو جائے گا کہ محدثین کی زبان میں صحیح غلط کا مقابل نہیں۔ بلکہ ان کی ایک خاص اصطلاح ہے کہ وہ صحیح اس حدیث کو کہتے ہیں جو اپنے تمام اوصاف کمال میں اعلیٰ درجے پر فائز ہو اس کے مقابل سات اقسام اور ہیں۔ اس لئے محدثین کا فرمانا کہ یہ حدیث صحیح نہیں۔ یہ مطلب نہیں ہوتا کہ یہ موضوع، باطل یا بے اصل ہے بلکہ ان کی مراد یہ ہوتی ہے کہ وہ حدیث کی سب سے اعلیٰ قسم صحیح لذاتہ نہیں ہوسکتا ہے صحیح لغیرہ ہو حسن لذاتہ ہو حسن لغیرہ ہو۔ جس کی صدہا نظیریں موجود ہیں، جو اس کی پوری تحقیق وتفصیل دیکھنا چاہے وہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ کے رسالہ منیر العین کا مطالعہ کرے جو فتاویٰ رضویہ جلد دوم میں چھپ چکا ہے۔

محدثین کہیں فرماتے ہیں صحیح نہیں اور وہ حسن لذاتہ ہوتی ہے۔ کبھی فرماتے ہیں صحیح نہیں اور وہ حدیث صحیح لغیرہ ہوتی ہے۔ کبھی فرماتے ہیں صحیح نہیں اور وہ حدیث حسن لغیرہ ہوتی ہے۔ اس لئے کسی حدیث کے بارے میں محدثین کے اس فرمانے سے کہ صحیح نہیں اس کے باطل موضوع ہونے پر دلیل لانا جہالت ہے۔

یہاں ایک اور نقطہ قابل لحاظ ہے کہ محدثین کا کسی حدیث پر جرح صرف اس سند کے ساتھ خاص ہوتی ہے جس پر جرح کی گئی ہے۔ ایسا بہت ہے کہ کسی حدیث پر اس کی ایک سند کے لحاظ سے ضعیف بلکہ موضوع تک ہونے کا حکم لگا دیا

گیا۔ مگر دوسری سند سے وہ ثابت ہے جیسے میزان الاعتدال میں ہے کہ امام احمد بن حنبل نے حدیث طلب العلم فریضۃ، کو کہا یہ کذب ہے۔ مگر علامہ ذہبی نے فرمایا یہ حکم اس مخصوص سند کے اعتبار سے ہے جس میں ابراہیم بن موسیٰ المروزی ہے ورنہ یہ حدیث دوسرے طریق سے ثابت ہے اگرچہ وہ سب ضعیف ہیں۔

حدیث الصلاۃ بالسواک خیر من صلوٰۃ کو علامہ ابن عبدالبر نے تمہید میں باطل کہا۔ علامہ سخاوی نے فرمایا یہ حکم اس سند کے لحاظ سے ہے، علامہ نووی فرماتے ہیں۔

ان روایات الضعیف یکون فیه الصحیح والضعیف والباطل فیکتبونها ثم تمیز اهل الحفظ والتقان بعض ذلک من بعض وذلک سهل سلیهم معروف عندهم ولهذا احتج السفیان الثوری حین نهی عن الروایة عن الکلبی فقیل له انت تروی عنه فقال [illegible] ـدقه عن کذبه.

(شرح مسلم ج1ص 21)

ضعیف راوی کی روایتوں میں صحیح بھی ہوتی ہیں اور ضعیف اور باطل بھی۔ محدثین ان سب کو لکھتے ہیں پھر اہل حفظ و اتقان ان کو ایک دوسرے سے الگ کردیتے ہیں۔ یہ ان کے لئے آسان ہے اور ان کے نزدیک روزمرہ کا کام ہے۔ اسی دلیل سے سفیان ثوری نے اس وقت استدلال کیا جب انہیں کلبی کی روایت قبول کرنے سے منع کیا گیا اور کہا گیا آپ اس سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا میں اس کے سچ کو جھوٹ سے امتیاز کر لیتا ہوں۔

احادیث سے استدلال کی کیفیت

جن چیزوں کا اثبات مقصود ہوتا ہے وہ چار قسم کی ہیں۔

(۱) **عقائد قطعیہ:**

جیسے توحید، رسالت، قرآن کا کتاب اللہ ہونا، ان کا اثبات صرف حدیث متواتر سے ہوگا خواہ اس کا تواتر لفظی ہو خواہ معنوی۔

(۲) **عقائد ظنیہ:**

جیسے قبر کے احوال، میزان اعمال وغیرہ۔ ان کا اثبات خبر واحد سے بھی ہوتا ہے۔

(۳) **احکام:**

ان کے اثبات کے لئے حدیث صحیح یا کم از کم حسن لغیرہ ہونی لازم ہے۔ احادیث ضعاف ان تینوں اقسام میں ناکافی ہے۔

(۴) **فضائل و مناقب:**

خواہ فضائلِ اعمال ہوں خواہ فضائل اشخاص ان سب میں علماء ضعیف حدیث کو بالاتفاق معتبر مانتے ہیں۔

امام شیخ الاسلام ابوزکریا نفعنا اللہ تعالیٰ ببرکاتہ، کتاب الاذکار المنتخب من کلام سید الابرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں فرماتے ہیں۔

قال العلماء من المحدثين والفقهاء وغيرهم يجوز ويستحب العمل في الفضائل والترغيب والترهيب الحديث الضعيف مالم يكن موضوعاً.

علمائے محدثین وفقہا وغیرہم نے فرمایا فضائل اعمال ترغیب و ترہیب میں حدیث ضعیف پر عمل کرنا مستحب ہے اگر وہ موضوع نہ ہوں۔

لیکن کبھی مقام احتیاط میں احادیث ضعاف احکام میں بھی بطور سند کام آتی ہیں۔ یہی امام نووی اذکار میں بعد عبارت مذکورہ کے ارشاد فرماتے ہیں۔

واما الاحكام كالحلال والبيع والنكاح والطلاق وغير ذلك فلا يعمل فيها الا بالحديث الصحيح او الحسن الاان يكون في احتياط في شي من ذلك كما اذا ورد حديث ضعيف بكراهية بعض البيوع او الانكحة فان المستحب ان يتنزه عنه ولكن لايجب. (الاذكار ص 7)

کہ حلال و حرام بیع، نکاح، طلاق وغیرہا احکام کے بارے میں صرف حدیث صحیح یا حسن ہی پر عمل کیا جائے گا مگر یہ کہ ان مواقع میں کسی احتیاطی بات میں ہو جیسے کسی بیع یا نکاح کی کراہت میں حدیث ضعیف آئے تو مستحب ہے کہ ان سے بچیں ہاں واجب نہیں۔

رہ گئی حدیث موضوع یہ کسی باب میں کسی کام کی نہیں۔ حتیٰ کہ علم کے بعد اس کی موضوعیت ظاہر کئے بغیر اس کا بیان کرنا بھی جائز نہیں۔

ضعاف کی تقویت کے طرق

اوپر ذکر ہوا کہ حدیث ضعیف کبھی حسن لغیرہ بلکہ صحیح لغیرہ بھی ہو جاتی ہے

تو ضروری معلوم ہوا کہ ایک مختصر سا خاکہ اس کا بھی پیش کر دیا جائے۔

(1) تعدد طرق:

جب کوئی حدیث ضعیف متعدد سندوں سے مروی ہو تو وہ کبھی حسن لغیرہ اور کبھی صحیح لغیرہ ہو جاتی ہے۔ اگرچہ وہ طرق ضعاف ہوں۔ امام عبدالوہاب شعرانی قدس سرہٗ النورانی میزان الشریعۃ الکبریٰ میں فرماتے ہیں۔

قد احتج جمهور المحدثين بالحديث الضعيف اذا كثرت طرقه الحوقهٗ بالصحيح تارة وبالحسن اخرىٰ.

حدیث ضعیف جب متعدد طریقوں سے مروی ہو تو جمہور محدثین اسے لائق استدلال جانتے ہیں اور اسے کبھی صحیح کے ساتھ اور کبھی حسن کے ساتھ لاحق کر دیتے ہیں۔

حصول قوت کے لئے یہ بھی ضروری نہیں کہ وہ طرق بہت کثیر ہوں صرف دو بھی مل کر قوی ہو جاتے ہیں۔ تیسیر میں ہے۔

ضعيف بضعف عمرو بن الواقد لكنه يقوى بوروده بطريقين.

عمرو بن واقد کی وجہ سے ضعیف ہے لیکن دو طریقوں سے آنے کی وجہ سے قوت پا گئی۔

(2) کسی حدیث ضعیف پر اہل علم کے عمل کرنے سے بھی وہ حدیث قوی ہو جاتی ہے۔ امام ترمذی نے جگہ جگہ حدیث پر کلام کرنے کے بعد فرمایا۔ والعمل علی ھذا عنداھل العلم۔ ایک جگہ اس کے تحت ملا علی قاری نے لکھا۔

قال النووی واسناده ضعیف نقله میرک فکان الترمذی یرید تقویة الحدیث بعمل اهل العلم.

علامہ نووی نے فرمایا اس کی سند ضعیف ہے اس کو میرک نے نقل کیا۔ اس قول سے امام ترمذی کی مراد یہ ہے کہ اہل علم کے عمل سے حدیث ضعیف قوی ہو جاتی ہے۔

(3) مجتہد کے استدلال سے بھی حدیث قوی ہو جاتی ہے۔ علامہ محمد امین بن عابدین شامی نے لکھا۔

المجتهد اذا استدل بحدیث کان تصحیحاله کما فی التحریر وغیره. (رد المحتار)

کسی حدیث سے کسی مجتہد کا استدلال اس کے صحت کی دلیل ہے جیسا کہ تحریر وغیرہ میں ہے۔

(4) صالحین کے عمل سے بھی حدیث کو قوت مل جاتی ہے۔ صلوٰۃ التسبیح جس روایت سے ثابت ہے وہ ضعیف ہے۔ امام حاکم اور بیہقی نے اس کے قوی ہونے کی علت حضرت عبداللہ بن مبارک تلمیذ امام اعظم کے عمل کو بتایا۔ مولانا عبدالحیؒ لکھنوی لکھتے ہیں۔

قال البیهقی کان عبدالله بن مبارک یصلیها وتداولها الصالحون بعضهم عن بعض وفی ذالک تقویة للحدیث مرفوع.

امام بیہقی نے کہا عبداللہ بن مبارک صلاۃ التسبیح پڑھا کرتے تھے اور بعد کے صلحاء اس کو ایک دوسرے سے اخذ کر کے پڑھتے تھے۔ اس وجہ سے اس حدیث مرفوع کو قوت مل گئی۔

(5) کبھی تجربہ اور کشف سے بھی حدیث کو قوت مل جاتی ہے۔ حضرت ملا علی قاری فرقاۃ شرح مشکوٰۃ اور شرح شفا ج 2 ص 299 میں تحریر کرتے ہیں۔

سید المکاشفین حضرت محی الدین ابن عربی قدس سرہٗ نے فرمایا مجھے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حدیث پہنچی کہ جو لا الہ الا اللہ ستر ہزار بار کہے اس کی مغفرت ہو جائے گی اور جس کے لئے پڑھا جائے اس کی بھی مغفرت ہو جائے گی۔ میں نے یہ کلمہ طیبہ ستر ہزار بار پڑھا تھا مگر کسی خاص شخص کی نیت نہیں کی تھی۔ ایک دعوت میں گیا۔ اس میں ایک جوان تھا جو کشف میں مشہور تھا۔ یہ جوان کھانا کھاتے روتے لگا میں نے سبب پوچھا تو بتایا کہ میں اپنی والدہ کو عذاب میں دیکھ رہا ہوں۔ میں نے اپنے دل میں اس کلمے کو ثواب اس کے والدین کو بخش دیا۔ فوراً وہ جوان ہنسنے لگا اور کہا اب میں اپنی ماں کو اچھی حالت میں دیکھتا ہوں۔

امام محی الدین ابن عربی نے فرمایا۔

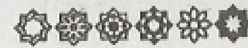
فعرفت صحة الحدیث بصحة کشفه وصحة کشفه بصحة الحدیث.

میں نے اس حدیث کی صحت اس جوان کے کشف سے اور اس کے کشف کی صحت اس حدیث سے جانی۔

علامہ شہاب الدین خفاجی، نسیم الریاض شرح شفاء میں اور علامہ سید احمد طحاوی ''حاشیہ درمختار'' میں نقل فرماتے ہیں کہ بعض احادیث میں آیا ہے کہ بدھ کے دن ناخن ترشوانے سے برص ہو جاتی ہے۔ علامہ ابن الحاج صاحب مدخل نے اس خیال سے کہ یہ حدیث صحیح نہیں بدھ کے دن ناخن ترشوا لیا۔ انہیں برص ہو گئی۔ خواب میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے اور ابن الحاج سے فرمایا کہ تم نے نہیں سنا تھا؟ کہ میں نے اس سے منع فرمایا ہے۔ عرض کیا یارسول اللہ! وہ حدیث میرے نزدیک ثابت نہیں۔ فرمایا اتنا کافی تھا کہ وہ حدیث میرے نام سے تمہارے کان تک پہنچی۔ پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

اپنا دستِ مبارک ان کے بدن پر پھیرا فوراً اچھے ہو گئے۔ اسی وقت توبہ کی کہ اب کبھی حدیث سن کر مخالفت نہ کروں گا۔ اسی قسم کا واقعہ بدھ کے دن پچھنا لگوانے کے بارے میں بھی پیش آیا ہے۔ (مسند الفردوس وابن عساکر)

البتہ اگر حدیث موضوع ہے کتنے ہی طرق سے مروی ہو اگر سب پر موضوع ہی ہو تو وہ جوں کی توں ناقابل اعتبار رہے گی۔ اس لئے کہ جھوٹ سے جھوٹ کی تقویت نہیں ہو سکتی۔ علاوہ ازیں حدیث موضوع معدوم ہے اور معدوم نیست محض کو کوئی بھی قوی نہیں کر سکتا۔



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمده ونصلی ونسلم علی رسوله الکریم وعلیٰ آله وصحبه اجمعین

الصلوٰة والسلام علیک یا سیدی یارسول الله وعلی آلک

واصحابک یاسیدی یاحبیب الله

موضوع: ترکِ رفع یدین

اسانید حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ

اور ان کی توثیق حدیث ترمذی

حدیث نمبر 1.

قال الترمذی حدثنا هنادنا وکیع عن سفیان عن عاصم بن کلیب عن عبدالرحمن بن الاسود عن علقمة قال قال عبدالله بن مسعود الا اصلی بکم صلاة رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فصلی فلم یرفع یدیه الا فی اول مرة قال وفی الباب عن البراء بن عاذب قال ابو عیسی حدیث ابن مسعود حسن وبه یقول غیر واحد من اهل العلم

حضرت علقمہ نے فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا میں تمہیں رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز پڑھ کر نہ دکھاؤں پس آپ نے نماز پڑھی لیکن رفع یدین صرف نماز کی ابتداء میں کیا۔ پھر رفع یدین نہیں کیا۔ (اس باب میں حضرت براء بن عازب سے بھی روایت ہے) امام ترمذی فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث حسن ہے اور

من اصحاب النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم والتابعین وهو قول۔ [1]

کئی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اہل علم اور کئی تابعین کرام کا اس حدیث پر عمل ہے (یعنی رفع یدین نہیں کرتے سوائے تکبیر افتتاح کے) اور یہی قول حضرت سفیان ثوری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہے (جن کی حدیث کو امام بخاری علیہ الرحمۃ نے ایک مقام پر اصح کہا) اور یہی قول اہل کوفہ کا ہے۔

[1] ترمذی شریف 1 ص 59

اس حدیث کی سند میں کل آٹھ راوی ہیں۔ پہلے راوی خود امام ترمذی علیہ الرحمۃ ہیں جن کے ثقہ ثبت امام حدیث ہونے میں سب کا اتفاق ہے۔

(1) تعارف جامع ترمذی:

غیر مقلدین کے امام محدث مستند مولوی نواب صدیق حسن بھوپالی اپنی کتاب الحطہ فی ذکر صحاح ستہ ص 239 پر ترمذی شریف کو الجامع الصحیح لکھتے ہیں۔

بعد چند سطور لکھتے ہیں کہ امام ترمذی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ میں نے اس کتاب کو (ترمذی) تصنیف کیا علماء حجاز، علماء عراق اور علماء خراسان پر پیش کیا۔ سب اس کتاب کے ساتھ راضی ہوئے۔ (یعنی سب نے پسند کیا)

اور امام ترمذی فرماتے ہیں کہ جس کے گھر میں یہ کتاب ہوگی گویا کہ اس گھر میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کلام فرماتے ہیں۔

امام ابن الاثیر فرماتے ہیں کہ ترمذی کی کتاب (یعنی الجامع الصحیح)

هذا احسن الکتب — تمام کتابوں سے زیادہ اچھی کتاب ہے۔

از روئے فائدہ کے اور ترتیب اور تکرار حدیث کی کمی کے بارے میں۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ بستان المحدثین میں فرماتے ہیں کہ ترمذی کی تمام کتب فائدہ مند ہیں لیکن سب سے اچھی کتاب یہ الجامع الصحیح ہے (یعنی ترمذی شریف) بلکہ بعض وجوہ کی بناء پر تمام کتب حدیث سے اچھی کتاب ہے۔

نواب صاحب مزید فرماتے ہین۔ حضرت ابو اسمٰعیل ہروی نے فرمایا کہ میرے نزدیک ترمذی شریف بخاری و مسلم سے بھی زیادہ نافع کتاب ہے اور امام ترمذی نے کہا کہ اس کتاب کی ہر حدیث معمول بہ ہے۔

(الحطہ فی ذکر صحاح ستہ ص 239-240)

الغرض امام ترمذی پر اور ان کی الجامع الصحیح پر سب کا اتفاق ہے۔ مذکورہ سطور پر آپ نے پڑھا کہ ترمذی کو محدثین ۔ ، الجامع الصحیح کہا ہے۔ ہم نے اسی الجامع الصحیح سے پہلی حدیث پیش کی ہے۔ امام ترمذی کی ثقاہت نقل ہو چکی۔ اب دوسرے راوی:

(2) ھناد:

ہیں۔ ان کا اصل نام ھناد بن السری بن مصعب بن ابی بکر بشر ہے۔ انہوں نے عبدالرحمٰن بن ابی زنادو ھیشم وابی بکر بن عیاش وعبداللہ بن ادریس، وابی الاحوص وحفص بن غیاث ویحییٰ زکریا بن ابی زائد، وابی معاویہ الضریر واسماعیل بن عیاش وشریک وابی زبیدہ عبثر بن القاسم وعبداللہ بن مبارک، وعبدالسلام بن حرب وعلی بن مسھر وعبدۃ بن سلیمان وفضیل بن عیاض وابن عینیہ اور وکیع سے روایت کی ہے اور ان سے امام بخاری نے خلق افعال العباد میں روایت کی ہے اسی طرح ابو حاتم رازی، امام ابو زرعہ وغیرہ نے۔ امام احمد بن حنبل نے فرمایا کہ ھناد کو لازم

پکڑو۔ امام ابو حاتم نے کہا کہ ھناد۔ صدوق ہے یعنی سچا ہے۔ امام نسائی نے کہا کہ ھناد ثقہ ہے، ابن حبان نے ثقات میں داخل کیا ہے۔

(تہذیب التہذیب 6 ص 47-48)

(3) **وکیع:**

ان کا اصل نام وکیع بن الجراح بن ملیح ہے۔ انہوں نے اپنے باپ اور اسماعیل بن ابی خالد۔ عکرمہ بن عمار، ھشام بن عروۃ، امام اعمش، جریر بن حازم اور ابن جریج، امام اوزاعی، امام مالک اور کثیر لوگوں سے آپ نے روایت کی ہے اور جن محدثین نے آپ سے روایت کی ہے ان میں سے بعض نام یہ ہیں۔ حضرت سفیان ثوری، عبدالرحمٰن بن مہدی، امام احمد حمیدی، امام قعنبی، امام یحییٰ بن یحییٰ اور کثیر لوگ۔

عبداللہ بن احمد نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ میں نے وکیع سے بڑا عالم اور بڑا حافظ نہیں دیکھا اور فرماتے تھے کہ وکیع حافظ ہے، حافظ ہے اور عبدالرحمٰن بن مہدی سے بڑا حافظ ہے۔ (تہذیب التہذیب 6 ص 81-82)

الغرض وکیع ثقہ ثبت امام ہیں اور بخاری شریف کے راوی ہیں اور اس حدیث کے چوتھے راوی امام سفیان ثوری ہیں۔

(4) **سفیان:**

حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمۃ کا ترجمہ ہم وہابیوں کے محدث یحییٰ گوندلوی صاحب کی زبانی درج کرتے ہیں۔ یحییٰ گوندلوی غیر مقلد اور متعصب ہے۔ اپنی کتاب آمین بالجہر ص 25 پر لکھتے ہیں کہ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ:

سفیان الثوری الامام المشهور الفقیه العابد الحافظ الکبیر وصفه النسائی وغیر بالتدلیس وقال البخاری ما اقل تدلیسه.

امام سفیان ثوری مشہور امام فقیہہ عابد اور بہت بڑے حافظ تھے۔ امام نسائی وغیرہ نے ان کو مدلس کہا ہے۔ امام بخاری فرماتے ہیں۔ ان کی تدلیس بہت ہی کم ہے۔

حافظ ابن حجر نے مدلسین کو پانچ طبقوں میں تقسیم کیا ہے اور امام ثوری کو دوسرے طبقہ میں شمار کیا ہے اور دوسرے طبقہ کی خود ہی وضاحت کردی ہے فرماتے ہیں۔

الثانیة من احتمل الائمة تدلیسه واخرجو اله فی الصحیح لامامته وقلة تدلیسه فی جنب ماروی کالثوری او کان لایدلس الاعن ثقة کابن عیینة.

دوسرا طبقہ جن کی تدلیس کو ائمہ نے قبول کیا ہے ان کی امامت اور قلت تدلیس کی وجہ سے صحیح میں احادیث لی ہیں جیسا کہ ثوری تھے یا پھر اس طبقہ میں ایسے راوی ہیں جو صرف ثقہ راویوں سے تدلیس کرتے تھے جیسا کہ امام ابن عینیہ۔

حافظ ابن حجر کی اس اصولی تحریر سے واضح ہو گیا کہ اگرچہ امام ثوری مدلس تھے مگر ان کی تدلیس مضر نہیں جو حدیث کی صحت پر اثر انداز ہو اور حدیث کو تدلیس کی وجہ سے رد کر دیا جائے۔ (آمین بالجہر ص 25-26)

ہم نے امام سفیان کی ثقات غیر مقلد وہابی یحییٰ گوندلوی صاحب کی کتاب سے درج کی ہے تا کہ کوئی غیر مقلد انکار حدیث کے نشہ میں امام سفیان پر تدلیس کا اعتراض کر کے حدیث کا انکار نہ کرے اس لئے یحییٰ گوندلوی صاحب نے امام سفیان کی تدلیس کا جواب بھی دے دیا ہے اس سے بڑھ کر یہ ہے۔ امام

سفیان صحیح بخاری شریف کے راوی ہیں۔ فافہم و تدبر۔

اور امام بخاری علیہ الرحمۃ نے امام شعبہ کے مقابلے میں امام سفیان کی حدیث کو اصح قرار دیا ہے۔ (آمین بالجہر کے بارے میں)

(5) عاصم بن کلیب:

ان کا پورا نام عاصم بن کلیب بن شہاب الجرمی الکوفی ہے۔ انہوں نے اپنے باپ اور حضرت ابو بردہ بن موسیٰ وعبدالرحمٰن بن اسود ومحارب بن دثار وعلقمہ بن وائل بن حجر ومحمد بن کعب القرظی وغیرھم سے حدیث روایت کی ہے اور ان سے ابن عون وامام شعبہ۔ قاسم بن مالک المزنی، وزائدہ، وابو الاحوص وشریک و سفیان ثوری، وسفیان بن عیینہ اور ابوعوانۃ وعلی بن عاصم الواسطی وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ امام اثرم نے امام احمد سے بیان کیا ہے کہ لاباس بحدیثہ کہ اس کی حدیث میں کوئی ڈر نہیں۔ امام ابن معین اور امام نسائی نے کہا ثقہ ہے امام ابو حاتم نے کہا صالح ہے۔ ابن حبان نے ثقات میں داخل کیا ہے اور وہ ثقہ مامون ہے۔ ابن المدینی نے کہا جب منفرد ہو تو اس کی حدیث حجت نہیں لیکن امام ابن سعد نے کہا کہ ثقہ ہے اور حجت ہے۔ (تہذیب التہذیب 3 ص 40)

نوٹ:- امام ابن المدینی نے جو کہا ہے کہ جب منفرد ہو تو حجت نہیں تو اس حدیث میں عاصم بن کلیب منفرد نہیں ہے جیسا کہ آگے آپ ملاحظہ فرمائیں گے لیکن امام ابن سعد نے یہ فرما دیا ہے کہ یہ ثقہ ہے اور حجت ہے۔ اس کے باوجود ہم اس کا جواب غیر مقلدوں کے گھر سے دیتے ہیں۔

(۱) غیر مقلدین وہابی سینہ پر ہاتھ باندھنے کی حدیث ابن خزیمہ کے حوالے سے جو حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے پیش کرتے ہیں اور

اس حدیث کو سب غیر مقلد مولوی صحیح کہتے ہیں۔ اس کی سند میں یہی عاصم بن کلیب ہے۔ تو اگر غیر مقلدوں کو عاصم بن کلیب پر اعتراض ہے کہ یہ ضعیف ہے یا کوئی اور اعتراض ہے تو سینہ پر ہاتھ باندھنے والی حدیث کو بھی غیر مقلدوں کو ضعیف کہنا چاہیے مگر اس کو صحیح کہتے ہیں۔ اگر وہاں یہ ثقہ ہے تو پھر یہاں بھی ثقہ مانلو۔ نیز یحییٰ گوندلوی صاحب ص 84 پر لکھتے ہیں کہ حدیث نمبر 18 کے تحت اور اس میں بھی عاصم بن کلیب ہے۔ لکھتے ہیں یہ حدیث دو اسناد کی وجہ سے حسن درجہ کی ہے بقدر الحاجۃ اور آخر میں لکھتے ہیں کہ اس حدیث پر راقم کے سامنے کوئی اعتراض نہیں آیا۔ (کتاب آمین بالجہر ص 84)

تو گویا یحییٰ گوندلوی صاحب کو عاصم بن کلیب پر کوئی اعتراض نہیں باقی وہابیوں کو بھی نہیں ہونا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرمائے۔ آمین۔

اس حدیث کے چھٹے راوی

(6) عبدالرحمٰن بن اسود:

ہیں، عبدالرحمٰن بن اسود بن یزید بن قیس النخعی ابو حفص فقیہہ انہوں نے اپنے باپ اور علقمہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت انس اور ابن الزبیر وغیرھم سے روایت کی ہیں اور ان سے حضرت ابو اسحاق السبیعی، مالک بن مغول، عاصم بن کلیب اور امام اعمش اور دیگر لوگوں نے روایات کی ہیں۔

امام ابن معین، امام نسائی، امام عجلی اور ابن خراش نے عبدالرحمٰن بن اسود کو ثقہ کہا ہے اور ابن خراش نے کہا ہے کہ لوگوں سے بہتر ہے۔ امام ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ ابن حبان نے آپ کو ثقات میں داخل کیا ہے۔ (تہذیب التہذیب 3 ص 339)

اس حدیث کے ساتویں راوی حضرت علقمہ ہیں۔

(7) حضرت علقمہ:

علقمہ بن قیس بن عبداللہ بن مالک آپ کا نام ہے۔ آپ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات مبارک میں پیدا ہوئے ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابو الدردآ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر کئی اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے آپ نے روایات بیان کی ہیں اور آپ سے حضرت ابراہیم نخعی حضرت عامر الشعبی حضرت ابو وائل شقیق بن سلمۃ اور دیگر کئی حضرات نے آپ سے روایات بیان کی ہیں۔

ابو طالب نے امام احمد سے بیان کیا ہے آپ ثقہ ہیں اور اہل خیر سے ہیں۔ عثمان بن سعید نے کہا ہے کہ میں نے امام ابن معین کو کہا کہ علقمہ اور ابو عبیدہ میں سے آپ کو زیادہ پیارا کون ہے تو انہوں نے کسی کو ترجیح نہیں دی۔ عثمان نے کہا دونوں ثقہ ہیں لیکن علقمہ حضرت عبداللہ بن مسعود کی حدیث کو زیادہ جاننے والے ہیں۔ امام ابن المدینی نے کہا کہ اعلم الناس بعبد اللہ علقمة کہ سب لوگوں سے زیادہ حضرت ابن مسعود کی حدیث کو جاننے والے حضرت علقمہ ہیں اور حضرت اسود وغیرہ۔ ملخصاً۔ الخ بقدر الحاجة۔

اس حدیث کے کل آٹھ راوی ہیں۔ امام ترمذی علیہ الرحمۃ سے لے کر حضرت علقمہ تک سات راویوں کی توثیق بیان ہو چکی ہے۔ اب اس حدیث کے آخری راوی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل بیان ہوتے ہیں۔ تمام اہل اسلام کا اس بات پر اجماع ہے کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم صادق

ثقہ ہیں لیکن غیر مقلدین غیر مقلدیت کے نشہ میں دھت ہو کر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر مختلف اعتراض کرتے ہیں۔ کبھی آپ پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ آپ سورہ والناس اور سورہ فلق کو قرآن کا حصہ نہیں سمجھتے تھے۔ کبھی کہتے ہیں کہ آپ رفع یدین بھول گئے تھے۔ کبھی کہتے ہیں کہ آپ کو یہ علم نہیں تھا کہ دو آدمیوں کے ساتھ جماعت کس طرح کرتے ہیں۔ الغرض اپنی عادت سے مجبور ہو کر یہ بدعقیدہ لوگ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر مختلف اعتراض کرتے ہیں۔ اگرچہ ان کے اعتراضات کے جوابات آج سے کئی سال پہلے امام زیلعی جیسی شخصیات دے چکے ہیں لیکن یہ لوگ آج بھی اپنی ضد پر قائم ہیں۔

اب ہم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل بیان کرتے ہیں۔

(8) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

(i) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

ولقد علم اصحاب رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم انى اعلمهم بكتاب الله ولو اعلم ان احدا اعلم منى لرحلت اليه.

(صحیح مسلم شریف 2 ص 293)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ضرور اصحاب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی کتاب کا سب سے بڑا عالم ہوں اگر میں جانتا کہ کوئی مجھ سے زیادہ اللہ کی کتاب کو جانتا ہے تو میں ضرور اس کی طرف جاتا۔

(ii) حضرت مسروق حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی

ہیں کہ آپ نے فرمایا اللہ کی قسم جس کے بغیر کوئی معبود نہیں کتاب اللہ کی ہر سورت کے متعلق میں جانتا ہوں کہ وہ کہاں نازل ہوئی اور ہر آیت کو جانتا ہوں کہ کس کے بارے میں نازل ہوئی۔ اگر میں جانتا کہ کوئی مجھ سے بڑا عالم ہے کتاب اللہ کا تو میں ضرور اس کی طرف سواری پر سوار ہو کر جاتا۔ (مسلم شریف 2 ص 293)

(iii) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قرآن چار آدمیوں سے سیکھ ان میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام سب سے پہلے لیا۔

(مسلم شریف 2 ص 293 بخاری شریف 1 ص 531، ترمذی شریف 2 ص 221)

(iv) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر بغیر کسی مشورہ کے میں کسی کو امیر بناتا تو (حضرت) عبداللہ بن مسعود کو بناتا۔ (ترمذی شریف 2 ص 221)

(v) ترمذی میں مذکور ہے۔

ابن مسعود صاحب طهور رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ونعليه. (ترمذی 2 ص 221)

کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وضو کرانے والے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعلین اقدس اٹھانے والے صحابی ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

الغرض آپ جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل و مناقب احادیث و آثار میں بے شمار درج ہیں۔

ناظرین باتمکین آپ نے اس حدیث کے تمام روایت کی ثقات پڑھ کہ اس حدیث کے جملہ رواۃ ثقہ ثبت حجت ہیں اور اس حدیث کے اکثر راوی بخاری شریف کے راوی ہیں جس کے متعلق ہم یحیٰ گوندلوی غیر مقلد کا ایک قول

پیش کرتے ہیں۔ گوندلوی صاحب کہتے ہیں کہ:

ہر انصاف پسند کے لئے ضروری ہے کہ اُسے معلوم ہو کہ امام بخاری (علیہ الرحمۃ) کا اپنی صحیح میں کسی بھی راوی کی روایت کو بیان کرنا اس کی عدالت، صحت ضبط اور عدم غفلت کا تقاضا کرتا ہے۔ یہ بات ان راویوں کے بارہ میں ہے جن کی روایت وہ اصول میں لیتے ہیں۔

(کتاب آمین بالجہر مؤلف یحیٰ گوندلوی غیر مقلد وہابی ص 31)

تو اب وہابیوں کو چاہیے کہ اس روایت کو بھی صحیح مان لیں جس کے اکثر راوی بخاری شریف کے ہیں جیسے حضرت علقمہ حضرت سفیان، حضرت وکیع وغیرھم۔

اُصولی لحاظ سے یہ روایت صحیح ہے اور اپنے مدلول میں صریح ہے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وضاحت کی یعنی نماز پڑھ کر دکھائی رفع یدین صرف تکبیر افتتاح کے وقت کیا پھر نہیں کیا اور فرمایا یہ نماز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز ہے۔

(ا) اس حدیث کو ترمذی نے کہا حسن ہے۔ (1 ص 59)

(۲) غیر مقلدوں کے امام ابن حزم ظاہری نے کہا یہ حدیث صحیح ہے۔

(محلی ابن حزم 3 ص 4)

ابن حزم نے محلی میں اسی جلد 3 ص 4 مذکورہ پر اس حدیث کو دوبارہ صحیح کہا ہے اور کہا ہے۔

وان كان علي وابن مسعود رضي الله عنهما لا يرفعان.

اگرچہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

(محلی ابن حزم جلد 3 ص 4)

اس عبارت میں ابن حزم نے کھلے لفظوں میں اقرار کیا ہے کہ حضرت علی شیرِ خدا باب علم وحکمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ رفع یدین کے بغیر نماز پڑھتے تھے۔ اور ابن حزم کی تصحیح غیر مقلد مولوی عطاء اللہ امرتسری نے بھی نقل کی ہے۔ ملاحظہ ہو التعلیقات سلفیہ علی سنن النسائی ص 103

(۳) غیر مقلد مولوی عطاء اللہ امرتسری صاحب فرماتے ہیں۔

قد تکلم ناس فی ثبوت ھذا الحدیث والقوی انه ثابت من روایة عبدالله بن مسعود رضی الله تعالیٰ عنه.

(التعلیقات سلفیہ 1 ص 123)

بعض لوگوں نے اس حدیث کے ثبوت میں کلام کیا ہے لیکن قوی بات یہ ہے کہ یہ حدیث حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے ثابت ہے۔ (دوسرے وہابیوں کو بھی مان جانا چاہیے)

مولوی عطاء اللہ صاحب اسی صفحہ مذکورہ پر فرماتے ہیں۔

قد صححه بعض اهل الحدیث

ضرور بعض اہل حدیث نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔

(۴) غیر مقلدین کے ایک اور امام محدث احمد شاکر صاحب فرماتے ہیں۔

ھذا الحدیث صححه ابن حزم وغیره من الحفاظ وھو حدیث صحیح وما قالوه فی تعلیله لیس بعلة.

احمد شاکر صاحب کہتے ہیں کہ اس حدیث کو ابن حزم نے صحیح کہا ہے اور کئی حفاظ حدیث نے بھی اور یہ حدیث صحیح ہے جو کچھ لوگوں نے اس کی علت بیان کی ہے حقیقت میں یہ کوئی علت نہیں ہے

(جامع ترمذی بتحقیق وشرح احمد شاکر 2 ص 41)

(۵) ایک اور وہابیوں کے محدث اور محقق ناصر الدین البانی صاحب فرماتے ہیں۔

والحق انه حدیث صحیح واسناده صحیح علی شرط مسلم ولم نجد لمن اعله حجة یصلح التعلق بها ورد الحدیث من اجلها.

(مشکوٰۃ المصابیح محقق بتحقیق محمد ناصر الدین البانی 1 ص 254)

حق بات یہ ہے کہ یہ حدیث بھی صحیح ہے اور اس کی سند بھی مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے اور جن لوگوں نے اس حدیث کو معلول قرار دیا ہے ہمیں ان کی کوئی ایسی دلیل نہیں ملی جس سے استدلال صحیح ہو اور اس وجہ سے حدیث رد کر دی جائے۔

(۶) امام جلال الدین سیوطی[1] علیہ الرحمۃ نے الآلی المصنوعہ 2 ص 19 پر اس حدیث کی امام ابن قطان فاسی اور امام دار قطنی کی طرف سے تصحیح نقل کی ہے۔

اس حدیث کی تصحیح کرنے والے بہت سے ائمہ حدیث ہیں مگر ہم نے غیر مقلدوں وہابیوں کے محدثوں سے اس حدیث کی صحت بیان کی ہے جیسے ابن حزم، مولوی عطاء اللہ امرتسری، احمد شاکر صاحب، ناصر الدین البانی وغیرہ یہ سب وہابی کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح حدیث ہے۔ اب تو وہابیوں کو مان لینا چاہیے کیونکہ ان کے بڑوں نے بھی مان لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہدائت عطا فرمائے۔ آمین۔

حدیث نمبر 2. حدیث ابن مسعود بروایت نسائی شریف

تعارف نسائی شریف:

امام نسائی کی سنن کتب صحاح ستہ میں انتہائی اہم حیثیت رکھتی ہے۔ امام

[1] فائدہ: امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ کو غیر مقلد متعصب مولوی عبدالرحمٰن مبارکپوری نے تحفۃ الاحوذی 2 ص 96 مطبوعہ بیروت لبنان پر حافظ وقتہ کہا ہے یعنی علامہ سیوطی اپنے وقت کے حافظ الحدیث ہیں

نسائی نے اپنی کتاب میں عام طور پر صحیح الاسناد روایات بیان کی ہیں۔ حافظ سیوطی زاہر الربی میں لکھتے ہیں کہ امام نسائی نے فرمایا کہ کتاب السنن کی اکثر احادیث صحیحہ ہیں البتہ بعض معلول ہیں اور جس انتخاب کا نام مجتبیٰ رکھا گیا ہے اس کی کل احادیث صحیح ہیں۔ ملخصاً بقدر الحاجۃ۔

بعض مغاربہ سنن نسائی کو صحیح بخاری پر ترجیح دیتے ہیں۔ چنانچہ حافظ سخاوی فرماتے ہیں کہ بعض مغربی محدثین نے تصریح کی ہے کہ امام نسائی کی کتاب امام بخاری کی صحیح سے زیادہ بہتر ہے۔ بقدر الحاجۃ۔ (تذکرہ المحدثین ص 298)

غیر مقلد وہابی نواب صدیق حسن صاحب لکھتے ہیں امام نسائی کے متعلق

کان امام فی الحدیث ثقة ثبتا حافظا.

کہ امام نسائی رحمتہ اللہ علیہ حدیث کے امام ہیں ثقہ ثبت حافظ ہیں۔

(الحطہ فی ذکر صحاح ستہ ص 294)

امام ابوجعفر طحاوی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے کہ:

النسائی امام من ائمة المسلمین

امام نسائی مسلمانوں کے اماموں سے ایک امام ہیں۔

ابوعلی نیشاپوری نے فرمایا۔ النسائی امام فی الحدیث۔

اما تاج السبکی نے فرمایا کہ سنا میں نے اپنے شیخ ابوعبداللہ الذہبی الحافظ سے اور سوال کیا میں نے ان سے کہ امام مسلم بن حجاج صاحب صحیح بڑے حافظ حدیث ہیں یا کہ امام نسائی؟ تو آپ نے فرمایا امام نسائی بڑے حافظ حدیث ہیں۔
(التعلیقات سلفیہ 1 ص 22)

حضرات گرامی قدر! آپ نے امام نسائی اور ان کی سنن نسائی کا مختصر تعارف پڑھا کہ امام نسائی مسلّم امام حدیث ہیں اور ان کی سنن کتب حدیث میں

اہم حیثیت رکھتی ہے۔ امام نسائی علیہ الرحمۃ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی حدیث اپنی سنن میں دو ثقہ سندوں سے ذکر کی ہے۔ ملاحظہ فرمایئے سند سائی شریف، امام نسائی نے پہلے باب باندھا ہے۔

ترک ذلک یعنی رفع یدین کا چھوڑ دینا:

امام نسائی فرماتے ہیں۔

اخبرنا سوید بن نصر حدثنا عبدالله بن المبارک عن سفیان عن عاصم بن کلیب عن عبدالرحمن بن الاسود عن علقمة عن عبدالله قال الا اخبرکم بصلوة رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم قال فقام فرفع یدیه اول مرة ثم لم یعد.
(نسائی شریف 1 ص 117)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز کی خبر نہ دوں کہا کہ آپ کھڑے ہوئے نماز پڑھی۔ رفع یدین سوائے تکبیر افتتاح کے نہیں کیا۔ اس حدیث کے کل آٹھ راوی ہیں۔ امام نسائی سے لے کر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک۔

امام نسائی کی توثیق ص 60 پر آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ دوسرے راوی ہیں:

حضرت سوید بن نصر:

سوید بن نصر سوید المروزی ابو الفضل الطوسانی ویعرف بالشاہ۔ انہوں نے حضرت عبداللہ ابن مبارک امام ابن عیینہ وعلی بن حسین بن واقد۔ وابو عصمۃ و عبدالکبیر بن دینار الصائغ سے روایات بیان کی ہیں اور ان سے امام ترمذی، امام نسائی نے روایت بیان کی ہیں اور امام نسائی نے محمد بن حاتم بن نعیم سے بیان کیا

ہے۔(سوید بن نصر) ثقہ ہیں۔امام ابن حبان نے آپ کو ثقات میں داخل کیا ہے۔

كان متقنا وقال مسلمة مروزى ثقة. روى عند البخارى و مسلم والنسائى كذا قال ابو سعد. (ملخصاً تہذیب التہذیب 2ص 261-260)

امام سوید بن نصر پکے امام ہیں اور مسلم نے کہا آپ ثقہ ہیں کہ امام بخاری اور مسلم اور نسائی نے آپ سے روایت بیان کی ہیں اسی طرح کہا امام ابوسعد نے۔

اس سند کے دوسرے راوی ہیں امام عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

امام عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

امام عبداللہ بن مبارک بن واضح ابو عبدالرحمٰن المروزی احد الائمۃ حافظ ابن حجر عسقلانی نے آپ کے شیوخ اساتذہ اور تلامذہ کی طویل فہرست بیان کی ہے۔تفصیل کیلئے تہذیب التہذیب کی طرف رجوع فرمائیں۔

امام ابو اسامہ کہتے ہیں کہ میں نے ابن مبارک سے بڑھ کر کوئی علم کا طالب نہیں دیکھا۔

امام ابن مہدی نے کہا کہ ائمہ چار ہیں۔امام ثوری، امام مالک، امام حماد بن زید، امام ابن المبارک۔

ابن حجر فرماتے ہیں کہ ابن المبارک فقیہہ عالم عابد زاہد شیخ شجاع شاعر امام المسلمین ہیں۔

ابن مہدی نے کہا میری آنکھوں نے ابن مبارک کی مثل نہیں دیکھا۔

ابن الجنید نے ابن معین سے بیان کیا ہے کہ ابن المبارک ثقہ ہیں۔

و كان عالما صحيح الحديث. کہ آپ صحیح حدیث کے عالم ہیں۔

ابن سعد نے کہا کہ آپ ثقہ مامون حجت کثیر الحدیث ہیں۔حاکم نے کہا کہ آپ اپنے زمانے کے امام ہیں۔

ملخصاً بقدر الحاجتہ۔تہذیب التہذیب 3ص 248 اس سند کے باقی رواۃ کی توثیق پہلی سند میں بیان ہو چکی ہے۔حضرت سفیان کا ترجمہ ص 49 پر دیکھیں۔عاصم بن کلیب کا ترجمہ ص 50 پر دیکھیں۔عبدالرحمٰن بن اسود کا ترجمہ ص 51-52 پر ملاحظہ فرمائیں۔حضرت علقمہ کا ترجمہ ص 52-53 پر دیکھیں۔حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل ص 53-54 پر دیکھیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ دوسری سند آپ نے ملاحظہ کی جو انتہائی صحیح ہے اور اس کے راوی ثقہ ثبت اور اپنے اپنے زمانے کے امام ہیں۔ایسی سنہری سند کے ہوتے ہوئے بھی اس حدیث کی صحت سے انکار کرنا آفتاب کا انکار ہے۔یہ حدیث بھی درجہ صحیح کی حدیث ہے۔

اس حدیث کی تیسری سند ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تیسری سند:

امام نسائی علیہ الرحمۃ نے اس پر باب باندھا ہے۔

اس کے چھوڑنے میں رخصت باب کا ترجمہ:

اخبرنا محمود بن غيلان المروزى حدثنا وكيع حدثنا سفيان عن عاصم بن كليب عن عبدالرحمن بن الاسود عن

حضرت علقمہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کیا میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز پڑھ کرنہ

علقمة عن عبدالله انه قال الا اصلی بکم صلوٰة رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فصلی فلم یرفع یدیه الامرة واحدة.

دکھاؤں پھر آپ نے نماز پڑھی پس رفع یدین نہیں کیا مگر ایک ہی بار۔ نسائی شریف 1ص 120، اس حدیث پاک میں حضرت محمود بن غیلان المروزی کے علاوہ باقی رواۃ کی گذشتہ صفحات پر توثیق بیان ہو چکی ہے۔ وہاں ملاحظہ کریں۔

محمود بن غیلان المروزی:

محمود بن غیلان المروزی العدوی ابو احمد المروزی ثقہ۔ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ یہ ثقہ راوی ہے۔ (تقریب التہذیب 2ص164)

حافظ ابن حجر عسقلانی تہذیب التہذیب 5 ص 387 پر فرماتے ہیں کہ اس راوی نے حضرت وکیع، ابن عینیہ، والنضر بن شمیل والفضل بن موسیٰ اور عبدالرزاق اور یحیٰ بن آدم اور کئی محدثین سے روایات بیان کی ہیں اور ان سے روایات بیان کرنے والے امام ابو حاتم، ابو زرعۃ، ذھلی، ابو الاحوص، ابن ابی الدنیا، ابن خزیمہ اور کئی حضرات ہیں۔ امام مروزی نے امام احمد سے بیان کیا ہے کہ آپ نے فرمایا۔ میں اسے حدیث کے ساتھ جانتا ہوں اور یہ صاحب سنت ہے۔ امام نسائی نے کہا یہ ثقہ ہے۔ امام ابن حبان نے اس راوی کو ثقات میں داخل کیا ہے۔ امام مسلمۃ نے کہا مروزی ثقہ ہے (یعنی محمود بن غیلان المروزی) ملخصاً بقدر الحاجۃ۔ (تہذیب التہذیب 5ص 387-388)

تو اس حدیث کی تیسری سند بھی انتہائی ثقہ اور اعلیٰ درجہ کی صحیح سند ہے تو

یہ حدیث بھی صحیح حدیث ہے۔

اس حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چوتھی سند ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چوتھی سند: سنن ابو داؤد سے

مختصر تعارف امام ابو داؤد اور سنن ابو داؤد:

ابو داؤد سلیمان بن اشعث بجستانی۔

كان احد حفاظ الحديث. آپ حدیث کے اماموں میں سے ایک ہیں۔

آپ نے سنن کو جمع کیا اور امام احمد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ پر پیش کیا تو حضرت امام احمد نے سنن کو بہت پسند فرمایا اور اس کی تعریف کی۔ کہا گیا ہے کہ آپ حنبلی ہیں یا شافعی ہیں۔

امام حافظ موسیٰ بن ہارون نے کہا کہ امام ابوداؤد دنیا میں صرف پیدا ہی حدیث کے لئے ہوئے ہیں اور آخرت میں جنت کے لئے اور میں نے آپ سے کوئی افضل نہیں دیکھا۔ ملخصاً بقدر الحاجتہ۔ (الحطہ فی ذکر صحاح ستہ ص 288)

امام ذھبی علیہ الرحمۃ تذکرۃ الحفاظ 2ص، 127 پر فرماتے ہیں کہ امام محمد بن اسحاق صغانی نے کہا کہ امام ابوداؤد کے لئے حدیث کو آسان کر دیا گیا ہے جس طرح لوہا حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے نرم کر دیا گیا تھا اور اسی طرح حضرت ابراہیم الحربی نے کہا: امام ابوداؤد دنیا میں پیدا ہی حدیث کے لئے ہوئے ہیں۔

امام ابن داسہ علیہ الرحمۃ نے کہا کہ میں نے امام ابوداؤد سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا ہے۔

ذکرت فی کتابی الصحیح وما یشبهه وما یقاربه.

کہ میں نے اپنی اس کتاب میں صحیح احادیث ہی بیان کی ہیں یا صحیح کے مشابہ یا صحیح کے قریب اور جس میں میں نے کوئی کمزوری دیکھی اُسے بیان کر دیا ہے۔

امام ابوعبداللہ حاکم نے کہا کہ ابو داؤد امام حدیث ہے اپنے زمانے میں۔

حضرت زکریا ساجی نے کہا:

کتاب اللہ اصل الاسلام وسنن ابی داؤد عهد الاسلام.

کہ کتاب اللہ تو اسلام کی اصل ہے اور سنن ابو داؤد عہد اسلام ہے۔

امام ابو داؤد نے کہا کہ میں نے پانچ لاکھ احادیث سے سنن کا انتخاب کیا ہے۔ ملخصاً بقدر الحاجتہ۔ (تذکرہ الحفاظ للذھبی الامام 2 ص 127-128)

الغرض امام ابو داؤد مُسلّم امام ہیں اور سنن ابو داؤد اسلام میں اہم حیثیت رکھتی ہے۔ امام ابو داؤد نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کو دو ثقہ سندوں سے بیان کیا ہے۔ امام ابو داؤد نے باب باندھا ہے۔ باب من لم یذکر الرفع عند الرکوع۔ کہ جس نے رکوع کے وقت رفع یدین کا ذکر نہ کیا۔

حدثنا عثمان بن ابی شیبة نا وکیع عن سفیان عن عاصم یعنی ابن کلیب عن عبدالرحمن بن الاسود عن علقمة قال قال عبدالله بن مسعود الا اصلی بکم صلوٰة رسول الله صلی الله

ترجمہ وہی پچھلی حدیث والا ہے۔ اس میں ابو داؤد پہلے راوی ہیں اور وہ ثقہ ثبت امام حدیث ہیں جیسا کہ گذشتہ سطور میں مذکور ہے۔

تعالیٰ علیه وسلم قال فصلی فلم یرفع یدیه الامرة.

دوسرے راوی:

عثمان بن ابی شیبتہ ہیں:

ابو الحسن احدائمة الحدیث الاعلام کاخیه ابی بکر۔ امام ذھبی کہتے ہیں کہ یہ حدیث کے بڑے اماموں سے ایک ہے۔ اپنے بھائی ابوبکر بن ابی شیبہ کی طرح امام ذھبی لکھتے ہیں کہ وقد اعتمده الشیخان فی صحیحهما امام ذھبی کہتے ہیں اس راوی پر بخاری اور مسلم نے اعتماد کیا ہے اپنی اپنی صحیح میں۔

امام احمد رحمتہ اللہ علیہ سے ان کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا میں تو خیر ہی جانتا ہوں اور اس کی تعریف فرمائی۔ امام یحییٰ نے کہا کہ یہ راوی ثقہ ہے مامون ہے۔ ملخصاً بقدر الحاجتہ۔ (میزان الاعتدال 3 ص 35-37)

عثمان بن ابی شیبہ بھی ثقہ ہے اور بخاری اور مسلم نے اس پر اعتماد کیا ہے تو غیر مقلدین کو بھی چاہیے کہ وہ اس راوی پر اعتماد کریں۔ فافهم وتدبر۔

عثمان بن ابی شیبہ کے سوا باقی سب راویوں کو توثیق ہو چکی ہے۔ سطور مذکورہ میں دیکھیں یعنی باقی سب راوی وہی ہیں۔

حدیث ابن مسعود کی پانچویں سند:

حدثنا الحسن بن علی نامعاویة وخالد بن عمرو. وابو حذیفة قالوا ناسفیان باسناده بهذا قال

ترجمہ وہی ہے۔ اس سند میں امام سفیان سے روایت کرنے والے تین آدمی ہیں اور ان تینوں سے روایت

فرفع يديه في اول مرة وقال بعضهم مرة واحدة.
(ابوداؤد 1 ص 116)

کرنے والے امام ابو داؤد کے استاد امام حسن بن علی ہیں۔ سفیان سے آخر تک راویوں کا ترجمہ گزشتہ صفحات میں دیکھیں۔

اب دوسرے راویوں کا ذکر ہوتا ہے۔

حسن بن علی:

بن راشد الواسطی، عن ابی الاحوص وھیثم وعنہ ابو داؤد وزکریا الساجی۔ انہوں نے ابو الاحوض اور ہیثم وغیرہ سے روایت کی ہے اور ان سے امام ابو داؤد اور زکریا ساجی نے روایت بیان کی ہے۔

امام ذھبی کہتے ہیں کہ مورخ واسط بحشل نے کہا کہ یہ ثقہ ہے اور امام حبان نے کہا۔ مستقیم الحدیث ہے اور امام ابن عدی نے کہا میں نے اس کی کوئی منکر چیز نہیں دیکھی۔ (میزان الاعتدال 1 ص 506)

باقی تین راویوں نے حضرت سفیان سے مل کر یہ حدیث بیان کی ہے اور امام ابوداؤد نے اس پر بھی سکوت کیا ہے اور امام ابو داؤد جس حدیث پر سکوت کریں وہ حدیث ان کے نزدیک صالح حدیث ہوتی ہے۔ لہٰذا اس سے پہلے والی حدیث کی طرح یہ سند بھی صحیح سند ہے۔

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چھٹی سند:

مسند امام احمد بن حنبل سے:

حدثنا عبدالله حدثني ابي حدثنا وكيع حدثنا سفيان عن عاصم بن كليب عن عبدالرحمن بن الاسود عن علقمة قال قال ابن مسعود الا اصلي لكم صلاة رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم قال فصلى فلم يرفع يديه الا مرة.
(مسند امام احمد 1 ص 387)

حضرت علقمہ نے کہا کہ فرمایا حضرت عبداللہ بن مسعود نے کیا میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز پڑھ کر دکھاؤں۔ پھر آپ نے نماز پڑھی اور رفع یدین صرف ایک ہی بار کیا (یعنی پھر نہ کیا) اس حدیث کے رواۃ امام وکیع سے لے کر آخر تک بیان ہو چکے وہی راوی ہیں سوائے امام احمد بن حنبل کے اور آپ کے بیٹے حضرت عبداللہ کے۔

ان دونوں اماموں کی توثیق بیان ہوتی ہے۔ پہلے راوی ہیں امام احمد کے صاحبزادے۔

حضرت عبداللہ بن احمد بن حنبل:

حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں یہ ثقہ ہیں۔
(تقریب التہذیب 1 ص 477)

حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن احمد نے کہا جب میں کہوں کہ میرے باپ نے کہا تو وہ حدیث دو یا تین مرتبہ میں نے اپنے باپ سے سنی ہوتی ہے۔ ابن حجر فرماتے ہیں۔ انہوں نے سارا مسند اپنے باپ یعنی امام احمد سے سنا ہے اور مسند میں تیس ہزار احادیث مبارکہ ہیں۔ امام احمد نے فرمایا کہ

میرا بیٹا عبداللہ محفوظ ہے اور علماء حدیث میں سے ہے۔ خطیب نے کہا:

کان ثقة ثبتا فهماً. یہ راوی ثقہ ثبت ہے سمجھدار ہے۔

امام نسائی نے کہا ثقہ ہے۔ امام دارقطنی سے پوچھا گیا تو فرمایا کہ ثقہ ہے۔ ابوبکر خلال نے کہا کہ عبداللہ صالح آدمی ہے سچا ہے کثیر الحیا ہے۔

(تہذیب التہذیب 3 ص 96,95)

دوسرے راوی امام احمد بن حنبل ہیں:

ان کی توثیق کے لئے اتنا ہی کافی ہے یہ امام بخاری و مسلم، ابوداؤد وغیرہ کے استاذ حدیث ہیں۔ ان کی امامت پر اجماع ہے۔

امام ابن حجر عسقلانی کہتے ہیں۔ ابوعبداللہ، احمد بن محمد بن حنبل المروزی۔

احد الائمة ثقة حافظ فقيه حجة. آپ ائمہ میں سے ایک ہیں ثقہ حافظ فقیہ حجت ہیں۔

(تقریب التہذیب 1 ص 44)

حافظ ابن حجر عسقلانی تہذیب التہذیب 1 ص 49 تا 51 تک آپ کی شان بیان کی ہے۔

امام یحیٰی بن آدم نے کہا امام احمد ہمارے امام ہیں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ میں بغداد سے نکلا تو آپ سے زیادہ فقیہہ متقی زاہد میں نے نہیں چھوڑا۔ عبداللہ الخریبی کہتے ہیں۔

کان افضل زمانه. آپ اپنے زمانے میں سب سے افضل ہیں۔

امام عجلی نے کہا آپ ثقہ ثبت فی الحدیث ہیں۔ ابو ثور نے کہا احمد ہمارے شیخ اور امام ہیں۔ (ملخصا بقدر الحاجۃ)

امام نسائی کہتے ہیں آپ ثقہ مامون ہیں۔ الغرض بے شمار حدیث کے اماموں نے اپ کو اپنا امام اور شیخ مانا ہے اور آپ کی ثقات کو بیان کیا ہے۔

آپ کی مسند کے بارے میں:

جو کہ مسند امام احمد کے نام سے مشہور ہے۔ ابن حجر کہتے ہیں اس مسند میں تیس ہزار احادیث ہیں۔ شیخ المحدثین شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی بستان المحدثین میں فرماتے ہیں کہ جب آپ نے مسند لکھا تو اپنی اولاد کو پڑھ کر سنایا اور فرمایا کہ جب کبھی کسی حدیث کے بارے میں اختلاف ہو کہ یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے یا کہ نہیں تو میرے مسند کی طرف رجوع کرو۔ اگر اس میں پاؤ تو سمجھو یہ حدیث رسول ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ (بالفاظ متقاربہ)

(بستان المحدثین ص 54,53)

غیر مقلدین کے امام مستند معتبر مولوی شوکانی صاحب نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار کے جلد اول مقدمہ میں لکھتے ہیں۔

کل ماکان فی المسند فهو مقبول. کہ مسند امام احمد کی ہر حدیث مقبول ہے۔

(نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار 1 ص 20)

یہی بات امام اجل سید علی متقی حنفی علیہ الرحمۃ نے کنز العمال 1 ص 19 پر فرمائی ہے امام سیوطی علیہ الرحمۃ کی طرف سے۔ ہیثمی نے کہا۔

ان مسند احمد اصح صحيحا من غيره. کہ مسند امام احمد تمام کتابوں سے زیادہ صحیح ہے۔

(نیل الاوطار 1 ص 20)

قارئین محترم! آپ نے دیکھا کہ اس حدیث کو کتنے جلیل القدر اماموں نے ثقہ صحیح سندوں کے ساتھ اپنی کتابوں میں درج کیا ہے اور یہ حدیث کس بلند پایہ کی حدیث ہے۔ اصولی طور پر حدیث اعلیٰ درجہ کی صحیح حدیث ہے جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے۔

اس حدیث صحیح کو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے مسند شریف میں دو جگہ ذکر کیا ہے۔ ایک سابقہ حوالہ اور دوسرا 1 ص 439 پر بھی اس حدیث کو بیان کیا ہے۔

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ساتویں سند:

مصنف ابن ابی شیبہ کی سند:

حدثنا وكيع عن سفيان عن عاصم بن كليب عن عبدالله بن الاسود عن علقمة عن عبدالله قال الا اريكم صلوة رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فلم يرفع يديه الا مرة.

ترجمہ وہی سابق حدیث والا۔ اس سند میں سوائے ابن ابی شیبہ کے باقی تمام راوی گذشتہ صفحات میں مذکور ہو چکے ہیں وہیں دیکھیں۔

مصنف ابن ابی شیبہ 1 ص 236 باب من كان يرفع يديه فی اول تكبيرة ثم لايعود.

ابن ابی شیبہ کی توثیق ملاحظہ کریں۔

امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ:

امام ذھبی فرماتے ہیں کہ ابن ابی شیبہ:

الحافظ الكبير الحجة حدث عنه احمد بن حنبل والبخاری وابو القاسم البغوی والناس. ووثقه الجماعة.

آپ حافظ کبیر اور حجت ہیں۔ امام بخاری اور احمد بن حنبل کے استاد ہیں اور محدثین کی ایک پوری جماعت نے آپ کو ثقہ کہا ہے۔

(میزان الاعتدال 2 ص 490)

حافظ ابن حجر تقریب التہذیب میں لکھتے ہیں کہ عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ ثقہ صاحب تصانیف ہیں۔ (تقریب التہذیب 1 ص 528)

حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ نے آپ کا کافی طویل ترجمہ کیا ہے۔

تہذیب التہذیب میں فرماتے ہیں کہ: امام احمد نے فرمایا ابوبکر بن ابی شیبہ صدوق ہے یعنی سچا ہے۔ امام عجلی نے کہا آپ ثقہ ہیں۔

وكان حافظا للحديث. کہ آپ حدیث کے حافظ ہیں۔

امام ابو حاتم اور امام ابن خراش نے آپ کو ثقہ کہا ہے۔ امام ابن معین نے کہا۔

ابوبکر عندنا صدوق. کہ ہمارے نزدیک ابوبکر سچے راوی ہیں۔

امام ابن حبان نے آپ کو ثقات میں داخل کیا ہے۔ امام ابن قانع نے کہا آپ ثقہ ثبت ہیں۔

آخر میں حافظ ابن حجر کہتے ہیں کہ امام بخاری علیہ الرحمۃ نے آپ سے تیس حدیثیں روایت کی ہیں جبکہ امام مسلم علیہ الرحمۃ نے ایک ہزار پانچ سو چالیس احادیث آپ سے روایت کی ہیں۔ (تہذیب التہذیب 3 ص 252)

قارئین کرام!

غور فرمائیں کتنے جلیل القدر اماموں نے اس عدم رفع یدین کی حدیث کو اپنی اپنی سند کے ساتھ بیان کیا ہے تو جب سند صحیح ثقہ ہے تو پھر انکار کیوں ہے۔

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آٹھویں سند:

مسندِ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مسند امام اعظم کی سند:

ابو حنیفة وحدثنا حماد عن ابراهیم عن علقمة والاسود عن ابن مسعود. ان رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم كان لا یرفع یدیه الاعند افتتاح الصلوٰة ولا یعود لشئی من ذلک.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہیں رفع یدین کرتے تھے سوائے تکبیر افتتاح کے اور پھر دوبارہ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ (مسند امام اعظم 1 ص 352)

اس حدیث پاک کی سند میں مذکور، راوی حضرت ابراہیم نخعی بخاری شریف کے راوی ہیں اور ان کی امامت پر اتفاق ہے۔

حضرت علقمہ کا ترجمہ ص 53 پر ملاحظہ کریں۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل بھی بیان ہو چکے۔ ویسے ابراهیم عن علقمه عن عبدالله بن مسعود۔ اتنی سند بخاری شریف میں کئی مقامات پر واقع ہے۔

اس حدیث کے پہلے راوی امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

امام اعظم ابوحنیفہ:

امام ذہبی علیہ الرحمۃ تذکرۃ الحفاظ میں فرماتے ہیں کہ آپ امام اعظم فقیہہ عراق ہیں۔ نعمان آپ کا نام ہے ثابت آپ کے والد کا نام ہے۔ اسی ہجری

میں ولادت ہوئی۔ 150 ہجری میں وصال ہے۔ حضرت انس بن مالک صحابئ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کئی بار آپ نے زیارت کی ہے۔ آپ حضرت عطاء، نافع، عبدالرحمٰن بن ہرمز، عدی بن ثابت، سلمہ بن کھیل، ابوجعفر محمد بن علی، قتادہ، عمرو بن دینار اور ابواسحاق وخلق کثیر کے آپ شاگرد ہیں۔

آپ کے شاگردوں میں امام زفر بن ھذیل، داؤد طائی، قاضی ابو یوسف، محمد بن حسن شیبانی، اسد بن عمرو، حسن بن زیاد، نوح الجامع، ابومطیع بلخی اور کئی لوگ شامل ہیں۔ آپ نے امام حماد بن ابی سلیمان سے فقہ حاصل کی اور آپ کے شاگردوں میں جو حدیث میں شاگرد ہیں۔ حضرت وکیع، یزید بن ہارون، سعد بن صلت، ابو عاصم، امام عبدالرزاق، عبید اللہ بن موسیٰ، ابونعیم، ابوعبدالرحمٰن المقری شامل ہیں۔ امام ذہبی کہتے ہیں کہ آپ:

كان اماما ورعا عالما عاملا متعبدا كبير الشان.

کہ آپ امام متقی عالم عامل عبادت گزار اور بہت بڑی شان والے ہیں

یزید بن ہارون سے پوچھا گیا کہ امام ثوری بڑے فقیہہ ہیں یا امام ابو حنیفہ۔ تو آپ نے فرمایا امام ابوحنیفہ بڑے فقیہہ ہیں۔

امام ابن المبارک نے فرمایا۔

ابو حنیفة افقه الناس قال الشافعی الناس عیال فی الفقه علی ابی حنیفة.

کہ آپ سب لوگوں سے بڑے فقیہہ ہیں۔ یعنی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سب لوگ فقہ میں امام ابوحنیفہ کے محتاج ہیں۔

یزید بن ہارون نے کہا میں نے آپ سے بڑا پرہیزگار اور عقلمند نہیں دیکھا۔

امام ابن معین سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا:

لا باس به لم یکن یتهم. کوئی حرج نہیں انہیں کبھی تہمت نہیں لگائی گئی۔

امام ابوداؤد نے فرمایا۔

رحم الله ان ابا حنیفة کان اماما. آپ نے فرمایا اللہ رحمت کرے بے شک ابوحنیفہ امام ہیں۔

امام ذھبی آخر میں فرماتے ہیں کہ مین نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مناقب پر ایک علیحدہ جز بھی لکھی ہے۔ اس سند کے پہلے راوی امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ہیں جو تابعی اور جلیل القدر کبیر الشان امام ہیں۔

علامہ ابن عبدالبر اندلسی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ابوحنیفہ نعمان بن ثابت جلیل القدر امام، امام اعظم کے لقب سے ملقب ہیں۔ الخ

بحر العلوم تھے اور حجت قاطعہ کے مالک تھے۔ امام مالک سے امام صاحب کی بابت سوال کیا گیا تو فرمایا۔ میں نے ایسے شخص کو دیکھا ہے کہ اگر اس سے کہا جائے کہ اس ستون کو سونے کا ثابت کر دے تو بے شک ثابت کر کے رہے گا۔ امام شافعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔

فقہ میں سب لوگ امام ابوحنیفہ کے دست نگر ہیں۔ فصیح اللسان، اعلیٰ اخلاق، فیاض، بردبار بلند آواز تھے۔ (جامع بیان العلم وفضلہ ص 282)

جسے امام صاحب کے زیادہ فضائل درکار ہوں وہ امام سیوطی علیہ الرحمۃ کا تبیض الصحیفہ۔ ابن حجر مکی کی الخیرات الحسان۔ ابن کثیر کا البدایہ والنہایہ۔ خوارزمی کی جامع المسانید کی طرف رجوع کریں۔ اس حدیث کے دوسرے راوی:

امام حماد ہیں:

حماد بن ابی سلیمان الکوفی۔

احمد ائمة الفقهاء سمع انس بن مالک وتفقه بابراهیم النخعی قال ابن عدی لاباس به. قال ابن معین ثقه قال ابو حاتم صدوق. (میزان الاعتدال ص595)

ائمہ فقہاء میں سے ایک امام ہیں۔ آپ نے انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سماع کیا ہے اور آپ نے فقہ ابراہیم نخعی سے حاصل کی ہے۔ ابن عدی نے کہا لاباس به۔ کوئی حرج نہیں ان کے ساتھ امام ابن معین نے کہا آپ ثقہ ہیں۔ امام ابوحاتم نے کہا آپ صدوق ہیں یعنی سچے ہیں۔

امام ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

صدوق وفقیه. یہ سچے ہیں اور فقیہ ہیں۔

(تقریب التہذیب 1 ص 238)

اس حدیث کے تیسرے راوی حضرت ابراہیم نخعی علیہ الرحمۃ ہیں۔

حضرت ابراہیم نخعی علیہ الرحمۃ:

امام ذھبی فرماتے ہیں۔ آپ عراق کے فقیہہ ہیں۔

کان من العلماء الاخلاص. آپ صاحب خلوص علماء میں سے ہیں۔

امام اعمش نے کہا۔

کان ابراهیم صیرفیا فی الحدیث. کہ آپ حدیث کو بڑا پرکھنے والے تھے۔

حضرت امام شعبی علیہ الرحمۃ کو جب آپ کے وصال کی اطلاع ہوئی تو کہنے لگے۔ ابراہیم نخعی نے اپنے بعد کوئی اپنا مثل نہیں چھوڑا۔

حضرت عبدالمالک بن ابی سلیمان نے کہا کہ میں نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے سنا۔ آپ فرماتے تھے۔

تستفتونی وفیکم ابراهیم النخعی.

سعید بن جبیر فرماتے تھے کہ تم مجھ سے مسائل پوچھتے ہو حالانکہ تم میں ابراہیم نخعی موجود ہیں۔

(ملخصاً تذکرہ الحفاظ 1 ص 59)

اس حدیث کے بقیہ رواۃ کی توثیق گذشتہ صفحات میں ہو چکی ہے وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نویں سند:

سنن کبریٰ بیہقی:

اخبرنا ابو طاهر الفقیه انبأنا ابو حامد بن بلال انبأ محمد بن اسماعیل الاحمسی ثنا وکیع عن سفیان عن عاصم یعنی ابن کلیب عن عبدالرحمن بن الاسود عن علقمة قال قال عبدالله یعنی ابن مسعود لا صلین بکم صلوة رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم قال فصلی فلم یرفع یدیه الامرة واحدة. (سنن کبریٰ بیہقی 2 ص 78)

اس کی سند پر امام بیہقی نے کسی قسم کی کوئی کلام نہیں کی۔ جس سے ظاہر ہے کہ امام بیہقی کے نزدیک اس کی سند میں کوئی قباحت نہیں ورنہ امام بیہقی علیہ الرحمۃ ضرور اس کی سند پر بھی گفتگو کرتے۔ اس سند میں مذکور روی وکیع سے لے کر آخر تک کے حالات گذشتہ صفحات میں بیان ہو چکے ہیں۔ امام وکیع سے پہلا راوی۔

محمد بن اسماعیل احمسی:

حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں۔ محمد بن اسماعیل احمسی ابو جعفر السراج ثقہ راوی ہیں۔ (تقریب التہذیب 2 ص 55)

اس سے نچلا راوی ہے۔

ابو حامد بن بلال:

اور اس سے پہلا راوی ابو طاہر فقیہہ ہے جو امام بیہقی کا استاد محترم ہے۔ الغرض اصل سند تو وکیع سے ہے جن کی توثیق نقل ہو چکی ہے۔

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دسویں سند:

سنن کبریٰ بیہقی سے:

امام بیہقی فرماتے ہیں:

رواہ محمد بن جابر عن حماد بن ابی سلیمان عن ابراهیم عن علقمة عن عبدالله بن مسعود رضی الله تعالیٰ عنه قال صلیت خلف النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ابی بکر وعمر فلم یرفعوا ایدیهم الا عند افتتاح الصلوة (اخبرنا) ابو عبدالله الحافظ ثنا محمد بن صالح بن هانی ثنا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت عمر (فاروق) رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی تو کسی نے بھی رفع یدین نہیں کیا سوائے تکبیر افتتاح کے۔ اس سند کے تمام روات گذشتہ صفحات میں مذکور سوائے محمد بن جابر

ابراهيم بن محمد بن مخلد العزيز ثنا اسحاق بن ابی اسرائیل ثنا محمد بن جابر فذکرہ.

کے۔ اب محمد بن جابر کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔

(سنن کبریٰ بیہقی 2 ص 80)

یہ حدیث دارقطنی میں بھی موجود ہے۔ امام بیہقی علیہ الرحمۃ نے بھی صرف محمد بن جابر پر ہی اعتراض کیا ہے کہ وہ ضعیف ہے۔ اس لئے محمد بن جابر کے متعلق ہی بیان کرتے ہیں۔

یہ ٹھیک ہے کہ بعض حضرات نے محمد بن جابر پر جرح کی ہے لیکن اسے صدوق اور ثقہ کہنے والے بھی موجود ہیں۔ باقی رہی جرح کی بات تو جرح تو بخاری اور مسلم شریف کے بعض راویوں پر بھی موجود ہے۔

علامہ نور بخش توکلی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب امام ابوحنیفہ پر اعتراضات کے جوابات میں تقریباً بخاری شریف کے اسی رواۃ پر جرح کی ہے۔ اسی طرح مسلم شریف کے بعض راویوں پر بھی جرح موجود ہے۔ امام ابن معین نے امام شافعی علیہ الرحمۃ جیسی شخصیت کی حدیث قبول نہیں کی۔ تو راویوں پر جرح کے باوجود اگر بخاری مسلم مین ان سے احتجاج جائز ہے تو محمد بن جابر کے ساتھ بھی احتجاج جائز ہے جبکہ اسے ثقہ کہنے والے بھی موجود ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

علامہ ابن ترکمانی[1] جوہر نقی علی البیہقی:

میں فرماتے ہیں۔ امام بیہقی کے اعتراض کا جواب دیتے ہوئے کہ میں

[1] فائدہ: غیر مقلدین کے ممدوح علامہ عبدالحئی لکھنوی صاحب اپنی کتاب فوائد البهیہ ص 123 پر لکھتے ہیں کہ علامہ ابن ترکمانی امام عالم شیخ کامل محقق مدقق علوم عقلیہ ونقلیہ میں متبحر ہیں حدیث وتفسیر میں ید طولیٰ رکھتے ہیں پھر لکھتے ہیں۔ کان اماما فی الفقه والا صول والحدیث یعنی آپ فقہ واصول وحدیث میں مسلم امام ہیں۔۔ بعد چند سطور لکھتے ہیں۔ وکان شدید المحبة للحدیث اهله کہ آپ حدیث اور محدثین سے شدید محبت کرتے تھے۔ ملخصاً بقدر الحاجة۔

کہتا ہوں امام ابن عدی نے ذکر کیا ہے کہ امام اسحاق یعنی ابن ابی اسرائیل فضیلت دیتے تھے محمد بن جابر کو شیوخ کی ایسی جماعت پر جو ان سے افضل اور اوثق سے جبار محدثین نے روایت کی ہے جیسے امام ایوب، ابن عون ہشام بن حسان، سفیان ثوری، سفیان بن عینیہ امام شعبہ وغیرہ نے تو اگر محمد بن جابر اس مقام پر فائز نہ ہوتے تو یہ جلیل القدر امام ان سے کبھی روایت نہ کرتے، اور امام فلاس نے کہا صدوق، یعنی محمد بن جابر سچا ہے یعنی جھوٹ نہیں بولتا اور امام ابن حبان نے اور محمد بن جابر کو ثقات میں داخل کیا۔ (جوہر نقی علی البیہقی 2 ص 78)

محمد بن جابر بن سيار بن طارق الحنفی اليمامی ابو عبدالله اصله من الكوفه، صدوق ذهبت كتبه فساء حفظه وخلط كثيرا وعمی فصار يلقن ورجحه ابو حاتم علی ابن لهيعة.

امام ابن حجر فرماتے ہیں سچا ہے جھوٹ نہیں بولتا۔ اس کی کتابیں ضائع ہو گئیں تھیں۔ حافظہ میں خرابی ہو گئی تھی۔ تلقین قبول کر لیا کرتے تھے اور امام ابو حاتم نے محمد بن جابر کو ابن لهیعۃ پر ترجیح دی ہے۔

(تقریب التہذیب 2 ص 61)

اب دیکھئے امام ابوحاتم نے محمد بن جابر کو ابن لھیعہ پر فوقیت دی ہے کہ ابن لھیعہ سے یہ جابر اچھا ہے۔ وہابیوں غیر مقلدوں کا امام حدیث احمد شاکر صاحب شرح ترمذی میں ابن لھیعۃ کو ثقہ قرار دیتے ہیں۔

احمد شاکر صاحب لکھتے ہیں۔

عبدالله بن لهيعة بن عقبة الخافقی ابو عبدالرحمن المصری القاضی الفقيه وهو ثقة صحيح الحديث وقد تكلم فيه كثيرون بغير حجة من جهة حفظه وقد تتبعنا كثيرا من حديثه وتفهمنا كلام العلماء

فیہ: فترجح لدنیا انه صحیح الحدیث۔

(جامع ترمذی تحقیق وشرح احمد شاکر 1 ص 16)

اس عبارت میں غیر مقلد احمد شاکر صاحب نے ایک مرتبہ ابن لھیعۃ کو ثقہ کہا اور دو مرتبہ صحیح الحدیث کہا۔ اور سطور بالا میں آپ نے ابن حجر کے حوالہ سے پڑھا کہ امام ابو حاتم نے محمد بن جابر کو ابن لھیعۃ پر فوقیت دی ہے تو محمد بن جابر زیادہ ثقہ ہوا اور بدرجہ اولیٰ اس کی حدیث صحیح حدیث ہے۔ فافھم وتدبر۔

حافظ ابن حجر نے کہا ابن ابی حاتم نے فرمایا کہ میرے باپ سے سوال کیا گیا محمد بن جابر اور ابن لھیعۃ کے متعلق تو میرے باپ نے کہا محلھما الصدق یعنی مقام دونوں کا صدق ہے یعنی دونوں ہی سچے ہیں لیکن ابن لھیعۃ کی نسبت مجھے محمد بن جابر زیادہ پیارا ہے۔ (تہذیب التہذیب 5 ص 59)

امام ابن حجر کہتے ہیں کہ امام ذھلی نے کہا۔

لاباس به. یعنی اس کی قبول حدیث میں کوئی حرج نہیں۔

دارقطنی نے کہا وہ اور اس کا بھائی قریب ہے کہ ضعیف ہوں کہا گیا دارقطنی کو کیا یہ متروک ہیں۔ تو دارقطنی نے کہا نہیں۔

بل یعتبر بھما. بلکہ یہ دونوں معتبر ہیں۔ (یعنی لائق احتجاج ہیں)

(تہذیب التہذیب 5 ص 60)

جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ اگرچہ بعض اماموں نے محمد بن جابر پر جرح کی ہے لیکن اسے صدوق، معتبر، لاباس به اور ثقہ کہنے والے بھی تو موجود ہیں پھر یہ حدیث تو بطور متابع کے پیش کی ہے۔ فن حدیث کے جاننے والوں پر مخفی نہیں کہ ایسا راوی بطور متابع لائق احتجاج ہے۔

(فافھم وتدبر ولا تکن من المتعصبین)

تو معلوم ہوا کہ محمد بن جابر ثقہ راوی ہے اور اس کی حدیث صحیح ہے۔

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گیارہویں سند:

گیارہویں سند طحاوی شریف سے:

امام طحاوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

حدثنا ابن ابی داؤد قال ثنا نعیم بن حماد قال ثنا وکیع عن سفیان عن عاصم بن کلیب عن عبدالرحمن بن الاسود عن علقمة عن عبدالله عن النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم انه کان یرفع یدیه فی اول تکبیرة ثم لایعود.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ بے شک نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رفع یدین پہلی بار کرتے تھے تکبیر افتتاح کے وقت پھر دوبارہ نہیں کرتے تھے۔

(طحاوی شریف 1 ص 162)

اس حدیث شریف کے پہلے راوی امام ابو جعفر طحاوی علیہ الرحمۃ ہیں۔

امام طحاوی کا تعارف:

امام ذھبی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ الطحاوی الامام الحافظ صاحب التصانیف البدیعة ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامه پھر امام ذھبی نے آپ کے اساتذہ وتلامذہ کی کثیر تعداد بیان کی ہے۔ پھر فرماتے ہیں کہ:

قال ابن یونس ولد سنة وثلاثین ومائتین وکان ثقة ثبتا فقیها عاقلا لم یخلف مثله.

امام ابن یونس نے کہا کہ طحاوی ثقہ ثبت فقیہ عاقل ہے۔ اپنے بعد اپنی مثل نہیں چھوڑا۔

(تذکرۃ الحفاظ للذھبی الامام 3 ص 21)

غیر مقلد وہابیوں کے ممدوح اور مشہور مورخ مفسر علامہ ابن کثیر نے اپنی شہرہ آفاق کتاب البدایہ والنھایہ میں امام طحاوی کا ترجمہ خوب نقل کیا ہے لکھتے ہیں۔

امام طحاوی مفید تصنیفات اور قیمتی فوائد کے مالک ہیں یہ حدیث کی روایت میں ثقہ ثبت اور بڑے حفاظ حدیث میں سے ایک ہیں۔

(البدایہ والنھایہ مترجم 11 ص 421)

قارئین کرام! اس حدیث کے پہلے راوی امام طحاوی ہیں جو جلیل القدر امام اور عظیم محدث ہیں۔ امام جرح وتعدیل ذھبی نے انہیں ثقہ ثبت فقیہ کہا۔ اسی طرح علامہ ابن کثیر نے امام طحاوی کو حدیث کی روایت میں ثقہ کہا ہے۔

پس ثابت ہوا کہ امام طحاوی ثقہ ثبت اور حجت ہیں۔

ابن حجر عسقلانی نے کہا کہ ابوسعید بن یونس نے کہا کہ امام طحاوی ثقہ ثبت فقیہ عاقل ہیں۔ اپنے بعد اپنی مثل نہیں چھوڑا۔ امام مسلمۃ بن قاسم اندلسی نے فرمایا کہ طحاوی ثقہ جلیل القدر فقیہ البدن عالم ہیں۔

محمد بن اسحاق الندیم نے فہرست میں کہا کہ طحاوی اپنے زمانے کے امام یکتا ہیں۔ (لسان المیزان ص 276-277)

غیر مقلدین کا سب سے بڑا امام محمد بن عبدالوہاب نجدی نے الجامع الفرید میں لکھا ہے جو کہ اس کے آٹھ رسائل کا مجموعہ ہے جس کا ترجمہ عطاء اللہ ثاقب نے کیا ہے اس میں امام طحاوی کو یوں خراج عقیدت پیش کیا ہے۔

آپ بہت بڑے امام محدث فقیہ اور محافظ دین کہلائے۔ امام طحاوی ثقہ جید عالم فقیہ اور ایسے دانشمند انسان تھے کہ ان کی مثال نہیں ملتی۔ امام ذھبی تاریخ کبیر میں لکھتے ہیں امام طحاوی بہت بڑے فقیہ محدث حافظ معروف شخصیت ثقہ راوی جید عالم اور زیرک انسان تھے۔

حافظ ابن کثیر کے حوالہ سے ہے کہ طحاوی جید عالم اور بلند پایہ محدث تھے۔ (الجامع الفرید ص 104-105)

جو آپ پر طعن کرتے ہیں وہ متعصب ضدی جاہل ہیں یعنی غیر مقلدین خواہ مخواہ امام طحاوی پر طعن کرتے ہیں۔

اس سند کے دوسرے راوی ہیں امام ابن ابی داؤد، شیخ الطحاوی۔

ابن ابی داؤد: ابراہیم بن ابی داؤد۔

قال العلامه العینی فی نخب الافکار هو ابراهیم بن سلیمان بن داؤد ابو اسحق الاسدی المعروف بالبوس قال ابن عساکر کان ثقة من حفاظ الحدیث.

امام علامہ عینی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ ابن ابی داؤد کو امام ابن عساکر نے کہا ہے کہ آپ ثقہ ہیں اور حفاظ حدیث میں بہت بڑے حافظ ہیں۔ (شرح معانی الآثار مع رجال طحاوی 1 ص 10)

ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ امام طحاوی کا ترجمہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

سمع الکثیر ایضا من ابراهیم بن ابی داؤد و کان من الحفاظ المکثرین.

کہ طحاوی نے کثیر حدیثیں ابراہیم بن ابی داؤد سے سماعت کی ہیں اور وہ حفاظ حدیث میں سے ایک ہیں۔ (لسان المیزان 1 ص 275)

اس سند کے تیسرے راوی نعیم بن حماد ہیں۔

نعیم بن حماد:

نعیم بن حماد الخزاعی: احد الائمۃ الاعلام امام ذھبی کہتے ہیں: وثقہ احمد کہ امام احمد نے کہا کہ نعیم بن حماد ثقہ ہے۔

وروی ابراهیم بن الجنید من ابن معین ثقة.

ابراہیم بن جنید نے امام ابن معین سے بیان کیا ہے کہ آپ ثقہ ہیں۔

امام احمد عجلی نے کہا:

ثقة صدوق. یعنی ثقہ ہے سچا ہے۔ (میزان الاعتدال 4 ص 267-268)

اس سند کے باقی روات کی توثیق گذشتہ صفحات میں بیان ہو چکی ہے۔

پس ثابت ہوا کہ یہ روایت جو کہ سوائے افتتاح نماز کے رفع یدین کے عدم پر صریح ہے اور اپنے مدلول میں واضح ہے، یہ روایت اصول حدیث کے اعتبار سے صحیح حدیث ہے۔ باقی روات گذشتہ صفحات پر مذکورہ ہیں۔

اب اس حدیث کی بارہویں سند ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارہویں سند:

امام ابوجعفر طحاوی فرماتے ہیں۔

حدثنا محمد بن النعمان قال ثنا یحیی بن یحیی قال ثنا وکیع عن سفیان فذکر مثله باسناده.

(طحاوی شریف ص 162)

امام طحاوی فرماتے ہیں ہمیں حدیث سنائی محمد بن نعمان نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث سنائی یحییٰ بن یحییٰ نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث سنائی وکیع نے انہوں نے سفیان سے اوپر والی سند اور حدیث کی طرح حدیث بیان کی۔

(یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز کے شروع میں رفع یدین کرتے پھر رفع یدین نہ کرتے)

اس سند کے پہلے راوی امام جعفر طحاوی ہیں جن کی توثیق بیان ہو چکی

ہے۔ دوسرے راوی محمد بن نعمان ہیں ان کی توثیق ملاحظہ فرمائیں۔

محمد بن نعمان:

محمد بن نعمان بن بشیر المقدسی ثقة، من شیوخ ابی عوانة والطحاوی.

(تقریب التہذیب 2 ص 140)

حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ محمد بن نعمان یہ راوی ثقہ ہے اور امام ابوعوانہ اور امام طحاوی کا استاد ہے۔

اس سند کا تیسرا راوی یحییٰ بن یحییٰ

یحییٰ بن یحییٰ:

امام ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن احمد نے اپنے باپ سے روایت کی ہے۔ یحییٰ بن یحییٰ ثقہ ہے۔

امام اسحاق بن راہویہ فرماتے ہیں کہ یہ راوی عبدالرحمٰن بن مہدی سے بھی زیادہ ثقہ ہے۔

وهو امام لا هل الدنیا. کہ یہ دنیا کا امام ہے۔

کہ محمد بن اسلم طوسی نے کہا خواب میں مجھے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی تو میں نے عرض کیا (یارسول اللہ) صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حدیث کس سے لکھوں تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "یحییٰ بن یحییٰ سے حدیث لکھو"۔

عباس بن مصعب کہتے ہیں، آپ ثقہ ہیں۔

امام نسائی نے کہا آپ ثقہ ہیں ثبت ہیں، پھر کہا ثقہ مامون ہیں۔ ابن حبان نے آپ کو ثقات میں داخل کیا ہے۔ قتیبہ بن سعید نے کہا یحییٰ بن یحییٰ نیک

آدمی ہے اور ائمہ مسلمین میں سے ایک امام ہے۔

امام حاکم نے کہا کہ میں نے بوعلی نیشاپوری سے سنا فرماتے تھے۔

كنت في غم شديد فرأيت النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم في المنام كانه يقول لي. صرالى قبر يحيى بن يحيى واستغفر وسل تقضى حاجتك فاصبحت ففعلت ذلك فقضيت حاجتي.

(تہذیب التہذیب ص189-188)

ابوعلی نیشاپوری نے فرمایا کہ میں شدید غم میں مبتلا تھا کہ اس دوران خواب میں مجھے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یحییٰ بن یحییٰ کی قبر پر جا اور استغفار کر اور سوال کر تیری حاجت پوری ہو جائے گی۔ ابوعلی نیشاپوری فرماتے ہیں کہ جب میں نے صبح کی میں نے اسی طرح کیا۔ میری حاجت پوری ہوگئی۔

قارئین! آپ نے دیکھا کہ اس سند کے راوی کتنے ثقہ ثبت اور کس شان کے راوی ہیں۔ اس سے آگے حضرت وکیع ہیں۔

وکیع سے لے کر سند کے آخر تک گذشتہ صفحات میں ان کا ذکر ہو چکا ہے وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

تو اصول حدیث کے اعتبار سے یہ حدیث صحیح ترین حدیث ہے۔ اب اس حدیث کی تیرھویں سند ملاحظہ فرمائیں۔ المدونۃ الکبریٰ سے۔

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تیرھویں سند:

وكيع عن سفيان عن عاصم عن عبدالرحمن بن الاسود عن الاسود وعلقمه قالا قال عبدالله بن مسعود الا اصلى بكم صلاة رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم قال فصلى فلم يرفع يديه الا مرة.

(المدونۃ الکبریٰ 1 ص69)

حضرت علقمہ اور حضرت اسود دونوں نے فرمایا کہ فرمایا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کیا میں تمہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز پڑھ کر نہ دکھاؤں تو پھر آپ نے نماز پڑھی لیکن رفع یدین صرف ایک ہی بار کیا ہے۔

(یعنی ابتداء نماز کے وقت)

اس حدیث کے پہلے راوی خود امام عبدالرحمٰن بن قاسم ہیں جو کہ ابن القاسم کے نام سے مشہور ہیں۔ فقہ مالکی کے امام اجل امام کبیر اور ثقہ ہیں۔

امام ابن القاسم!

حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: عبدالرحمٰن بن قاسم بن خالد بن جنادہ العتقی۔

ابو عبدالله المصري الفقيه روى عن مالك الحديث والمسائل قال ابوزرعة. مصري ثقة رجل صالح. قال النسائي ثقة مامون احدالفقهاء قال الحاكم ثقة مامون وقال الخطيب ثقة. قال يحيى بن معين ثقة ثقة.

امام ابن القاسم مصری فقیہ ہیں۔ آپ نے امام مالک سے حدیث بھی روایت کی ہے اور مسائل بھی۔ امام ابوزرعہ نے کہا آپ ثقہ راوی ہیں صالح آدمی ہیں۔ امام نسائی امام حاکم امام خطیب امام یحییٰ بن معین وغیرہ نے کہا کہ آپ ثقہ مامون راوی ہیں۔

(ملخصاً تہذیب التہذیب 3 ص409)

اس سند کے باقی تمام روایات کا ترجمہ گذشتہ صفحات میں بیان ہو چکا ہے۔ مثلاً امام وکیع کا ص 48 امام سفیان کا ص 49 پر عاصم بن کلیب کا ص 50 پر، امام عبدالرحمٰن بن اسود کا ص 52 پر۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ص 54 پر۔ اس سند کے تمام راوی اپنے اپنے وقت کے امام فقیہ ثبت ہیں۔ اصول حدیث کے اعتبار سے یہ حدیث مبارک بھی صحیح حدیث ہے۔ جبکہ امام ابن القاسم جیسے فقیہ مجتہد امام نے اس حدیث کو بطور دلیل پیش کیا ہے کہ نماز میں سوائے تکبیر افتتاح کے رفع یدین نہیں ہے اور مجتہد جب کسی حدیث سے استدلال کرے تو وہ حدیث اس کے نزدیک صحیح ہوتی ہے۔ تو یہ حدیث امام ابن القاسم کے نزدیک بھی صحیح حدیث ہے اور آپ کی کتاب مدونۃ الکبریٰ مالکی مذہب میں بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔

کاتب چلپی حاجی خلیفہ کشف الظنون میں فرماتے ہیں۔

هی من اجل الکتب من مذهب مالک. (2 ص 1655)

یعنی المدونۃ الکبریٰ مالکی مذہب کی سب سے بڑی کتاب ہے۔

فافهم و تدبر

اب اس حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چودھویں سند۔ محلی ابن حزم سے۔

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چودھویں سند:

حدثناه حمام ثنا عبدالله بن محمد الباجی ثنا محمد بن عبدالمالک بن ایمن ثنا محمد بن اسماعیل الصائغ ثنا زهیر بن حرب ثنا وکیع عن سفیان الثوری عن عاصم بن کلیب عن عبدالرحمن بن الاسود عن علقمة عن ابن مسعود قال الا اریکم صلاة رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فرفع یدیه فی اول تکبیرة ثم لم یعد.

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کیا میں تمہیں نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز نہ دکھاؤں

پھر آپ نے نماز پڑھی لیکن رفع یدین صرف نماز کی پہلی تکبیر میں کیا ہے پھر دوبارہ رفع یدین نہیں کیا۔

اس حدیث کو ابن حزم نے کہا صحیح حدیث ہے۔ (محلی ابن حزم 3 ص 4)

اس حدیث کے پہلے راوی علامہ ابن حزم ظاہری ہیں جو کہ غیر مقلدین کے نزدیک امام حدیث ہیں۔

ابن حزم:

علامہ ذھبی فرماتے ہیں۔ ابن حزم، امام علامہ حافظ مجتہد ہے اور تقریباً پانچ صفحات پر مشتمل آپ کا ترجمہ کیا ہے اور آپ کے ثقہ ہونے کو بیان کیا ہے۔ (دیکھئے تذکرۃ الحفاظ 3 ص 227)

پھر یہ کہ اس سند کے حضرت وکیع سے لے کر آخر تک راوی گذشتہ صفحات پر مذکور ہو چکے ہیں وہاں دیکھئے۔

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پندرھویں سند:

علامہ ابن حزم فرماتے ہیں۔

حدثنا حمام ثنا عباس بن اصبغ

ترجمہ: گذشتہ حدیث والا۔

ثنا محمد بن عبدالملک بن
ایمن ثنا محمد بن اسماعیل
الصائغ نازهیر بن حرب ابو
خثیمة ثنا و کیع عن سفیان
الثوری عن عاصم بن کلیب عن
عبدالرحمن بن الاسود عن
علقمة عن عبدالله ابن مسعود
رضی الله عنه الا اریکم صلاة
رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه
وسلم فرفع یدیه فی اول تکبیرة
ثم لم یعد.

(محلی ابن حزم 2 ص 265)

اصل سند وکیع سے آخر تک ہے جو کئی بار بیان ہو چکی ہے۔ پس یہ حدیث صحیح حدیث ہے۔

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سولہویں سند:

حافظ ابن عبدالبر علیہ الرحمۃ التمهید لما فی الموطا من المعانی والاسانید میں فرماتے ہیں۔

حدثنا عبدالوارث بن سفیان قال حدثنا قاسم بن اصبغ قال حدثنا عبدالله بن احمد بن حنبل قال حدثنی ابی قال حدثنا وکیع عن

ترجمہ: حدیث سابق والا ہے اور اس حدیث کے عبداللہ بن احمد سے لے کر آخر تک روایت گزشتہ صفحات میں بیان ہو چکے ہیں۔ وہیں ملاحظہ فرمائیں

عاصم بن کلیب عن
عبدالرحمن بن الاسود عن
علقمة قال قال ابن مسعود: الا
اصلی بکم صلاة رسول الله
صلی الله تعالیٰ علیه وسلم قال
فصلی فلم یرفع یدیه الا امرة.

(التمہید از ابن عبدالبر 9 ص 215)

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سترھویں سند:

امام عقیلی ضعفاء کبیر میں کہتے ہیں۔

ماجد ثناه علی بن عبدالعزیز و محمد بن اسماعیل و محمد بن جعفر بن محمد قالو احدثنا اسحاق ابن ابراهیم، حدثنا محمد بن جابر السحیمی، عن حماد عن ابراهیم عن علقمة عن عبدالله قال صلیت مع النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم وابی بکر و عمر رضی الله عنهما فلم یرفعوا ایدیهم الا عند الاستفتاح

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر (صدیق) حضرت عمر (فاروق) رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پیچھے نماز پڑھی کسی نے بھی رفع یدین نہیں کیا سوائے تکبیر افتتاح کے۔

(کتاب الضعفآء کبیر عقیلی 4 ص 42)

اس حدیث میں صرف محمد بن جابر پر اعتراض ہے جس کی توثیق ہم

گذشتہ صفحات میں بیان کر چکے ہیں مثلاً ص 85 تا 88 تک۔

اب حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اٹھارہویں سند ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اٹھارہویں سند:

امام ذھبی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

اسحاق بن ابی اسرائیل حدثنا محمد بن جابر عن حماد عن ابراهيم عن علقمة عن عبدالله قال صليت خلف رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم وابى بكر و عمر فكانوا يرفعون ايديهم اول الصلاة ثم لا يعودون (میزان الاعتدال 3 ص 496)

ترجمہ: سابق حدیث والا ہے۔

اس سند میں بھی محمد بن جابر پہ اعتراض ہے جو کہ گذشتہ صفحات میں مذکور ہے۔

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی انیسویں سند:

امام مجتہد فقیہ رئیس المحدثین امام محمد بن حسن شیبانی فرماتے ہیں:

اخبرنا سفيان الثورى قال حدثنا حصين عن ابراهيم عن عبدالله ابن مسعود انه كان يرفع يديه اذا افتتح الصلاة:

حضرت امام ابراہیم نخعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ صرف نماز کی ابتداء میں ہی رفع یدین کرتے تھے۔

(کتاب الحجۃ علی اھل المدینہ 1 ص 97)

اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ثبت ہیں۔ حضرت سفیان ثوری کا ترجمہ

ص 49 پر ہے۔ حضرت ابراہیم نخعی علیہ الرحمۃ کا ترجمہ ص 81 پر ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے فضائل ص 54 پر ہیں۔

امام محمد بن حسن شیبانی علیہ الرحمۃ کے متعلق ابن کثیر نے لکھا ہے کہ امام شافعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا میں جب آپ سے قرآن پڑھتے سنتا ہوں تو یوں معلوم ہوتا ہے قرآن آپ کی زبان میں نازل ہو رہا ہے۔

نیز آپ نے فرمایا کہ میں نے آپ سے بڑا عقلمند نہیں دیکھا آپ دل و نگاہ کو بھر دیتے تھے۔

امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ سے دریافت کیا گیا۔ یہ باریک مسائل آپ نے کہاں سے حاصل کئے ہیں آپ نے فرمایا حضرت محمد بن حسن رحمۃ اللہ علیہ کی کتب سے۔ (البدایہ والنہایہ مترجم مطبوعہ نفیس اکیڈمی 10 ص 693)

امام جرح و تعدیل ذھبی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

الامام محمد بن حسن الشيبانى.

جن محدثین سے آپ نے حدیث روایت کی ہے مسعر بن کرام، مالک بن مغول، عمر بن ذر الھمدانی، سفیان الثوری، اوزاعی، مالک بن انس، آپ نے امام مالک کو ایک مدت تک ملازم پکڑے رکھا۔ امام ابو یوسف علیہ الرحمۃ کے بعد عراق میں فقہ کی انتہا آپ پر ہی ہوتی ہے اور بہت سے ائمہ نے آپ سے فقہ کی تعلیم لی ہے اور آپ نے کئی کتابیں تصنیف کی ہیں اور آپ ذکی عالم ہیں اور وہ ائمہ جنہوں نے آپ سے روایت کی ہے (یعنی آپ کے شاگرد ہیں)۔ حضرت امام شافعی، ابو عبید القاسم بن سلام ہشام بن عبید اللہ رازی، علی بن مسلم طوسی، عمرو بن ابی عمرو، امام یحییٰ بن معین، محمد بن سماعۃ، یحییٰ بن صالح لوحاظی اور کئی لوگ، احمد بن عطیہ نے کہا میں نے ابو عبید سے سنا کہتے تھے کہ میں نے آپ سے زیادہ

فصیح کسی کو نہیں دیکھا، ربیع نے کہا میں نے امام شافعی سے سنا آپ نے فرمایا میں نے امام محمد بن حسن سے ایک اونٹ کا بوجھ علم حاصل کیا ہے، یحییٰ بن معین نے کہا میں نے آپ سے آپ کی کتاب جامع صغیر لکھی ہے۔ امام شافعی نے فرمایا کہ امام محمد بن حسن نے فرمایا کہ میں امام مالک کے پاس تین سال تک ٹھہرا رہا اور میں نے سات سو سے زیادہ حدیثیں سنی ہیں۔ امام شافعی نے فرمایا کہ جب امام محمد علیہ الرحمۃ امام مالک علیہ الرحمۃ سے حدیث بیان کرتے تو شاگردوں سے گھر بھر جاتا تھا۔ ملخصاً بقدر الحاجۃ۔

مناقب الامام ابی حنیفه وصاحبیه
للذهبی علیه الرحمة ص 51 تا 55

غیر مقلدین کے ممدوح علامہ عبدالحیؒ لکھتے ہیں۔ امام احمد بن حنبل نے فرمایا جب تینوں کسی مسئلہ پر متفق ہو جائیں تو مخالف کی بات نہ سنی جائے پوچھا گیا وہ تینوں کون ہیں فرمایا ابو حنیفہ، ابو یوسف، محمد بن حسن شیبانی (علیہم الرحمۃ)

كان من بحور العلم الفقه قويا في مالك.	آپ علم وفقہ کا سمندر ہیں اور امام مالک سے روایت حدیث میں قوی ہیں

عبداللہ بن علی المدینی نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ علی مدینی نے کہا آپ صدوق ہیں یعنی سچے ہیں۔ محمویہ نے کہا ہم آپ کو ابدال سمجھتے تھے، ابراہیم حربی نے کہا کہ میں نے امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ سے پوچھا یہ دقیق مسائل آپ نے کہاں سے سیکھے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا محمد بن حسن کی کتابوں سے۔ ملخصاً بقدر الحاجۃ، مقدمہ التعلیق الممجد شرح موطا امام محمد ص 29-30۔

حضرت حصینؒ کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔

حصین:

حصین بن عبدالرحمٰن ابو الھذیل السلمی الکوفی۔

قال احمد: ثقة مامون من كبار الحديث قال احمد العجلي ثقة ثبت: قال ابن ابی حاتم: سالت ابازرعة عنه، فقال ثقة قلت حجة؟ قال: ای والله قال ابو حاتم ثقة. امام ذھبی کہتے ہیں: فهو من الثقات.	امام احمد نے فرمایا یہ راوی ثقہ مامون ہے کبار محدثین میں سے ہے۔ امام احمد العجلی نے کہا یہ راوی ثقہ ثبت ہے امام ابن ابی حاتم نے کہا کہ میں نے ابوزرعۃ سے اس راوی کے متعلق پوچھا تو آپ نے کہا یہ راوی ثقہ ہے میں نے کہا کیا یہ حجت بھی ہے تو انہوں نے کہا ہاں اللہ کی قسم یہ حجت ہے۔ امام ابو حاتم نے کہا یہ راوی ثقہ ہے۔ امام ذھبی نے کہا یہ راوی ثقات میں ہے۔

(میزان الاعتدال 1 ص 552-551)

تو اس سند کے تمام روایت ثقہ ثبت ہیں تو یہ حدیث موقوف صحیح حدیث ہے۔

اعتراض: اس سند میں انقطاع ہے:

کیونکہ ابراہیم نخعی علیہ الرحمۃ کا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سماع ثابت نہیں نہ ہی ملاقات ثابت ہے۔

اس اعتراض کا جواب:

قال له الاعمش اذا حدثتني فاسند فقال اذا قلت لک قال	امام اعمش نے حضرت ابراہیم نخعی سے عرض کیا کہ جب آپ مجھے حدیث

عبداللہ فلم اقل ذلک حتی حدثنیہ جماعة عن عبداللہ واذا قلت حدثنی فلان عن عبداللہ فھو الذی حدثنی.

(طحاوی شریف 1 ص 164)

بیان کریں تو اس کی سند بیان کیا کریں تو حضرت ابراہیم نخعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ جب میں تجھے کہوں کہ حضرت عبداللہ نے فرمایا یعنی (ابن مسعود رضی اللہ عنہ) نے تو یہ میں اس وقت کہتا ہوں کہ جب حضرت عبداللہ سے مجھے محدثین کی پوری ایک جماعت بیان کرتی ہے۔ تو جب میں کہوں کہ حضرت عبداللہ سے فلاں نے بیان کیا تو وہی ایک شخص ہوتا ہے۔

اسی طرح امام بیہقی علیہ الرحمۃ نے بھی اعتراف کیا ہے۔

امام بیہقی اپنی سند سے حضرت یحیٰی بن معین علیہ الرحمۃ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔

مرسلات ابراهیم صحیحة.

یعنی مرسلات ابراہیم نخعی علیہ الرحمۃ صحیح ہیں۔ (سنن کبریٰ بیہقی 1 ص 148)

اسی طرح بالفاظ متقاربہ امام ترمذی علیہ الرحمہ نے بھی امام اعمش سے روایت کی ہے۔ (دیکھئے، کتاب العلل ترمذی 2 ص 237)

تو اس ساری گفتگو سے معلوم ہوا کہ حضرت ابراہیم نخعی علیہ الرحمۃ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہی حدیث روایت کرتے ہیں جو ان کے نزدیک ثابت اور صحیح ہو۔ پس ثابت ہوا کہ یہ حدیث بھی صحیح ہے اور اپنے مدلول

میں صریح ہے کہ نماز میں رفع یدین نہیں ہے سوائے پہلی تکبیر کے۔

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیسویں سند:

مصنف ابن ابی شیبہ سے:

حدثنا وکیع عن مسعر عن ابی معشر عن ابراهیم عن عبداللہ انہ کان یرفع یدیہ فی اول ما یستفتح ثم لا یرفعھما.

حضرت ابراہیم نخعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ، جب نماز شروع کرتے تو رفع یدین کرتے تھے پھر دوبارہ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

(ابن ابی شیبہ 1 ص 236)

اس حدیث کے بھی تمام راوی ثقہ ہیں۔ حضرت وکیع کا ترجمہ ص 48 پر ہے۔ حضرت ابراہیم نخعی علیہ الرحمۃ کا ترجمہ ص 81 پر ملاحظہ کریں۔ باقی دو راویوں کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔

مسعر:

مسعر بن حبیب الجرمی ابو الحارث بصری ثقہ ہے۔

(تقریب التہذیب 2 ص 176)

ابو معشر:

زیاد بن کلیب الحنظلی ابو معشر الکوفی ثقہ ہے۔

(تقریب التہذیب 1 ص 323)

تو اس سند کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ تو یہ حدیث بھی صحیح ہے اور قابل احتجاج ہے۔ اس سند کے پہلے راوی امام ابن ابی شیبہ ہیں جو ثقہ ثبت ہیں اور

حجت ہیں ان کا ترجمہ گذشتہ صفحات میں مذکور ہو چکا ہے وہاں ہی ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اکیسویں سند:

حدثنا اسحاق عن حصین عن عبدالرزاق عن حصین عن ابراهیم ان ابن مسعود کان یرفع یدیه فی اول شئی ثم لا یرفع بعد

حضرت ابراہیم نخعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نماز کی ابتداء میں رفع یدین کرتے پھر دوبارہ رفع یدین نہ کرتے

(المعجم الکبیر للطبرانی جزء التاسع ص 261)

اس حدیث کے پہلے راوی امام طبرانی ہیں جو انتہائی درجہ کے ثقہ اور حدیث کے جلیل القدر امام ہیں۔

امام ذھبی تذکرۃ الحفاظ میں فرماتے ہیں کہ طبرانی حافظ امام علامہ حجت بقیۃ الحافظ ہیں۔ اس کے بعد امام ذھبی نے آپ کا طویل ترجمہ بیان کیا ہے۔

(تذکرۃ الحفاظ جزء 3 ص 85)

اس کے دوسرے راوی امام اسحاق بن ابراہیم ہیں۔

اسحاق بن ابراهیم الدبری صاحب عبدالرزاق بقدر الحاجة. وقد احتج بالدبری ابو عوانة فی صحیحه وغیره واکثر عنه الطبرانی. وقال الدار قطنی فی روایة الحاکم صدوق.

(میزان الاعتدال 1 ص 181)

یعنی اسحاق بن ابراہیم امام عبدالرزاق کے شاگرد ہیں اور امام ابوعوانہ نے اپنی صحیح میں ان سے احتجاج کیا ہے اور امام طبرانی نے آپ سے اکثر حدیثیں بیان کی ہیں اور امام دارقطنی نے امام حاکم کی روایت میں کہا ہے کہ یہ صدوق ہے یعنی سچا راوی ہے۔

اس حدیث کے تیسرے راوی امام عبدالرزاق ہیں۔ امام ذھبی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

عبدالرزاق بن ھمام:

بن نافع الحافظ الکبیر ابو بکر الحمیری مولاھم الصغانی صاحب التصانیف:

آپ نے عبید اللہ بن عمر ابن جریج، ثور بن یزید، معمر اوزاعی، ثوری اور خلق کثیر سے آپ نے روایات بیان کی ہیں اور آپ سے جنہوں نے روایات بیان کی وہ یہ ہیں۔ (یعنی آپ کے شاگرد حضرات) حضرت امام احمد بن حنبل، امام اسحاق، امام ابن معین امام ذھلی، امام احمد بن صالح، امام رمادی، امام اسحاق بن ابراہیم الدبری اور کئی حضرات ہیں۔ بقدر الحاجۃ۔ امام ذھبی کہتے ہیں کہ:

قلت وثقه غیر واحد وحدیثه مخرج فی الصحاح.

میں کہتا ہوں (یعنی ذھبی) کہ امام عبدالرزاق کو کثیر لوگوں نے ثقہ کہا ہے اور بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابوداؤد کے راوی ہیں۔

(تذکرۃ الحفاظ جزء اول ص 266-267)

بقدر الحاجة ملخصاً

اس حدیث کے چوتھے راوی حصین بن عبدالرحمٰن ہیں جن کا ترجمہ ص 104 پر ملاحظہ فرمائیں۔ پانچویں راوی حضرت ابراہیم نخعی علیہ الرحمۃ ہیں جن کا ترجمہ ص 81 پر ملاحظہ فرمائیں۔

تو اس سند کے بھی تمام راوی ثقہ صحیح ہیں۔

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بائیسویں سند:

حدثنا محمد بن عبداللہ

ترجمہ سابق حدیث والا ہے۔

الحضرمی ثنا احمد بن یونس ثنا
ابو الاحوص عن حصین عن
ابراھیم قال: کان عبداللہ لا
یرفع یدیہ فی شئی من الصلاۃ (المعجم الکبیر طبرانی ص 261 جزء التاسع)
الافی التکبیرۃ الاولی۔

اس سند کے پہلے راوی محمد بن عبداللہ الحضرمی ہیں۔ جن کے متعلق امام ذھبی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

الحافظ مطین محدث الکوفۃ الخ بقدر الحاجۃ آخر میں امام ذھبی فرماتے ہیں۔

قلت مطین: وثقہ الناس. کئی لوگوں نے آپ کو ثقہ کہا ہے۔

(میزان الاعتدال 3 ص 107)

اس سند کے دوسرے راوی:

احمد بن یونس: ہیں جن کا پورا نام یہ ہے۔

احمد بن عبداللہ بن یونس بن عبداللہ بن قیس التمیمی الیربوعی الکوفی وقد ینسب الی جدہ۔

امام احمد بن حنبل نے آپ کو شیخ الاسلام کہا۔
امام ابوحاتم نے کہا آپ ثقہ متقن ہیں۔
امام نسائی نے کہا آپ ثقہ ہیں۔
امام ابن سعد نے کہا آپ ثقہ صدوق ہیں۔ صاحب سنت و جماعت ہیں۔
امام عجلی نے کہا آپ ثقہ صاحب سنت ہیں۔ (ملخصاً بقدر الحاجۃ)

اور امام احمد بن یونس صحیح بخاری شریف کے راوی ہیں۔

(تہذیب التہذیب 1 ص 35)

اس سند کے تیسرے راوی جناب ابو الاحوص ہیں۔ ان کا پورا نام اس طرح ہے۔

محمد بن الھیثم بن حماد بن واقد الثقفی الخ المعروف بابی الاحوص الخ

حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں۔

ابن عقدہ نے ابن خراش سے روایت کیا ہے آپ ثقہ ثبت ہیں دارقطنی نے کہا آپ حفاظ حدیث میں سے ایک امام ہیں اور آپ نے یہ بھی کہا کہ آپ ثقہ مامون حافظ ہیں۔ خطیب نے کہا کہ اہل فضل ہیں۔ امام ابن حبان نے آپ کو ثقات میں داخل کیا ہے اور کہا ہے آپ مستقیم الحدیث ہیں۔ امام مسلمہ بن قاسم نے کہا کہ آپ ثقہ ہیں۔ بقدر الحاجۃ ملخصاً۔

(تہذیب التہذیب 5 ص 318-319)

اس سند کے چوتھے راوی جناب حصین بن عبدالرحمٰن ہیں ان کا ترجمہ ص 106 پر ملاحظہ فرمائیں۔ پانچویں راوی حضرت ابراہیم نخعی علیہ الرحمۃ ہیں۔ ان کا ترجمہ بھی ہو چکا ص 81 پر دیکھیں۔ اس سند کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تیسویں سند:

حدثنا علی بن عبدالعزیز ثنا ترجمہ سابق حدیث والا ہے۔
حجاج بن المنہال ثنا حماد بن
سلمۃ عن حماد عن ابراھیم عن
عبداللہ بن مسعود انہ کان اذا

دخل فی الصلاۃ رفع یدیہ ثم لا یرفع بعد ذلک۔ (المعجم الکبیر طبرانی جز التاسع ص 261)

اس سند کے پہلے راوی علی بن عبدالعزیز ہیں۔

علی بن عبدالعزیز:

حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔آپ نے حسین بن معلم، ابی یحیٰ عبادۃ بن مسلم الفزاری وعبدالرحمٰن بن حمید الرواسی وکثیر بن قنبر و مساور بن یحیٰ التیمی وابی صالح المکی وغیرہم سے آپ نے روایات کی ہیں اور آپ سے مروان بن معاویہ واسماعیل بن ابان الوراق ونصر بن مزاحم المنقری وغیرھم نے روایات کی ہیں۔ملخصاً بقدر الحاجۃ۔

حجاج بن منہال۔الانماطی ابومحمد السلمی:

بقدر الحاجۃ۔

امام احمد نے کہا حجاج بن منہال ثقہ ہیں۔ماری بہ باسا۔آپ کی حدیث میں کوئی حرج نہیں۔

امام ابوحاتم نے کہا آپ ثقہ فاضل ہیں۔امام عجلی کہتے ہیں۔آپ ثقہ آدمی صالح ہیں۔امام نسائی نے کہا کہ آپ ثقہ ہیں۔ابن سعد نے کہا کہ آپ ثقہ کثیر الحدیث ہیں۔ان قانع نے کہا کہ آپ ثقہ مامون ہیں۔امام فلاس نے کہا کہ میں نے آپ کی مثل نہیں دیکھا۔امام ابن حبان نے آپ کو ثقات میں داخل کیا ہے۔ملخصاً بقدر الحاجۃ۔ (تہذیب التہذیب 1 ص 447)

اس سند کے تیسرے راوی حماد بن سلمۃ ہیں۔

حماد بن سلمۃ:

بن دینار البصری ابوسلمۃ۔

ثقۃ عابد، اثبت الناس فی ثابت۔

کہ حماد بن سلمۃ ثقہ عابد بلکہ اثبت الناس ہیں۔ثابت میں۔

(تقریب التہذیب 1 ص 238)

اس سند کے چوتھے راوی حماد بن ابی سلیمان ہیں جن کا ترجمہ ص 80 پر دیکھیں۔اس سند کے پانچویں راوی حضرت ابراہیم نخعی علیہ الرحمۃ ہیں جن کا ترجمہ سابقہ اوراق میں گزر چکا ہے۔مثلاً ص 81 پر دیکھیں تو اس سند کے بھی تمام راوی ثقہ صحیح ہیں۔

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چوبیسویں سند:

حدثنا اسحاق بن ابی اسرائیل حدثنا محمد بن جابر عن حماد عن ابراهیم عن علقمة عن عبدالله قال صلیت مع رسول الله (صلی الله تعالیٰ علیه وسلم) وابی بکرؓ وعمرؓ (رضی الله عنهما) فلم یرفعوا ایدیهم الا عند افتتاح الصلاة وقد قال محمد فلم یرفعوا ایدیهم بعد التکبیرة الاولی۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر (فاروق اعظم) رضی اللہ عنہما کے ساتھ نماز پڑھی کسی نے بھی سوائے پہلی بار کے پوری نماز میں رفع یدین نہیں کیا۔

(مسند ابویعلیٰ موصلی 5 ص 36)

اس سند کے پہلے راوی صاحب مسند ہیں جو کہ جلیل القدر امام ہیں ان کا پورا نام اس طرح ہے۔

ابو یعلی احمد بن علی بن مثنی بن یحییٰ بن بلال تمیمی موصلی:

ابو یعلی جزیرہ کے محدثین میں سے تھے۔ علی بن جعد اور یحییٰ بن معین اور دیگر محدثین کے شاگرد ہیں۔

ابن حبان، ابو حاتم اور ابوبکر اسماعیلی ان کے شاگرد ہیں مخلوق کو ان کے صدق، دیانت اور حلم وتقویٰ اور دیگر صفاتِ محمودہ پر بڑا اعتقاد تھا۔ جس روز ان کا انتقال ہوا موصل کے تمام بازار بند ہو گئے تھے اور تمام لوگ گریاں اور سوزاں ان کے جنازہ کے ساتھ ساتھ تھے۔ اپنی تصنیف و ترویج علم میں نیت صالحہ رکھتے تھے۔ محض حسبۃً للہ علم حدیث کے تعلم میں مشغول رہتے تھے۔ امام ابن حبان نے آپ کو ثقات میں داخل کیا ہے۔

(ملخصاً از بستان المحدثین۔ مؤلف شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ ص 60)

اس سند کے دوسرے راوی اسحاق بن ابی اسرائیل ہیں۔

اسحاق بن ابی اسرائیل:

امام ذہبی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ اسحاق بن ابی اسرائیل الامام الحافظ الکبیر محدث بغداد ابو یعقوب بن ابراہیم المروزی۔ آپ نے شریک وحماد بن زید و جعفر بن سلیمان و کثیر بن عبداللہ الایلی اور کئی لوگوں سے روایت کی ہے اور آپ سے امام بخاری علیہ الرحمۃ نے ادب المفرد میں اور ابو العباس السراج و ابو یعلی الموصلی اور بہت سے لوگوں نے اس سے روایات بیان کی ہیں۔

عبدوس بن عبداللہ النیشاپوری نے کہا کہ اسحاق بن ابی اسرائیل بہت بڑا حافظ ہے اور حفظ وورع میں اس کی مثل نہیں ہے۔ ابو القاسم البغوی نے کہا کہ ثقہ

ہے مامون ہے۔ صالح جزرۃ نے کہا صدوق ہے یعنی سچا ہے۔

(ملخصاً از تذکرہ الحفاظ 2 ص 54)

اس سند کا تیسرا راوی محمد بن جابر ہے اس کا ترجمہ بالتفصیل ص 85 تک ملاحظہ کریں۔ اس سند کا چوتھا راوی حماد بن ابی سلیمان ہیں ان کا ترجمہ ص 80 پر دیکھیں۔ اس سند کا پانچواں راوی امام ابراہیم نخعی علیہ الرحمۃ ہیں ان کا ترجمہ ص 81 پر ملاحظہ کریں۔ اس سند کا چھٹا راوی حضرت علقمہ ہیں ان کا ترجمہ ص 53 پر دیکھیں۔

الغرض اگر غیر مقلدین دیانت و امانت کے ساتھ اس کو دیکھیں تو ضرور اس کو صحیح کہیں گے۔ مگر اذا فاتک الحیاء فافعل مشئت۔

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پچیسویں سند:

حدثنا زهير، حدثنا وكيع، حدثنا سفيان عن عاصم بن كليب، عن عبدالرحمن بن الاسود عن علقمة، قال قال ابن مسعود الا اصلى بكم صلاة رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم؟ قال فصلى بهم فلم يرفع يده الامرة.

حضرت علقمہ نے فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کیا میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز نہ پڑھ کے دکھاؤں پھر آپ نے نماز پڑھی مگر رفع یدین صرف پہلی بار کیا پھر دوبارہ نہیں کیا۔ (مسند ابویعلی موصلی 5 ص 36-37)

اس سند کے پہلے راوی امام ابویعلی موصلی ہیں جن کا ترجمہ سابقہ حدیث میں گزر چکا ہے۔ دوسرے راوی امام زہیر ہیں جو کہ زبردست ثقہ ہیں۔

زہیر بن حرب بن شداد الحرشی ابوخیثمہ:

امام ابن معین نے آپ کو ثقہ کہا۔ امام ابوحاتم نے کہا صدوق یعنی سچا ہے جھوٹ نہیں بولتا۔ یعقوب بن شیبہ نے کہا اثبت ہے۔ امام نسائی نے کہا آپ ثقہ مامون ہیں۔ حسین بن فہم نے کہا آپ ثقہ ثبت ہیں۔ ابوبکر خطیب نے کہا آپ ثقہ ہیں ثبت ہیں۔ حافظ متقن ہیں۔ ابوقانع نے آپ کو ثقہ ثبت کہا۔ ابوحاتم نے کہا ثقہ ہے اور سچا ہے۔ ابن وضاح نے کہا ثقہ ہے۔

(تہذیب التہذیب 6 ص 202-203)

اس سند کے بقیہ روات گذشتہ سطور میں مذکور ہیں۔ مثلاً امام وکیع کا ترجمہ ص 48 پر ہے۔ امام سفیان کا ص 49 پر ہے۔ عاصم بن کلیب کا ص 50 پر ہے۔ عبدالرحمٰن بن اسود کا ص 52 پر دیکھیں۔ حضرت علقمہ کا ص 53 پر ہے۔

اس سند کے تمام روات ثقہ ہیں۔ ثبت ہیں تو یہ سند صحیح ہے۔

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چھبیسویں سند:

حدثنا ابو خيثمة حدثنا وكيع حدثنا سفيان عن عاصم بن كليب عن عبد الرحمن بن الاسود عن علقمة قال. قال ابن مسعود الا اصلى بكم صلاة رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ؟ فصلى بهم فلم يرفع يديه الامرة.

ترجمہ سابق حدیث والا ہی ہے۔

(مسند ابویعلی موصلی 5 ص 138)

اس سند کے تمام راوی پچھلی سند والے ہیں جن کی توثیق سابقہ سطور میں بیان ہو چکی ہے۔

اور ابوخیثمہ کا اصل نام زہیر بن حرب ہے جو کہ پچھلی سند کا پہلا راوی ہے۔

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ستائیسویں سند:

حدثنا اسحاق بن ابراهيم ثنا لوين ثنا اسحاق بن ابى اسرائيل ثنا محمد بن جابر عن حماد عن ابراهيم عن علقمة عن عبدالله. قال صليت مع رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم وابى بكر و عمر فلم يرفعوا ايديهم الا عند استفتاح الصلاة.

(کامل ابن عدی الجزء السادس ص 152)

اس سند کے تمام راوی گذشتہ صفحات میں مذکور ہیں۔ سوائے لوین کے۔

ان کا پورا نام:

محمد بن سلیمان لوین ہے:

محمد بن سليمان بن حبيب الاسدى ابو جعفر لقبه لوين بالتصغير : ثقة من العاشرة.

حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ محمد بن سلیمان لوین ثقہ راوی ہے۔ (تقریب التہذیب 2 ص 82)

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اٹھائیسویں سند:

حدثنا سليمان بن الربيع البرجمى

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ

حدثنا كادح بن رحمة حدثنا سفيان عن عاصم بن كليب عن عبدالرحمن بن الاسود عن علقمة عن عبدالله قال الاريكم صلاة رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فكبر ورفع يديه مرة واحدة.

تعالیٰ عنہ نے فرمایا کیا میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز نہ دکھاؤں پھر آپ نے تکبیر کہہ کر نماز شروع کی اور رفع یدین کیا۔ ایک ہی بار (یعنی دوبارہ رفع یدین نہیں کیا)،

(تاریخ بغداد جزء الحادی عشر ص 320)

اس سند کا پہلا راوی:

امام ابوبکر خطیب بغدادی:

ہے جو کہ حدیث اور جرح وتعدیل کا امام ہے۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

خطیب کی کنیت ابوبکر ہے نام ونسب یہ ہے احمد بن علی بن ثابت بن احمد۔ ان کے والد کو بھی علم حدیث سے مناسبت تھی۔ اس وجہ سے اس شریف فن کے طلب کرنے میں ان کو تحریض ورغبت دلاتے تھے۔ ابھی گیارہ سال کے تھے کہ طلب علم اور سماع شروع کیا۔ ابن ماکولا جو مشہور محدث ہیں ان ہی کے شاگرد ہیں آپ مغرب کے وقت سے بخاری شریف کا پڑھنا شروع کرتے تھے اور نماز فجر تک بس کرتے تھے۔ دو رات اسی طرح پر کیا تیسرے دن چاشت کے وقت سے مغرب تک اور مغرب کے وقت سے صبح تک بخاری کو پڑھ کر ختم کیا۔ ذھبی نے بیان کیا ہے کہ دماغ کی یہ قوت اور قرأت میں مہارت نادرات میں سے ہے۔ ان کی تصنیف کردہ کتابیں کچھ اوپر ساٹھ ہیں اور بہت ہی مفید تصانیف ہیں جو محدثین کے لئے سرمایہ معلومات کا کام دیتی ہیں۔ بادشاہ وقت کا یہ حکم ہو گیا تھا

کہ کوئی واعظ خطیب اور کوئی عالم کسی حدیث کو اس وقت تک نہ ذکر کریں جب تک کہ اس کو خطیب پر پیش کر کے اجازت نہ حاصل کر لیں۔

(ملخصاً از بستان المحدثین ص 117-118)

اس سند کے دوسرے راوی:

سلیمان بن الربیع البرجی ہیں:

تیسرے راوی کادح بن رحمۃ ہیں:

قال الازدي غير كذاب. قال الخطابي كان كادح رفيقي عند جرير الرازي ستين ليلة فلم اره وضع جنبه ليلا ولا نهاراً.

امام ازدی نے فرمایا کہ یہ جھوٹ نہیں بولتا۔ امام خطابی نے کہا یہ کادح (حضرت) جرید کے پاس ہمارا ساتھی تھا ساٹھ راتیں ہم نے کبھی بھی اس کو آرام کرتے نہیں دیکھا نہ دن کو، نہ رات کو۔

(بقدر الحاجہ، لسان المیزان 4 ص 480)

باقی رواۃ، سفیان سے حضرت علقمہ تک گذشتہ صفحات میں مذکور ہو چکے ہیں۔

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی انتیسویں سند:

اخبرني الحسن بن علي التميمي ومحمد بن عبد الملك القرشي قالا اخبرنا عمر بن عبدالله بن عمرو بن عثمان بن حماد بن حسان بن عبدالرحمن

اس کا ترجمہ بھی سابقہ سطور میں بیان ہو چکا ہے۔

ویعرف بابن ابی حسان الزیادی

حدثنا اسحاق ابن ابی اسرائیل (تاریخ بغداد جزء الحادی عشرص 224)

حدثنا محمد بن جابر حدثنا
حماد عن ابراهیم عن علقمة عن
عبدالله قال صلیت خلف النبی
صلی الله علیه وسلم وابی بکر و
عمر فلم یرفعوا ایدیهم الا عند
افتتاح الصلاة.

اس سند کے پہلے راوی ابوبکر خطیب بغدادی ہیں جن کا ترجمہ پیچھے بیان ہو چکا ص 123 پر۔ اس سند کے دوسرے راوی:

حسن بن علی تمیمی ہیں:

پورا نام اس طرح ہے۔

الحسن بن علی بن محمد ابو علی بن المذهب التمیمی البغدادی الواعظ روایة المسند عن القطیعی وروی عن ابن ماسی وابی سعید الحرفی وابن لؤلو الوراق، وعدة.

(ملخصاً: از میزان الاعتدال 1 ص 510)

اس اند کا تیسرا راوی:

عمر بن احمد الواعظ ہے:

ابوحفص بن شاہین محمد بن عمر الداودی نے کہا کہ ابن شاہین شیخ ثقہ ہے ابن ابی الفوارس نے کہا کہ آپ ثقہ مامون ہیں۔ امام ازھری نے کہا

کہ آپ ثقہ ہیں۔ (لسان المیزان 4 ص 284)

اس سند کا چوتھا راوی:

عمر بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان ہے:

جو کہ ابن ابی حسان کے نام سے معروف ہے۔ امام ابوبکر خطیب بغدادی نے ان کو ثقہ کہا ہے۔ (دیکھئے تاریخ بغداد جزء الحادی عشرص 224)

اس سند کے باقی تمام رواۃ امام اسحاق بن ابی اسرائیل سے لے کر حضرت علقمہ تک سابقہ اوراق میں بیان ہو چکے۔ وہیں ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تیسویں سند:

حدثنا ابو عثمان سعید بن محمد بن احمد الحناط وعبد الوهاب بن عیسی بن ابی حیة قالا نا اسحاق بن ابی اسرائیل نا محمد بن جابر، عن حماد عن ابراهیم عن علقمة عن عبدالله قال. صلیت مع النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ومع ابی بکر ومع عمر رضی الله عنهما فلم یرفعوا ایدیهم الا عند التکبیرة الاولی فی افتتاح الصلاة قال اسحاق به ناخذ فی الصلاة کلها

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پیچھے نماز پڑھی کسی نے بھی رفع یدین سوائے نماز کی ابتدا کے نہیں کیا۔ امام اسحاق فرماتے ہیں ہم اسی حدیث سے دلیل لیتے ہیں۔

(دار قطنی 1 ص 399-400)

امام دارقطنی نے اس حدیث پر صرف یہ اعتراض کیا ہے کہ اس کی سند میں محمد بن جابر ضعیف راوی ہے۔ جبکہ محمد بن جابر کو ثقہ صدوق کہنے والے بھی محدثین موجود ہیں۔ محمد بن جابر کا ترجمہ اور توثیق ص 85 تک ملاحظہ کریں۔

اس سند کے باقی تمام رواۃ پر دارقطنی نے کوئی کلام نہیں کیا۔

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اکتیسویں سند:

عبدالرزاق عن الثوری عن حصین عن ابراهیم عن ابن مسعود کان یرفع یدیه فی اول شئی ثم لا یرفع بعد.

حضرت ابراہیم نخعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلی بار رفع یدین کرتے پھر اس کے بعد نہ کرتے۔

(مصنف عبدالرزاق 2 ص 71)

اس سند کے تمام راوی ثقہ ثبت ہیں اور یہ سند صحیح ہے۔ امام عبدالرزاق کا ترجمہ ص 128 پر دیکھیں۔ امام ثوری کا ترجمہ ص 49 پر۔ حصین بن عبدالرحمٰن کا ترجمہ ص 106 پر امام ابراہیم نخعی علیہ الرحمۃ کا ترجمہ ص 81 پر دیکھیں اور اس سند پر جو انقطاع کا اعتراض ہے وہ ص 107 پر مذکور ہے۔ وہیں پر ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بتیسویں سند:

عبدالرزاق عن ابن عیینة عن حصین عن ابراهیم عن ابن مسعود مثله.

(مصنف عبدالرزاق 2 ص 71)

اس سند کے تمام راوی گذشتہ صفحات میں مذکور ہو چکے سوائے ابن عیینہ کے اور وہ امام المحدثین عظیم الشان جلیل القدر امام ہیں۔ ان کا پورا نام اس طرح ہے۔

سفیان بن عیینہ بن ابی عمران میمون الھلالی ابو محمد الکوفی ثم المکی:

حافظ ابن حجر عسقلانی کہتے ہیں۔

ثقة حافظ فقیه امام حجة ہیں۔ (تقریب التہذیب ملخصاً 1 ص 371)

امام ذھبی میزان میں کہتے ہیں:

سفیان بن عیینه الهلالی احد الثقات الاعلام اجمعت الامة علی الاحتجاج به.

یعنی امام سفیان بن عیینہ ثقہ اماموں میں سے ایک امام ہیں اور پوری امت کا آپکے حجت ہونے پر اجماع ہے۔

(میزان الاعتدال 2 ص 170۔ ملخصاً بقدر الحاجۃ)

تو اس سند کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تینتیسویں سند:

عبدالرزاق عن الثوری عن حماد قال سالت ابراهیم عن ذلک فقال یرفع یدیه اول مرة.

امام حماد فرماتے ہیں میں نے حضرت ابراہیم نخعی علیہ الرحمۃ سے اس رفع یدین کے متعلق سوال کیا تو آپنے فرمایا رفع یدین کرتے تھے وہ (یعنی ابن مسعود) صرف پہلی بار۔ (یعنی نماز شروع کرتے وقت)

(مصنف عبدالرزاق 2 ص 71)

اس سند کے تمام رواۃ کی توثیق گذشتہ صفحات میں بیان ہو چکی ہے یہ سند بھی صحیح ہے۔

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چونتیسویں سند:

قال محمد اخبرنا الثوری حدثنا

حصین عن ابراهیم عن ابن مسعود انه کان یرفع یدیه اذا افتتح الصلوة. (موطا امام محمد ص 90)

اس حدیث کو امام محمد بن حسن شیبانی علیہ الرحمۃ نے امام ثوری سے روایت کیا ہے۔ اس سند کے تمام روات گذشتہ صفحات میں ذکر ہو چکے ہیں سوائے امام محمد بن حسن شیبانی (علیہ الرحمۃ) کے۔

امام محمد بن حسن شیبانی:

صاحب الامام ابی حنیفۃ۔ آپ نے جن حضرات سے حدیث کا سماع کیا ہے۔ مسعر بن کدام سفیان الثوری، عمرو بن دینار، مالک بن مغول، امام مالک بن انس، اوزاعی، ربیعہ بن صالح، بکیر، قاضی ابو یوسف وغیرہ اور جن محدثین نے آپ سے روایات بیان کی ہیں یعنی آپ کے شاگرد ہیں۔ (امام الشان) ۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، ابو سلیمان موسیٰ بن سلیمان جوزجانی، ہشام بن عبید اللہ الرازی، ابو عبید القاسم بن سلام وعلی بن مسلم الطوسی، وابو حفص الکبیر وخلف بن ایوب وغیرہ۔

امام شافعی نے فرمایا میں نے آپ سے زیادہ فصیح کسی کو نہیں دیکھا اور یہ بھی فرمایا کہ میں نے آپ سے زیادہ عقل مند کوئی نہیں دیکھا۔ ذھبی نے آپ کو احد الفقهاء کہا اور فرمایا کان من بحور العلم والفقه ۔ کہ آپ علم وفقہ کا دریا ہیں۔ امام ابن المدینی نے کہا کہ آپ صدوق ہیں یعنی سچے ہیں۔

(ملخصاً از مقدمہ التعلیق المجد علیٰ موطا محمد ص 30)

علامہ ابن کثیر نے کہا کہ امام شافعی فرماتے ہیں۔ میں نے آپ سے زیادہ مہربان اور فصیح نہیں دیکھا اور میں جب آپ کو قرآن پڑھتے سنتا ہوں تو

یوں معلوم ہوتا ہے قرآن آپ کی زبان میں نازل ہو رہا ہے۔ نیز آپ نے فرمایا کہ میں نے آپ سے بڑا عقل مند نہیں دیکھا۔ آپ دل ونگاہ کو بھر دیتے تھے۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا گیا۔ یہ باریک مسائل آپ نے کہاں سے حاصل کئے ہیں۔ آپ نے فرمایا حضرت امام محمد بن حسن کی کتب سے۔ آپ نے اور امام کسائی نے ایک ہی دن میں وفات پائی اور رشید نے کہا میں نے آج فقہ اور لغت دونوں کو اکٹھے دفن کر دیا ہے۔

(ملخصاً از البدایہ والنھایہ 10 ص 293-294)

امام شافعی علیہ الرحمۃ امام احمد بن حنبل جیسی جلیل القدر عظیم الشان شخصیات امام محمد بن شیبانی علیہ الرحمۃ کی کتب سے استفادہ کرتے تھے اور شافعی علیہ الرحمۃ تو آپ کے شاگرد رشید بھی ہیں۔ تو جس امام کے اتنے جلیل القدر امام شاگرد ہوں بھلا ان کے ثقہ اور حجت ہونے میں کسی کو شک ہو سکتا ہے سوائے حاسد کے۔

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پینتیسویں سند:

ابو حنیفة عن ابراهیم عن الاسود ان عبد الله ابن مسعود رضی الله عنه کان یرفع یدیه فی اول التکبیر ثم لا یعود الی شئی من ذلک ویاثر ذلک عن رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم. اخرجه ابو محمد

حضرت اسود فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ رفع یدین صرف نماز کی ابتداء میں کرتے پھر دوبارہ رفع یدین نہ کرتے اور آپ اس کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بیان کرتے تھے۔

البخاری عن رجاء بن عبدالله
النهشلی عن شقیق بن ابراهیم (جامع المسانید خوارزمی 1 ص 355)
عن ابی حنیفة رضی الله عنه.

اس حدیث کے تمام راوی مذکور ہو چکے ہیں۔ سوائے تین راویوں کے۔ ابومحمد بخاری، رجاء بن عبداللہ نہشلی، شقیق بن ابراہیم بلخی کے۔

ابومحمد حارثی:

امام ذھبی علیہ الرحمۃ تذکرہ میں فرماتے ہیں۔

فیها مات عالم ماوراء النهر و محدثه الامام العلامة ابو محمد عبدالله بن محمد بن یعقوب بن الحارث البخاری الملقب بالاستاذ جامع مسند ابی حنیفة الامام.

(تذکرۃ الحفاظ 3 ص 49)

اس عبارت میں امام ذھبی نے آپ کو محدث امام علامہ ملقب بالاستاذ کے القاب سے یاد فرمایا ہے۔ دوسرے راوی ہیں۔ رجاء بن عبداللہ نہشلی۔

اس کے تیسرے راوی ہیں۔

شقیق بن ابراہیم:

جن کے متعلق امام ذھبی میزان میں کہتے ہیں۔

ولا یتصوران یحکم علیه بالضعف

یعنی یہ تصور بھی نہیں کیا جا سکتا کہ آپ کو ضعیف کہا جائے۔

(میزان الاعتدال 2 ص 279)

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چھتیسویں سند:

امام المحدثین امام جلیل امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ امام حاکم کے حوالہ سے فرماتے ہیں۔

حدثنا محمد بن صالح بن هانئ حدثنا ابراهیم بن محمد بن مخلد الضریر حدثنا اسحق بن ابی اسرائیل حدثنا محمد بن جابر الیمامی حدثنا حماد بن ابی سلیمان عن ابراهیم عن علقمة عن عبدالله قال صلیت مع النبی (صلی الله تعالیٰ علیه وسلم) ومع ابی بکر و عمر فلم یرفعوا ایدیهم الا عند افتتاح الصلاة.

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی۔ رفع یدین صرف نماز شروع کرتے وقت کرتے پھر نہ کرتے تھے۔

(اللآلی المصنوعة 2 ص 17)

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سینتیسویں سند:

حدثنا عبدالله بن صالح بن عبدالله ابو محمد قال حدثنا اسحاق بن ابراهیم المروزی حدثنا محمد بن جابر السحیمی عن حماد عن ابراهیم عن علقمة عن عبدالله قال صلیت مع

ترجمہ وہی سابق ہے۔

رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم وابى بكر و عمر فلم يرفعو ايديهم الا عند افتتاح الصلوٰة.

(كتاب المعجم فى اسامى شيوخ ابو بكر اسماعيلى 2 ص 492-493)

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اڑتیسویں سند:

قال ابو حاتم وهو الذى روى حماد عن ابراهيم عن علقمة عن عبدالله قال صليت خلف رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم وابى بكر و عمر فكانوا يرفعون ايديهم فى اول الصلوٰة ثم لا يعودون اخبرناه محمد بن جعفر بن طرخان قال حدثنا اسحق ابن ابى اسرائيل قال حدثنا محمد بن سيار عن حماد عن ابراهيم.

ترجمہ سابق حدیث والا۔

(كتاب المجروحين من المحدثين و الضعفاء والمتروكين لامام ابن حبان 2 ص 270)

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی انتالیسویں سند:

حدثنا حماد عن ابراهيم عن علقمة ولا سود عن عبدالله بن مسعود رضى الله تعالىٰ عنه ان رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم كان لايرفع الا عند افتتاح الصلوٰة ولا يعود دلشى من ذلك.

اس حدیث کی سند امام موفق بن احمد مکی بیان فرماتے ہیں۔

اخبرنى تاج الاسلام ابو سعد اسمعانى فى كتابه اخبرنا ابو

الفرج سعيد بن ابى الرجاء باصبهان اذنا انا ابو الحسين احمد بن محمد الاسكاف قرأة انا الحافظ ابو عبدالله بن منده انا ابو محمد الحارثى انبأ محمد بن ابراهيم الرازى انبأ سليمان بن الشاكونى سمعت سفيان بن عينية يقول اجتمع ابو حنيفة والا وزاعى.......... الخ

مناقب الامام الاعظم ابى حنيفة لا مام الموفق بن احمد مكى 1 ص 123 حاشيه دراسات اللبيب فى الاسوة الحسنة بالحبيب از علامه محمد الملقب بالمعين ابن محمد الملقب بالامين السندى ص 205

ترجمہ گزشتہ اوراق میں ہو چکا ہے۔

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چالیسویں سند:

محمد بن جابر عن حماد عن ابراهيم عن علقمة عن عبدالله ان ابابكر و عمر رضى الله عنهما. (جزء رفع يدين للبخارى ص 63)



ترک رفع یدین

(حصہ دوم)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ

رفع یدین کا مطلب ہے رکوع جاتے وقت اور رکوع سے سر اُٹھاتے وقت دونوں ہاتھوں کو اُٹھانا اور ترک رفع یدین کا مطلب ہے رکوع جاتے وقت اور سر اُٹھاتے وقت رفع یدین نہ کرنا۔ پہلی تکبیر کے وقت یعنی نماز شروع کرتے وقت رفع یدین کرنا اس میں کسی کو اختلاف نہیں، ہاں رکوع جاتے وقت اور رکوع سے سر اُٹھاتے وقت اور تیسری رکعت کی ابتدا میں رفع یدین کرنا چاہیے کہ نہیں اس میں اماموں کا اختلاف ہے۔

امام ترمذی علیہ الرحمہ ترمذی شریف ص 59 پر فرماتے ہیں کہ:
کئی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور کئی اہل علم تابعین کرام بھی ترک رفع یدین پر عمل کرنے والے ہیں اور یہی عمل ہے سفیان ثوری علیہ الرحمہ اور اہل کوفہ کا.............

امام ترمذی علیہ الرحمہ کے اس فرمان سے کئی باتیں واضح ہوئیں۔

(۱) کئی صحابہ کرام رفع یدین کے بغیر نماز پڑھتے تھے۔

(۲) کئی تابعین کرام بھی رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

(۳) امام سفیان ثوری جو کہ حدیث کے بہت بڑے امام ہیں انہوں نے بھی ترک رفع یدین ہی اپنایا۔

(۴) تمام اہل کوفہ کا رفع یدین نہ کرنا۔

معلوم ہوا، اس مسئلہ میں سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ تنہا نہیں ہیں بلکہ ان کو کئی صحابہ اور تابعین اور تمام اہل کوفہ کی حمایت حاصل ہے بلکہ امام دارالہجرت حضرت سیدنا امام مالک جو کہ مدینہ پاک کے امام ہیں۔ اس مسئلہ میں

وہ بھی امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہیں ملاحظہ کیجئے۔

مالکی مذہب کی سب سے زیادہ معتمد کتاب مدونۃ الکبریٰ جسے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے ان کے شاگرد رشید محدث فقیہہ مجتہد امام عبدالرحمٰن بن قاسم نے روایت کیا ہے۔

اس مدونۃ الکبریٰ کے 1 ص 68 پر امام عبدالرحمٰن بن قاسم فرماتے ہیں۔

وقال مالک لااعرف رفع الیدین فی شئی من تکبیر الصلاۃ لا فی خفض ولا فی رفع الافی افتتاح الصلاۃ۔

کہ امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ میں کسی رفع یدین کو نہیں پہچانتا نماز کی تکبیر میں نہ جھکتے وقت اور نہ ہی اُٹھتے ہوئے سوائے تکبیر افتتاح کے۔

(مدونۃ الکبریٰ 1 ص 68 مطبوعہ مصر)

امام ابن القاسم مزید فرماتے ہیں۔

کان رفع الیدین عند مالک ضعیفا الا فی تکبیرۃ الاحرام۔ (مدونۃ الکبریٰ 1 ص 68)

یعنی امام ابن القاسم نے فرمایا کہ تکبیر افتتاح کے بغیر باقی رفع یدین امام مالک علیہ الرحمۃ کے نزدیک ضعیف ہے

غیر مقلد مبارک پوری نے ابن حجر سے نقل کیا ہے کہ مالکی حضرات کا اعتماد احکام اور فتاویٰ میں مدونۃ الکبریٰ پر ہے۔ (مقدمہ تحفۃ الاحوذی ص 215)

امام نووی علیہ الرحمۃ شرح مسلم ص 168 پر فرماتے ہیں۔

وھو اشھر الروایات عن مالک

یعنی امام مالک علیہ الرحمۃ سے سب سے زیادہ مشہور ترین روایت جو ہے وہ ترکِ رفع یدین کی ہے۔

قاضی شوکانی غیر مقلد بھی امام نووی کے حوالے سے امام مالک علیہ الرحمۃ کی یہ روایت درج کرتے ہیں یعنی سب سے زیادہ مشہور روایت امام مالک سے ترک رفع یدین کی ہے۔

(دیکھئے نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار 2 ص 186)

ابن رشد مالکی فرماتے ہیں۔

وھو مذھب مالک۔ (بدایۃ المجتہد 1 ص 150)

امام بخاری علیہ الرحمۃ جزء رفع یدین ص 46 پر فرماتے ہیں۔

وکان الثوری ووکیع وبعض الکوفیین لا یرفعون ایدیھم۔

کہ امام سفیان ثوری اور امام وکیع بن جراح اور بعض اہل کوفہ ترک رفع یدین پر عمل کرتے ہیں۔

اسی طرح امام ابراہیم نخعی علیہ الرحمۃ بھی ترک رفع یدین پر عامل تھے۔ دیکھئے امام بخاری علیہ الرحمۃ کے استاذ الحدیث کی کتاب مصنف ابن ابی شیبہ 1 ص 237۔ بلکہ امام ابراہیم نخعی علیہ الرحمۃ تو ترکِ رفع یدین کی تعلیم دیتے تھے۔ مصنف ابن ابی شیبہ 1 ص 236۔

اسی طرح امام شعبی علیہ الرحمۃ بھی رفع یدین نہیں کرتے تھے سوائے تکبیر افتتاح کے۔ مصنف ابن ابی شیبہ 1 ص 236 اور امام شعبی علیہ الرحمۃ وہ جلیل القدر تابعی ہیں جن کو پانچ سو صحابہ کرام کی زیارت کا شرف حاصل ہوا ہے۔ دیکھئے تذکرۃ الحفاظ ذھبی 1 ص 64۔ اسی طرح امام ابو اسحٰق بھی ترکِ رفع یدین پر عمل کرتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ 1 ص 237)

اسی طرح جناب علی المرتضیٰ شیر خدا حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد رفع یدین نہیں

کرتے تھے سوائے نماز شروع کرتے وقت ۔

اسی طرح امام خیثمہ علیہ الرحمۃ بھی رفع یدین نہیں کرتے تھے سوائے تکبیر افتتاح کے مصنف ابن ابی شیبہ 1 ص 236۔

اسی طرح امام قیس علیہ الرحمہ بھی ترک رفع یدین پر عمل کرنے والے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ 1 ص 236)

اسی طرح امام ابن ابی لیلیٰ بھی ترک رفع یدین پر عامل تھے۔

(دیکھئے مصنف ابن ابی شیبہ 1 ص 237)

اسی طرح جلیل القدر تابعی حضرت اسود علیہ الرحمہ اور جلیل القدر تابعی حضرت علقمہ علیہ الرحمہ بھی رفع یدین نہیں کرتے تھے سوائے تکبیر افتتاح کے۔

(ابن ابی شیبہ 1 ص 237)

اسی طرح امام ابوبکر بن عیاش علیہ الرحمۃ جو کہ صحیح بخاری شریف کے راوی ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں نے کسی فقیہ کو رفع یدین کرتے نہیں دیکھا سوائے تکبیر افتتاح کے۔ (طحاوی شریف 1 ص 165)

اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی سوائے تکبیر افتتاح کے رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے سند صحیح کے ساتھ طحاوی شریف 1 ص 163 مصنف ابن ابی شیبہ 1 ص 237۔

اسی طرح حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی سوائے تکبیر افتتاح کے رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ بیہقی شریف 2 ص 79-80، سنن دارقطنی 1 ص 399، کامل ابن عدی ص 337، مسند ابویعلیٰ موصلی 5 ص 36۔

اسی طرح جناب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی سوائے تکبیر افتتاح کے رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے مصنف ابن ابی شیبہ 1 ص 237،

طحاوی شریف 1 ص 164۔

اسی طرح جناب سیدنا حضرت علی المرتضیٰ شیرِ خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی سوائے تکبیر افتتاح کے رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ مصنف ابن ابی شیبہ 1 ص 236، موطا امام محمد ص 90، طحاوی شریف 1 ص 163، مسند امام زید بن علی ص 89۔

اسی طرح حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی سوائے تکبیر افتتاح کے رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ مصنف ابن ابی شیبہ ص 236 موطا امام محمد ص 90۔ اسی طرح کئی اور جلیل القدر امام ترک رفع یدین پر عمل کرنے والے ہیں۔

دیکھا آپ نے کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کیسی زبردست ائمہ دین محدثین کرام تابعین اور کئی صحابہ کرام کی حمایت حاصل ہے اگر رفع یدین کرنا سنت ہوتا جیسا کہ غیر مقلدین کہتے ہیں تو اتنے جلیل القدر ائمہ رفع یدین کو کیوں چھوڑتے۔ ان ائمہ دین کا ترک رفع یدین پر عمل کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ ان ائمہ دین کے نزدیک رفع یدین سنت ثابت نہیں ہے بلکہ ترک ثابت ہے۔ اسی لئے امام نسائی علیہ الرحمہ نے جب حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث بیان کی جو ترک رفع یدین پر صریح ہے تو اس پر یہ باب باندھا۔

ترک ذالک یعنی رفع یدین کا چھوڑ دینا۔

اسی لئے احناف کثرھم اللہ تعالیٰ نے رفع یدین کو متروک مانا ہے کہ سوائے تکبیر افتتاح کے رفع یدین منسوخ ہے اور اس کے نسخ پر بڑے مضبوط ترین دلائل موجود ہیں۔

اسی لئے تو غیر مقلد محدث مفسر نواب صدیق حسن خاں بھوپالی اپنی کتاب الروضۃ الندیہ میں رفع یدین کی بحث میں لکھتے ہیں کہ رفع یدین کی طرح

ترک رفع یدین بھی سنت ہے۔ (الروضۃ الندیہ ص 94)

نواب صدیق حسن غیر مقلد اسی کتاب میں لکھتے ہیں۔

ان آخر الامرین ترک الرفع ولایدری مدۃ الترک فیحتمل انه ترکه فی ایام المرضی،

غیر مقلد صدیق حسن بھوپالی صاحب کہتے ہیں کہ آخر میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رفع یدین چھوڑ دیا تھا۔ ایام علالت میں ایک احتمال یہ بھی ہے۔

(الروضۃ الندیہ ص 95 بقدر الحاجۃ)

اورنواب صدیق صاحب مزید لکھتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو ترکِ رفع روایت کیا ہے اس سے آپ نے آخر کا ترک مراد لیا ہے نہ کہ ہمیشہ کا۔ (ص 95 کتاب مذکور)

نواب صاحب کی اس تحریر سے چند باتیں واضح ہوتی ہیں۔

(۱) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو ترک رفع یدین کی روایت کی ہے اس میں ترک رفع یدین سے مراد آخر وقت کا ترک ہے یعنی حضور علیہ السلام نے آخر میں رفع یدین ترک کر دیا تھا۔

(۲) نواب صاحب نے بھی یہی ایک احتمال پیش کیا ہے کہ حضور علیہ السلام نے ایام علالت میں رفع یدین ترک کر دیا تھا۔

بس یہی ہم کہتے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ساری زندگی کا رفع یدین ثابت نہیں بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رفع یدین ترک کر دیا تھا۔ حیات طیبہ کے کس حصہ میں رفع یدین کو ترک کیا تھا سو نواب صاحب نے اس کی نشاندہی کر دی ہے (یعنی ایام علالت میں)۔

اب امام بخاری علیہ الرحمۃ کیا فرماتے ہیں آخری فعل کے بارے میں تو سنیے۔

آپ صحیح بخاری 1 ص 96 پر فرماتے ہیں۔

وانما یوخذ بالآخر.

یعنی آخری فعل مبارک سے دلیل پکڑی جائے گی۔

بخاری 1 ص 415 پر بھی یہی فرماتے ہیں۔

انما یوخذ بالآخر من فعل رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم.

یعنی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آخری فعل سے دلیل پکڑی جائے گی

تو جناب نواب صدیق حسن صاحب غیر مقلد نے نشاندہی بھی کر دی ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آخر میں رفع یدین چھوڑ دیا تھا۔ اب احادیث مرفوعہ رفع یدین کے ترک پر پیش کی جاتی ہیں۔

حدیث نمبر 1.

حدثنا ابوبکر بن ابی شیبة وابو کریب قالنا ابو معاویة عن الاعمش عن المسیب بن رافع عن تمیم بن طرفة عن جابر بن سمرة، قال خرج علینا رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فقال مالی اراکم رافعی ایدیکم کانها اذناب خیل شمس

ابوبکر بن ابی شیبہ اور ابو کریب نے ہم سے بیان کیا دونوں نے کہا کہ ہم سے ابو معاویہ نے بیان کیا وہ اعمش سے روایت کرتے ہیں انہوں نے مسیّب بن رافع سے انہوں نے تمیم بن طرفہ سے انہوں نے جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا انہوں نے فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اسكنوا فى الصلوٰة. بقدر الحاجة الخ

ہمارے پاس تشریف لائے تو فرمایا کیا وجہ ہے میں تم کو شریر گھوڑوں کی دموں کی طرح رفع یدین کرتے ہوئے دیکھتا ہوں۔ نماز میں سکون اختیار کرو۔

امام مسلم علیہ الرحمۃ اسی حدیث کو دو اور سندوں سے بیان کرتے ہیں۔

حدیث نمبر 2.

وحدثنى ابو سعيد الاشج قال ناوكيع ح.

اور مجھ کو ابوسعید الاشج نے بیان کیا کہ ہم سے وکیع نے بیان کیا اور ہم نے سند کو تبدیل کیا۔

حدیث نمبر 3.

وحدثنا اسحق بن ابراهيم قال اخبرنا عيسىٰ بن يونس قال جميعا حدثنا الاعمش بهذا الاسناد نحوه.

اور ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا کہا کہ ہمیں عیسیٰ بن یونس نے خبر دی وکیع اور عیسیٰ دونوں نے کہا کہ ہم کو اعمش نے گذشتہ اسناد سے حدیث گذشتہ ہی کی طرح بیان کیا ہے۔

تو امام مسلم علیہ الرحمہ نے اس کو تین سندوں کے ساتھ بیان کیا ہے جس میں رفع یدین فی الصلوٰۃ کی ممانعت ہے۔ تشریح آگے آئے گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

حدیث نمبر 4.

حضرت امام نسائی علیہ الرحمہ اپنی سند صحیح کے ساتھ فرماتے ہیں۔

اخبرنا قتيبة بن سعيد، قال حدثنا عبثر عن الاعمش عن المسيب بن رافع عن تميم بن طرفة، عن جابر بن سمرة رضى الله عنه قال: خرج علينا رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ونحن يعنى رافعو ايدينا فى الصلوة فقال مابالهم رافعين ايديهم فى الصلوة كانها اذناب الخيل الشمس اسكنوا فى الصلوة.

(نسائی شریف 1 ص 133)

ہمیں قتیبہ بن سعید نے خبر دی کہ ہم سے عبثر نے بیان کیا انہوں نے اعمش سے روایت کیا۔ انہوں نے مسیب بن رافع سے انہوں نے تمیم بن طرفہ سے انہوں نے جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا انہوں نے فرمایا کہ ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے جبکہ ہم نماز میں رفع یدین کر رہے تھے تو فرمایا کیا حال ہے ان کا ؟ کہ نماز میں اپنے ہاتھوں کو اٹھا رہے ہیں جیسے کہ وہ سرکش گھوڑوں کی دُمیں ہیں نماز میں سکون اختیار کرو۔

حدیث نمبر 5.

حدثنا عبدالله بن محمد النفيلى حدثنا زهير حدثنا الاعمشش عن المسيب بن رافع، عن تميم الطائى عن جابر بن سمرة رضى الله عنه قال دخل علينا رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم

ہم سے عبداللہ بن محمد نفیلی نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا ہم سے زہیر نے بیان کیا انہوں نے کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا وہ مسیب بن رافع سے وہ تمیم طائی سے وہ جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

والناس رافعوا ايديهم قال زهير اراه قال فى الصلوٰة فقال مالى اراكم رافعى ايديكم كانها اذناب خيل شمس اسكنوا فى الصلوٰة.

انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے حالانکہ لوگ نماز میں رفع یدین کررہے تھے تو فرمایا کیا وجہ ہے کہ مین تم کو رفع یدین کرتے ہوئے دیکھتا ہوں جیسے کہ تمہارے ہاتھ سرکش گھوڑوں کی دُمیں ہیں نماز کے اندر سکون اختیار کرو۔

(ابوداؤد شریف کتاب الصلوۃ 1 ص 150)

حدیث نمبر 6.

حدثنا عبدالله حدثنى ابى ثنا ابو معاوية ثنا الاعمش عن مسيب بن رافع عن تميم بن طرفة عن جابر بن سمرة قال خرج علينا رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ذات يوم فقال مالى اراكم رافعى ايديكم كانها اذناب خيل شمس اسكنوا فى الصلوٰة.

حدیث بیان کی ہم سے عبداللہ نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی مجھ سے میرے والد (امام احمد نے) انہوں نے بیان کیا کہ ہم سے حدیث بیان کی ابومعاویہ نے۔ کہا ہم سے بیان کی اعمش نے انہوں نے مسیب بن رافع سے انہوں نے تمیم بن طرفہ سے انہوں نے جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت جابر بن سمرہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے ایک دن

(مسند امام احمد بن حنبل 4 ص 451 طبع ادارہ احیاء السنہ گرجاکھ)

تو فرمایا کیا وجہ ہے کہ میں تم کو شریر گھوڑوں کی دُموں کی طرح رفع یدین کرتے ہوئے دیکھتا ہوں۔ نماز میں سکون اختیار کرو۔

حدیث نمبر 7.

امام بیہقی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ:

اخبرنا ابو القاسم بن ابى هاشم العلوى وابوبكر بن الحسن القاضى ثنا ابو جعفر بن دحيم ثنا ابراهيم بن عبدالله انبأ وكيع عن الاعمش عن المسيب عن جابر بن سمرة (رضى الله عنه) قال رآنا رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ونحن رافعى ايدينا فى الصلوٰة فقال اسكنوا فى الصلوٰة.

(سنن کبریٰ بیہقی 2 ص 280)

خبر دی ہم کو ابو القاسم بن ابی ہاشم علوی اور ابو بکر بن الحسن القاضی نے دونوں نے کہا بیان کیا ہم سے ابو جعفر بن دحیم نے کہا بیان کیا ہم سے ابراہیم بن عبداللہ نے کہا خبر دی ہم کو وکیع نے انہون نے اعمش سے انہوں نے مسیب بن رافع سے انہوں نے تمیم بن طرفہ سے انہوں نے جابر بن سمرہ (رضی اللہ عنہ) سے حضرت جابر بن سمرہ نے فرمایا کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دیکھا اور ہم نماز میں رفع یدین کر رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا نماز میں سکون اختیار کرو۔

حدیث نمبر 8.

اخبرنا ابو عبدالله الحافظ ثنا عبدالله بن احمد بن حنبل حدثنی ابی ثنا وکیع فذکره باسناده قال دخل علینا رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ونحن رافعی ایدینا فی الصلوٰة فقال مالی اراکم رافعی ایدیکم کانها اذناب خیل شمس اسکنوا فی الصلوٰة.

خبر دی ہم کو ابو عبداللہ حافظ (یعنی امام حاکم نے) کہا بیان کیا ہم سے عبداللہ بن احمد بن حنبل نے کہا بیان کیا مجھ سے میرے والد نے کہا بیان کیا ہم سے وکیع نے پھر اوپر کی سند کی طرح باقی سند بیان کی کہ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے اور ہم نماز میں رفع یدین کر رہے تھے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا وجہ ہے کہ میں تم کو رفع یدین کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔ جس طرح شریر گھوڑوں کی دُمیں ہیں۔ نماز میں سکون اختیار کرو۔

(سنن کبریٰ بیہقی 2 ص 280)

حدیث نمبر 9.

امام بیہقی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

رویناعن عبدالله بن مسعود (رضی الله تعالیٰ عنه) انه قال قاروا فی الصلوٰة یعنی اسکنوافیها

کہ ہم نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا قاروافی الصلوة۔ اس کا معنی ہے

نماز میں سکون اختیار کرو۔

آگے وہ حدیث بیان کی سند کے ساتھ۔

اخبرنا ابو عبدالله الحافظ و ابو سعید بن ابی عمر و قالاثنا ابو العباس محمد بن یعقوب ثنا اسید بن عاصم ثنا الحسین بن حفص عن سفیان قال حدثنی الاعمش عن ابی الضحی عن مسروق قال قال عبدالله بن مسعود قاروا فی الصلوٰة.

(سنن کبریٰ بیہقی 2 ص 280)

خبر دی ہم کو ابو عبداللہ الحافظ اور ابو سعید بن ابی عمرو نے دونوں نے کہا بیان کیا ہم سے ابو العباس محمد بن یعقوب نے کہا بیان کیا ہم سے اسید بن عاصم نے کہا بیان کیا ہم سے حسین بن حفص نے انہوں نے سفیان سے کہا بیان کیا مجھ سے اعمش نے ابو الضحیٰ سے انہوں نے مسروق سے انہوں نے کہا فرمایا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز میں سکون اختیار کرو۔

قارئین محترم: یہ نو(۹) حدیثیں ہیں جن میں سے آٹھ قولی مرفوع ہیں اور ایک جو ابھی بیان ہوئی ہے وہ موقوف ہے یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان .... ان تمام احادیث میں ترک رفع یدین پر دلیل ہے کہ سوائے تکبیر افتتاح کے رفع یدین کرنا منع ہے۔ رکوع جاتے وقت رکوع سے سر اُٹھاتے وقت اور سجدوں میں رفع یدین کرنا منع ہے۔ جیسا کہ ان احادیث کے علاوہ آگے اور حدیثیں بھی بیان ہوں گی۔ جو حضرات نماز میں رفع یدین کر رہے تھے ان کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے منع فرما دیا۔ معلوم ہوا کہ جو بعض روایات میں رفع یدین کا ذکر ہے وہ نسخ سے پہلے کا ہے۔

محدث مکہ مفتی مکہ امام کبیر ملا علی قاری علیہ الرحمہ مرقات شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں۔

ولیس فی غیر التحریمة رفع ید عند ابی حنیفة لخبر مسلم عن جابر بن سمرة.

امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک سوائے تکبیر افتتاح کے رفع یدین نہیں۔ ہے مسلم شریف کی اس حدیث کے مطابق جو کہ جابر بن سمرہ سے مروی ہے۔

(مرقات ملا علی قاری 2 ص 275 مکتبہ امدادیہ ملتان)

علامہ محدث بدر الدین عینی رحمتہ اللہ علیہ البنایہ فی شرح الھدایہ میں مسلم کی اس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں۔

قلت فی الحدیث الاول انکار لرفع الیدین فی الصلاة وامر بالسکون فیھا.

آپ فرماتے ہیں کہ اس حدیث مسلم میں، نماز میں رفع یدین کرنے کی ممانعت ہے اور نماز میں پُر سکون رہنے کا حکم ہے۔

(البنایہ فی شرح الھدایہ 2 ص 296 مکتبہ حقانیہ ملتان)

اسی طرح امام المحدثین امام جمال الدین زیلعی علیہ الرحمہ بھی نصب الرایہ میں اس حدیث شریف سے ترک رفع یدین پر دلیل پکڑتے ہیں۔ دیکھئے نصب الرایہ بحث رفع یدین میں۔

اس حدیث مبارک پر غیر مقلدین حضرات بہت سے اعتراض کرتے ہین۔

اعتراض نمبر 1.

کہ امام بخاری علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب جزء رفع یدین میں فرمایا ہے کہ اس حدیث مسلم سے وہی رفع یدین کی ممانعت پر دلیل پکڑے گا جس کا علم میں حصہ نہیں۔ اسی طرح امام نووی علیہ الرحمۃ نے شرح مسلم میں فرمایا ہے۔

جواب نمبر 1.

غیر مقلدین حضرات اکثر تحریروں، تقریروں میں امام بخاری علیہ الرحمۃ کا یہ حوالہ دیتے ہیں۔ اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ امام بخاری علیہ الرحمۃ سے اس رسالہ کو روایت کرنے والا ایک مجہول شخص ہے محمود بن اسحاق۔ اس کا عادل ہونا ثقہ ہونا معروف ہونا ثابت کرنا غیر مقلدین کے ذمہ ہے۔ ایک مجہول شخص کی بنا پر اس رسالہ کا اعتبار کیونکر کیا جا سکتا ہے۔

اسی لئے امام المحدثین برصغیر پاک و ہند کا بے مثال محدث فقیہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ بستان المحدثین میں فرماتے ہیں۔ کتاب رفع الیدین للبخاری و کتاب الجمعة للنسائی ۔ان دونوں کتابوں کے تفصیلی حالات کا کچھ پتہ نہیں چلا۔

(بستان المحدثین ص139 مترجم مطبوعہ میر محمد کتب خانہ کراچی)

تو جب اس رسالہ کا راوی مجہول شخص ہے تو پھر یہ اعتراض ہی کیسا۔ یہ اعتراض ثابت کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اس مجہول شخص کا عادل، ثقہ، معروف ہونا بیان کیا جائے۔

جواب نمبر 2.

یہ ہے کہ اگر یہ ثابت بھی ہو جائے تو زیادہ سے زیادہ امام بخاری علیہ

الرحمۃ کا قول ہی ہوگا کوئی (اللہ، رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا فرمان تو نہیں ہوگا۔ اگر تم اس حدیث پر اعتراض کرنے میں کسی امام کا قول پیش کر سکتے ہو تو اس کا جواب دینے میں ہم بھی کسی امام کا قول پیش کر سکتے ہیں۔ اگر تم کہو کہ امام بخاری نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث رفع یدین کی ممانعت پر دلیل نہیں تو ہم بھی عرض کرتے ہیں کہ امام جمال الدین زیلعی حنفی علیہ الرحمہ۔ امام ملا علی قاری، امام بدر الدین عینی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں رفع یدین کی ممانعت ہے تم نے بھی امام کا قول پیش کیا ہم نے بھی امام کا قول پیش کیا۔ تو کیوں نہ ہم ان تمام اقوال سے ایک بار صرف نظر کر کے قولِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ہی غور وفکر کر لیں کہ متن حدیث کا تقاضا کیا ہے، متن حدیث سے کیا ثابت ہوتا ہے۔

اعتراض یہ ہے کہ یہ حدیث حالت تشہد میں سلام کرنے کی ممانعت میں ہے جیسا کہ مسلم شریف میں اسی حدیث کے نیچے سلام والی حدیث درج ہے یعنی نیچے والی حدیث یعنی سلام والی حدیث پہلی حدیث کی شرح ہے تو سلام کے وقت ہاتھ اُٹھانے کی ممانعت ہے نہ کہ رکوع والی رفع یدین کی اور یہ دونوں حدیثیں ایک ہیں۔ کیونکہ محدثین نے اس حدیث کو باب السلام میں نقل کیا ہے۔ یہ ہے وہ مرکزی اعتراض جو وہابیہ کرتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ تمام محدثین نے اس کو (یعنی نماز میں سکون اختیار کرو) کو باب السلام میں نقل نہیں کیا۔ دیکھئے امام بیہقی علیہ الرحمۃ نے۔ اسکنوا فی الصلوٰۃ والی حدیث کو باب الخشوع فی الصلوٰۃ میں درج کیا ہے۔ دیکھئے سنن کبریٰ بیہقی 2 ص 279-280۔

اور وہ حدیث جس میں حالت سلام کے وقت ہاتھ اُٹھانے کا ذکر ہے اس حدیث کو امام بیہقی علیہ الرحمۃ نے (باب کراھیۃ الایماء بالید عند التسلیم من الصلوۃ) میں ذکر کیا ہے۔ دیکھئے سنن کبریٰ بیہقی شریف 2 ص 181

ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان۔ ترجمہ: (باب سلام کے وقت ہاتھ کے ساتھ اشارہ کرنے کی کراہت)۔

پھر مسلم شریف میں جو باب ہے اس میں چار چیزوں کا ذکر ہے۔ باب الامر بالسکون فی الصلوٰۃ......الی آخرہ کہ نماز میں سکون اختیار کرنا اور سلام کے وقت ہاتھ کے اشارے سے سلام کرنے کی ممانعت اور پہلی صفوں کا مکمل کرنا اور خلاء کو پُر کرنا اور اجتماع کا حکم۔ دیکھئے صحیح مسلم 1 ص 181۔

اب اس باب میں چار چیزوں کا ذکر ہے نہ کہ ایک کا۔

(۱) نماز میں سکون اختیار کرنا۔

(۲) عند السلام ہاتھ کے اشارے سے سلام کی ممانعت۔

(۳) پہلی صفوں کا مکمل کرنا اور خلاء پُر کرنا۔

(۴) اجتماع کا حکم۔

اب ان چار چیزوں کو بغور دیکھو تو یہی بات سامنے آتی ہے کہ ان میں سے ہر ایک چیز علیحدہ ہے۔

(۱) میں ممانعت رفع یدین۔

(۲) حالت سلام میں اشارہ سے سلام کی ممانعت۔

(۳) میں پہلی صفوں کے مکمل کرنے کا حکم اور خلاء کو پُر کرنا۔

(۴) میں اجتماع کا حکم۔

تو یہ بات غلط ثابت ہوئی کہ اس حدیث مسلم کو ہر محدث نے باب السلام میں نقل کیا ہے۔ اگر کئی ائمہ کرام نے اس حدیث مسلم کو باب السلام میں نقل کیا بھی ہے تو بتاؤ متن حدیث کا اعتبار ہوگا یا کہ امام کے باب باندھنے کا۔ تو ہم حدیثِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیش کرتے ہیں اور غیر مقلدین اماموں کا

باندھا ہوا باب۔ اب حدیث کا منکر کون ہوا۔ یہ کیسی حدیث سے محبت ہے کہ امام کا باندھا ہوا باب جو کہ صرف فہم محدث ہے جو کہ محدث کا استدلال ہے اسے آڑ بنا کر متن حدیث کا صاف انکار کر دیا جاتا ہے حالانکہ یہ لوگ اماموں کے باندھے ہوئے باب پر بھی قائم نہیں رہتے مثلاً

امام ابو داؤد علیہ الرحمۃ نے سنن ابو داؤد 1 ص 117 پر ایک حدیث درج کی ہے جو ترک رفع یدین کی دلیل ہے وہ حدیث یہ ہے۔

حدثنا مسدد نا يحيى ابن ابى ذئب عن سعيد بن سمعان عن ابى هريرة قال كان رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم اذا دخل فى الصلوٰة رفع يديه مدا.

کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز میں داخل ہوتے تو رفع یدین کرتے ہاتھوں کو دراز کر کے۔

(ابو داؤد 1 ص 117 باب من لم يذكر الرفع عند الركوع)

ہم کہتے ہیں یہ حدیث ترکِ رفع یدین پر دلیل ہے۔ غیر مقلدین کہتے ہیں کہ یہ دلیل نہیں ہے کیونکہ اس پر صرف پہلی تکبیر کے وقت رفع یدین کا ذکر ہے رکوع کی نفی نہیں۔ ہم غیر مقلدین کو کہتے ہیں کہ دیکھو امام ابو داؤد علیہ الرحمۃ نے اس حدیث کو رکوع کے وقت رفع یدین نہ کرنے کے باب میں بیان کیا ہے۔ لہٰذا یہ حدیث ترک رفع عند الرکوع کی دلیل ہے لیکن یقین جانیے غیر مقلدین حضرات یہاں پر امام کے باندھے ہوئے باب کے بالکل منکر ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ غیر مقلدین حضرات اماموں کے باب باندھنے کو بھی نہیں مانتے سوائے اس کے جو باب ان کی طبیعت کے مطابق ہو۔ تو ہم کہتے ہیں کہ جیسے تم کہتے ہو کہ اس حدیثِ مذکور میں رکوع کی نفی نہیں ہے اور امام کے باب باندھنے کا اعتبار نہیں بلکہ

الفاظ حدیث کا اعتبار ہے اسی طرح ہم بھی کہتے ہیں کہ اماموں کے باب باندھنے کا اعتبار نہیں بلکہ الفاظ حدیث کا اعتبار ہے اور الفاظ حدیث میں رفع یدین کا ذکر ہے پھر ممانعت کا ذکر ہے۔ اب حدیث اور سند حدیث کو دیکھئے تو روزِ روشن کی طرح واضح ہے کہ یہ دو حدیثیں ہیں جو کہ غیر مقلدین ایک بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ دو مختلف واقعات ہیں جن کو اتحاد واقعہ قرار دیا جاتا ہے غیر مقلدین کی طرف سے۔ ہم پہلے سند کا فرق بتاتے ہیں کہ دونوں کی سند بھی ایک نہیں بلکہ سندیں بھی الگ الگ ہیں۔ جو ترک رفع یدین کی حدیث ہے یعنی (اسكنوا فى الصلوة) اس حدیث کو حضرت جابر بن سمرہ صحابی سے روایت کرتے ہیں جناب تمیم بن طرفہ۔ ان سے میسب بن رافع ان سے اعمش ان سے ابو معاویہ۔

اور یہ حدیث جس میں عند السلام ہاتھ اٹھانے کا ذکر ہے۔ وہ حدیث حضرت جابر بن سمرۃ سے روایت کرتے ہیں جناب عبید اللہ بن قبطیہ۔ ان سے مسعر ان سے ابن ابی زائد اور سلام والی حدیث کی دوسری سند میں حضرت جابر سے عبید اللہ بن قبطیہ ان سے قرات قزاز ان سے اسرائیل ان سے عبید بن موسیٰ ان سے قاسم بن زکریا۔

غور سے دیکھئے کہ یہ ایک ہی سند ہے یا کہ مختلف۔ یہ تو ہوا سند کا فرق۔ اب متن حدیث کی طرف توجہ کیجئے کہ ان دونوں حدیثوں کا متن بھی ایک نہیں، دیکھئے جناب وہ حدیث جس میں رفع یدین کی ممانعت ہے اس کا متن اس طرح ہے۔

خرج علينا رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فقال مالى اراكم رافعى ايديكم.

کہ ہم نماز پڑھ رہے تھے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے۔ کیا وجہ ہے میں تمہیں ہاتھوں کو اٹھاتے

ہوئے دیکھتا ہوں۔

اور وہ حدیث جس میں سلام کا ذکر ہے اس کا متن اس طرح ہے۔

كنا اذا صلينا مع رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم قلنا السلام عليكم ورحمة الله السلام ورحمة الله واشار بيده الى الجانبين.

کہ جب ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ نماز پڑھتے تو ہم اس طرح کہتے تھے السلام علیکم ورحمۃ اللہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ اور آپ نے دونوں طرف اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا۔

اب دیکھئے رفع یدین کے ممانعت والی حدیث میں نہ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیچھے نماز پڑھنے کا ذکر ہے نہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ کا ذکر ہے نہ ہی دونوں جانبوں کی طرف ہاتھ سے اشارہ کا ذکر۔

رفع یدین کی ممانعت والی حدیث میں یہ الفاظ ہیں۔ كانها اذناب خيل شمس اور سلام والی حدیث میں بھی یہی الفاظ ہیں جن کی بنا پر اسے اتحاد واقعہ بنانے کی کوشش کی جاتی ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے اس لئے کہ دونوں کو شریر گھوڑوں کی دُمیں قرار دیا ہے اس میں ہاتھ اُٹھانے کا اشتراک ہے کہ دونوں ہی ہاتھ تو اُٹھاتے ہیں بس اسی اشتراک کے لئے دونوں کو ایک ہی لفظ فرمایا۔

دوسری بات یہ ہے کہ شریر گھوڑے صرف اوپر کو ہی دُم نہیں اُٹھاتے بلکہ دونوں طرف دُم کو حرکت دیتے ہیں۔ اسی لئے دونوں کے حق میں یہ الفاظ درست ہیں۔ یہ دو واقعات ہیں نہ کہ ایک۔ پھر رفع یدین سے ممانعت والی حدیث میں یہ الفاظ ہیں۔

اسكنوا فی الصلوة. نماز میں سکون اختیار کرو۔

اور عند السلام والی حدیث میں یہ الفاظ نہیں بلکہ انہیں سلام پھیرنے کا

طریقہ ارشاد فرمایا۔

انما يكفي احدكم ان يضع يده على فخذه ثم يسلم على اخيه من على يمينه وشماله.

بے شک تمہیں یہی بات کافی ہے کہ تم اپنا ہاتھ اپنی فخذ پر رکھو پھر دائیں بائیں سلام کہو۔

دیکھا آپ نے کہ جو رفع یدین کر رہے تھے انہیں سلام پھیرنے کا طریقہ نہیں سمجھایا بلکہ انہیں اس کام سے منع کیا اور نماز میں سکون اختیار کرنے کا حکم فرمایا اور جو عند السلام ہاتھ اُٹھا رہے تھے انہیں یہ نہیں فرمایا کہ نماز میں سکون اختیار کرو بلکہ سلام پھیرنے کا طریقہ ارشاد فرمایا۔ تو اس تحریر سے یہ ثابت ہوا کہ یہ ایک حدیث نہیں بلکہ دو مختلف حدیثیں ہیں۔ ایک واقعہ نہیں بلکہ دو مختلف واقعات ہیں تو ثابت ہوا کہ عند التحقیق یہ حدیث یعنی نماز میں سکون اختیار کرو ترک رفع یدین کی زبردست دلیل ہے۔

اسی لئے تو امام جمال الدین زیلعی علیہ الرحمۃ نے نصب الرایہ میں اور محدث بدر الدین عینی علیہ الرحمۃ نے البنایہ فی شرح الھدایہ میں امام محدث فقیہ ملا علی قاری علیہ الرحمۃ نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں اس حدیث کو ترکِ رفع یدین کے دلائل میں پیش کیا ہے اور ملا علی قاری علیہ الرحمۃ شرح نقایہ 1 ص 78 پر فرماتے ہیں۔

رواه مسلم و يفيد النسخ.

کہ اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے اور یہ حدیث رفع یدین کے نسخ کا فائدہ دیتی ہے۔

جبکہ مخالفین اس حدیث کا کوئی جواب نہیں پاتے تو پھر مختلف اعتراض شروع کر دیتے ہیں جو کہ ان کی کمزوری پر دال ہیں۔

اعتراض یہ ہے کہ اس میں رکوع کا ذکر نہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ ہم صرف رکوع کی ہی بات نہیں کرتے بلکہ ساری نماز کی بات کرتے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ کیا رکوع نماز میں ہے یا نہیں۔ یقیناً ہے تو پھر رکوع بھی فی الصلوٰۃ ہے تو اس حدیث میں فی الصلوٰۃ کے الفاظ ہی تو ہیں۔ یا تو مخالفین انکار کریں کہ رکوع نماز میں نہیں ہے معاذ اللہ۔ اگر رکوع کو نماز میں مانتے ہیں تو پھر اس حدیث میں فی الصلوٰۃ کا ذکر ہی ہے۔ رفع یدین خواہ رکوع کے وقت ہو یا سجدہ کے وقت یا حالت تشہد میں اس سے ممانعت واضح ہے۔

اعتراض:

پھر تم نماز وتر میں رفع یدین کیوں کرتے ہو۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ وتر میں رفع یدین کی ممانعت کی کوئی حدیث نہیں ہے۔ بخلاف رکوع و بعد الرکوع کے کہ اس کی ممانعت میں کئی احادیث وارد ہیں۔ جیسا کہ ایک تو یہی حدیث دلیل ہے اور اکثر روایات کا ذکر آگے آئے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔، تو سردست ایک حدیث ذکر کی جاتی ہے جو کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے جس میں صرف ابتداء کی رفع یدین کا ذکر ہے اور کسی رفع یدین کا ذکر نہیں ہے، ملاحظہ کریں۔ مالکی حضرات کی سب سے زیادہ معتبر کتاب مدونۃ الکبریٰ میں امام عبدالرحمٰن بن قاسم، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے سند صحیح سے روایت کرتے ہیں۔

حدیث نمبر 10.

ابن وھب عن مالک بن انس عن ابن شھاب عن سالم بن عبد

ابن وہب مالک بن انس سے وہ ابن شہاب زہری سے وہ سالم بن عبداللہ

اللہ عن ابیہ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یرفع یدیہ حذو منکبیہ اذا افتتح التکبیر للصلاۃ.

(مدونۃ الکبریٰ 1 ص 69 مطبوعہ مصر)

سے وہ اپنے باپ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھے رفع یدین کرتے کندھوں تک جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شروع کرتے تکبیر نماز کے لئے۔

یہ حدیث ترکِ رفع یدین پر دلیل ہے۔ اس پر یہ اعتراض کہ اس میں صرف ابتداء کی رفع یدین کا ذکر ہے۔ آگے رکوع کی نفی نہیں ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث امام عبدالرحمٰن بن قاسم نے جو کہ فقہ مالکی کے محدث مجتہد ہیں۔ انہوں نے اس حدیث سے رکوع والی رفع یدین پر ترک کی دلیل قائم کی ہے۔ کیا اتنے بڑے امام کو علم نہیں تھا کہ اس میں رکوع کا ذکر نہیں ہے اور میں اس کو ترک رفع یدین عند الرکوع پر بطور دلیل پیش کر رہا ہوں اتنے بڑے امام کا اس حدیث کو ترک رفع یدین کے دلائل میں پیش کرنا دلیل ہے کہ اس میں ماسوائے شروع کے باقی رفع یدین پر ممانعت ہے۔

پھر دوسری بات یہ ہے کہ ایک ضابطہ مشہور ہے۔

(ویسے غیر مقلدین کسی ضابطے کے پابند نہیں ہوتے)

تقدیم ماحقہ التاخیر یفید الحصر.

کہ جس کا حق تاخیر تھا اگر اس کو مقدم کر دیا جائے تو کلام میں معنی حصر کا پیدا ہو جاتا ہے۔

دیکھئے شرط مقدم ہوتی ہے جزا مؤخر ہوتی ہے۔ اگر جزا کو مقدم کر دیا جائے اور شرط کو مؤخر کر دیا جائے تو معنی حصر کا پیدا ہو جاتا ہے۔ تو سنیے جناب اس

حدیث میں کان یرفع یدیہ یہ جزا ہے جو مقدم ہے۔ اذا افتتح التکبیر للصلاۃ یہ شرط ہے جسے مؤخر کیا گیا ہے یعنی شرط پہلے ہونی چاہیے تھی اور جزا بعد میں۔ لیکن یہاں یہ جزا کو مقدم کیا گیا ہے اور شرط کو مؤخر اب معنی حصر کا پیدا ہو گیا یعنی صرف شروع میں ہی رفع یدین کرتے تھے پھر نہیں کرتے تھے۔

تو اگر اس حدیث میں آگے رکوع والی رفع یدین کا ذکر ہوتا تو امام ابن القاسم اس کا بھی ذکر کرتے۔ معلوم ہوا کہ یہ حدیث ترکِ رفع یدین پر دلیل ہے اور پھر امام مالک رحمۃ اللہ علیہ خود بھی تو رفع یدین نہیں کرتے تھے تو یہ حدیث خود ان کے اپنے عمل کے مطابق ہے۔

تو ثابت ہوا کہ رکوع والی رفع یدین پر ممانعت کی احادیث ہیں بخلاف وتر کے اس کی ممانعت پر ایک بھی دلیل نہیں ہے پھر صحابہ جو نماز پڑھ رہے تھے وہ نہ تو وتر کی نماز تھی نہ ہی عید کی نماز تھی۔

وتر کی نماز تو اس لئے نہیں تھی کہ یہ دن کا واقعہ ہے اور وتر دن کو نہیں پڑھے جاتے بلکہ وتر کا وقت عشاء کے فرضوں کے بعد سے ہوتا ہے۔ دیکھئے مسند امام احمد 4 ص 451 کا یہ دن کا واقعہ ہے۔ مسند کے یہ الفاظ ہیں۔

خرج علینا رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ذات یوم.

کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک دن ہمارے پاس تشریف لائے

تو معلوم ہوا کہ یہ وتر کی نماز نہیں تھی۔ عید کی نماز اس لئے نہیں تھی کہ اگر عید کا واقعہ ہوتا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام امام بن کر نماز پڑھا رہے ہوتے اور صحابہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے مقتدی ہوتے۔ لیکن یہاں یہ ہے کہ ہم نماز پڑھ رہے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے تو معلوم ہوا کہ یہ کی نماز بھی نہیں تھی تو کون سی نماز تھی۔

ظاہر ہے کہ دن کی نمازوں میں سے کوئی نماز تھی۔ اس میں رفع یدین سے منع کیا تو معلوم یہ ہوا کہ نہ تو وتر میں رفع یدین منع ہے، نہ عید میں بلکہ ان کے سوا نمازوں میں رکوع جاتے وقت سر اُٹھاتے وقت اور سجدوں کے وقت رفع یدین منع ہے اور یہ حدیث مسلم اسی کی ممانعت پر دلیل ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

حدیث نمبر 11.

حدثنا الحمیدی قال ثنا (سفیان)[1] ثنا الزهری قال اخبرنی سالم بن عبدالله عن ابیه قال: رائیت رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم اذا افتتح الصلوة رفع یدیه حذو منکبیه واذا ارادان یرکع وبعد مایرفع راسه من الرکوع فلا یرفع ولا بین السجدین.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز شروع فرمائی تو ہاتھ اُٹھائے کندھوں تک اور جب ارادہ کیا رکوع کا اور رکوع سے سر اُٹھانے کے بعد آپ نے رفع یدین نہیں کیا اور نہ ہی دو سجدوں کے درمیان۔

(مسند حمیدی 2 ص 277 حدیث نمبر 614 مطبوعہ بیروت لبنان)

اس حدیث میں ترکِ رفع یدین کتنی واضح ہے وہ بھی عند الرکوع اور بعد الرکوع کے ذکر کے ساتھ۔

[1] مسند حمیدی مطبوعہ بیروت لبنان میں حروف جوڑنے والے کی غلطی سے اس سند میں سفیان کا واسطہ رہ گیا ہے جبکہ اصل سند میں سفیان کا واسطہ ہے۔ ہم نے یہ سند ایک قلمی نسخہ سے درج کی ہے۔

حدیث نمبر 12.

محدث المکہ حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ موضوعات کبیر فرماتے ہیں۔

وحدیث اورده البیهقی فی الخلافیات من روایة عبدالله بن عون الخراز حدثنا مالک عن الزهری عن سالم عن ابیه ان النبی علیه السلام کان یرفع یدیه الخ ثم لایعود. قلت وقد صح عنه خلاف ذلک فیحمل علی نسخ الاول فتامل فقول ابن القیم من شم روائح الحدیث علی بعد شهد بالله انه موضوع، مدفوع.

(موضوعات کبیر ملا علی قاری مع تذکرہ الموضوعات ص175)

امام بیہقی علیہ الرحمۃ نے خلافیات میں عبداللہ بن عون خراز سے روایت کی ہے کہا بیان کیا ہم سے مالک نے زہری سے انہوں نے سالم سے انہوں نے اپنے والد سے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھے رفع یدین کرتے جب نماز شروع کرتے پھر دوبارہ یہ عمل نہیں کرتے تھے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صحیح طور پر اس کے خلاف بھی روایت ہے (یعنی رکوع جاتے وقت اور سر اُٹھاتے وقت رفع یدین کرنا) تو پہلی حدیث کو اس حدیث سے منسوخیت پر محمول کیا جائے۔

پس غور وفکر کریں کہ ابن قیم نے جو یہ کہا ہے کہ جس نے حدیث کی بُو سونگھی ہے وہ اس کی گواہی دے گا کہ یہ حدیث موضوع ہے۔ پس ابن قیم کا جواب ہوگیا ہے۔ یعنی ملا علی قاری نے ابن قیم کا رد کیا ہے جو کہ ابن قیم نے اس

حدیث پر موضوعیت کا اعتراض کیا ہے کہ یہ اعتراض غلط ہے بلکہ پہلی حدیث کو یعنی رفع یدین کرنے والی حدیث کو رفع یدین نہ کرنے والی حدیث سے منسوخ مانیں گے یعنی رفع یدین نماز میں یہ پہلے کا عمل ہے۔ بعد میں متروک ہوا یہی اس حدیث کا مطلب ومفہوم ہے۔ غیر مقلدین جو ابن قیم کی تقلید میں اس حدیث کو موضوع کہتے ہیں۔ ذرا انصاف کے ساتھ موضوع حدیث کی تعریف کریں پھر دیکھو کیا یہ حدیث موضوع ہے ہرگز نہیں۔

حدیث نمبر 13.

امام المحدثین امام نسائی علیہ الرحمۃ اپنی سندِ صحیح کے ساتھ حدیث درج فرماتے ہیں جو کہ ترکِ رفع یدین پر صریح حدیث ہے۔ ملاحظہ کیجئے۔

اخبرنا سوید بن نصر قال حدثنا عبدالله بن المبارک عن سفیان عن عاصم بن کلیب عن الرحمن بن الاسود عن علقمة عن عبدالله. قال الا اخبرکم بصلوٰة رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم قال فقام فرفع یدیه اول مرة ثم لم یعد.

(نسائی شریف کتاب الصلوٰۃ باب ترک ذلک1 ص117)

ہمیں خبر دی سوید بن نصر نے انہوں نے کہا ہم سے عبداللہ بن مبارک نے بیان کیا ہے سفیان سے۔ انہوں نے عاصم بن کلیب سے وہ عبدالرحمٰن بن اسود سے وہ علقمہ سے وہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کیا میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز نہ بتلاؤں؟ علقمہ نے کہا پھر آپ کھڑے ہوئے (اور نماز نبوی پڑھ کر دکھانے لگے) تو

آپ نے صرف پہلی بار (تکبیر تحریمہ
کے وقت) آپ نے ہاتھ اُٹھائے
اس کے بعد دوبارہ رفع یدین نہ کیا۔

یہ حدیث صحیح حدیث ہے اور کئی حضرات نے اس حدیث کی صحت کو بیان کیا ہے جیسا کہ آپ آئندہ اوراق میں ملاحظہ کریں گے۔

حدیث نمبر 14.

امام نسائی علیہ الرحمۃ یہی حدیث ایک اور سند ثقہ سے بیان کرتے ہیں۔

اخبرنا محمود بن غیلان المروزی حدثنا وکیع حدثنا سفیان عن عاصم بن کلیب عن عبدالرحمن بن الاسود عن علقمة عن عبدالله انه قال الا اصلی لکم صلوة رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فلم یرفع یدیه الامرة واحدة.
(سنن نسائی 1 ص 120)

ہمیں محمود بن غیلان مروزی نے خبر دی انہوں نے کہا کہ ہم سے وکیع نے بیان کیا انہوں نے عبدالرحمٰن بن اسود سے انہوں نے علقمہ سے انہوں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز پڑھائی تو سوائے ایک (پہلی) مرتبہ کے کہیں بھی رفع یدین نہیں کیا۔

قارئین کرام! یہ دو حدیثیں بھی صحیح اور ترک رفع یدین پر صریح ہیں۔ بہت سے حضرات نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ جن میں خود غیر مقلدین کے اپنے محدث علماء موجود ہیں۔ امام ترمذی علیہ الرحمۃ نے اس حدیث کو حسن کہا۔ دیکھئے ترمذی 1 ص 59 غیر مقلدین کا محدث ابن حزم کہتا

ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ (محلی[1] ابن حزم 3 ص 4)

غیر مقلدین کے ایک اور علامہ محدث احمد شاکر صاحب کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ (ترمذی بتحقیق وشرح احمد شاکر صاحب 2 ص 41)

غیر مقلدین کا ایک اور محدث مولوی عطاء اللہ امرتسری کہتا ہے کہ یہ حدیث ثابت ہے۔ بعد چند سطور لکھتے ہیں۔ ضرور کئی محدثین نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ (دیکھئے تعلیقات سلفیہ علیٰ سنن نسائی 1 ص 123)

غیر مقلدین کا ایک اور علامہ محدث ناصر الدین البانی صاحب نے اس حدیث کو چار بار صحیح کہا ہے۔ (دیکھئے ناصر الدین البانی کی صحیح ابوداؤد صحیح ترمذی، صحیح نسائی، مشکوٰۃ بتحقیق ناصر الدین البانی 1 ص 254 بیروت حدیث نمبر 8,9)

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب الآلی المصنوعہ 2 ص 18 پر اس حدیث کی صحت امام دارقطنی اور ابن القطان کی طرف سے نقل ہے) ابوداؤد نے اس حدیث پر سکوت کیا ہے اور امام ابوداؤد جس حدیث پر سکوت کرتے ہیں وہ ان کے نزدیک صالح ہوتی ہے)۔

تو قارئین کرام دیکھا آپ نے کہ اس حدیث کو کتنے حضرات نے صحیح کہا ہے لیکن موجودہ غیر مقلدین حضرات بالکل اس حدیث کو صحیح ماننے کے لئے تیار نہیں۔ اگر غیر مقلدین حضرات بنظر انصاف دیکھیں تو اس حدیث کو ضرور صحیح مانیں گے۔ غیر مقلدین حضرات اصولِ حدیث کے اعتبار سے اس کی سند کو دیکھیں انشاء اللہ تعالیٰ اصول حدیث کے اعتبار سے یہ حدیث ضرور صحیح ہے۔ اسی

[1] ابن حزم غیر مقلد نے محلی ابن حزم کے ص 4 جلد 3 پر۔ اس حدیث کو دوبارہ صحیح کہا ہے۔
فائدہ:- ائمہ محدثین کے نزدیک موضوع حدیث وہ ہوتی ہے جس کی سند میں کوئی کذاب راوی ہو۔ تو اس حدیث کو موضوع ثابت کرنے کے لئے غیر مقلدین کو چاہیے کہ زور لگا کر اس کی سند میں سے کوئی کذاب راوی نکالیں ورنہ اس حدیث کو موضوع کہنے سے باز رہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

لئے تو جلیل القدر اماموں نے اس کو بیان کیا ہے۔

غیر مقلدین کا یہ کہنا کہ امام بخاری علیہ الرحمہ نے اس کو ضعیف کہا ہے بالکل جھوٹ ہے۔ امام بخاری علیہ الرحمہ کی کوئی ایسی کتاب نہیں جس میں انہوں نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہو۔ اگر یہ بات سچ ہے تو غیر مقلدین امام بخاری کی کسی کتاب کی نشان دہی کریں۔

غیر مقلدین حضرات کا یہ کہنا کہ امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ نے بھی اس حدیث کو ضعیف کہا ہے یہ بھی درست نہیں کیونکہ امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ نے اپنے مسند میں خود اس حدیث کو روایت کیا ہے اگر آپ اس کو ضعیف سمجھتے تو اس کو روایت کیوں کرتے جبکہ غیر مقلدین کا علامہ شوکانی امام سیوطی علیہ الرحمہ سے ناقل ہے کہ:

كل ماكان في مسند احمد فهو مقبول.

مسند امام احمد کی ہر حدیث قبول ہے۔

(1ص20)

اور دنیا میں امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ کی کوئی ایسی کتاب موجود نہیں جس میں انہوں نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہو۔ اگر کسی غیر مقلد کو امام احمد کی کوئی ایسی کتاب مل جائے تو نشاندہی کریں۔

الغرض یہ حدیث صحیح ہے اور اس کی سند ثقہ ترین ہے اور ترک رفع یدین پر صریح ہے کہ رکوع والی رفع یدین ترک کر دی گئی تھی۔

حدیث نمبر 15.

حدثنا محمد بن الصباح البزار ناشريك عن يزيد بن ابى زياد عن عبدالرحمن بن ابى ليلى عن البراء. ان رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم كان اذا افتتح الصلوة رفع يديه الى قريب من اذنيه ثم لا يعود.

(ابوداؤد شریف 1ص116)

ہم سے محمد بن صباح بزار نے بیان کیا ہے کہ خبر دی ہم کو شریک نے یزید بن ابی زیاد سے انہوں نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے انہوں نے براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو کانوں کے قریب تک ہاتھ اُٹھاتے پھر دوبارہ رفع یدین نہ کرتے تھے۔

اس حدیث پر امام ابو داؤد علیہ الرحمہ نے سکوت کیا ہے اور امام ابو داؤد علیہ الرحمہ جس حدیث پر سکوت کرتے ہیں وہ ان کے نزدیک صالح ہوتی ہے دیکھئے ابکار المنن از عبدالرحمٰن مبارک پوری غیر مقلد۔

اس حدیث پر غیر مقلدین کا سب سے بڑا اعتراض یہ ہے کہ اس کی سند میں یزید بن ابی زیاد ہے جو کہ ضعیف ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اگرچہ بعض حضرات نے اس کے حافظہ کی جہت سے اس پر کلام کیا ہے۔ لیکن اس کو ثقہ کہنے والے بھی تو موجود ہیں۔ کتب اسماء الرجال پر نظر رکھنے والوں سے یہ بات مخفی نہیں۔

طوالت سے بچنے کے لئے ہم یزید بن ابی زیاد کی ثقات پر غیر مقلدین کے گھر سے ہی ایک حوالہ پیش کرتے ہیں کہ یہ راوی ثقہ ہے ملاحظہ کیجئے۔

غیر مقلدین کے علامہ محدث احمد شاکر صاحب شرح ترمذی میں لکھتے ہیں۔

والحق انه ثقة، قال ابن شاهين في الثقات. قال احمد بن صالح المصري يزيد بن ابى زياد ثقة ولا يعجبنى قول من تكلم فيه.

اور حق بات یہ ہے کہ یہ راوی ثقہ ہے، ابن شاہین نے بھی اس کو ثقات میں داخل کیا ہے۔ امام احمد بن صالح مصری نے کہا کہ یزید بن ابی زیاد ثقہ

وقال ابن سعد فی الطبقات وکان ثقة فی نفسه.

ہے اور مجھے اس کا قول پسند نہیں جس نے اس راوی میں کلام کیا ہے۔ امام ابن سعد نے طبقات میں فرمایا ہے کہ یزید بن ابی زیاد ثقہ ہے۔

(ترمذی بتحقیق وشرح احمد شاکر 1 ص 195 مطبوعہ بیروت)

یہی احمد شاکر صاحب ترمذی کی دوسری جلد میں بھی لکھتے ہیں۔ ایک حدیث پر گفتگو کرتے ہوئے جس کی سند میں بھی یہی راوی یزید بن ابی زیاد ہے لکھتے ہیں۔

فمدار الحدیث علی یزید بن ابی زیاد وھو ثقة صحیح الحدیث.

اس حدیث کا مدار یزید بن ابی زیاد پر ہے اور وہ ثقہ ہے اور اس کی حدیث صحیح ہے۔

(ترمذی بتحقیق وشرح احمد شاکر 2 ص 409)

غیر مقلدین آنکھیں کھول کر دیکھیں کہ ان کے علامہ محدث نے یزید بن ابی زیاد کو ثقہ مانا ہے اور اس کی حدیث کو صحیح قرار دیا ہے تو یہ مذکورہ حدیث بھی صحیح حدیث ہے۔

پھر اس ابو داؤد میں اس حدیث سے آگے یزید بن ابی زیاد کے دو زبردست متابع موجود ہیں کہ یزید بن ابی زیاد کی طرح عیسیٰ اور حکم بھی اس حدیث کو عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے روایت کرتے ہیں۔ دیکھئے روایت یہ ہے۔

حدیث نمبر 16.

حدثنا حسین بن عبدالرحمن انا وکیع عن ابن ابی لیلی عن اخیه

بیان کیا ہم سے حسین بن عبدالرحمٰن نے کہا خبر دی ہم کو وکیع نے ابن ابی

عیسی عن الحکم[1] عن عبدالرحمن بن ابی لیلی عن البراء بن عازب قال رایت رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم رفع یدیه حین افتتح الصلوة ثم لم یرفعهما حتی انصرف.

(ابو داؤد 1 ص 117)

لیلیٰ سے انہوں نے اپنے بھائی عیسیٰ بن ابی لیلیٰ سے اور حکم سے انہوں نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے انہوں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے آپ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رفع یدین کیا جب نماز شروع کی پھر دوبارہ رفع یدین نہیں کیا نماز پوری کرتے وقت تک۔

دیکھئے جس طرح یزید بن ابی زیاد نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے روایت کی ہے اسی طرح یزید بن ابی زیاد کی متابعت کرتے ہوئے عیسیٰ اور حکم بھی عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے روایت کرتے ہیں اس روایت میں یزید کے دو متابع موجود ہیں۔ جیسا کہ اصول حدیث کے تحت ضعیف روایت کو بھی بطور متابعت پیش کیا جا سکتا ہے۔

لیکن یہاں پر تو دو متابع ثقہ ہیں پھر بھی غیر مقلدین اس حدیث کو صحیح ماننے کے لئے تیار نہیں۔ اس سند پر یہ اعتراض ہے کہ اس کی سند میں محمد بن ابی لیلیٰ ہے جو کہ ضعیف ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اگر بالفرض ضعیف بھی ہو تو کیا ضعیف روایت بطور متابعت پیش نہیں کی جا سکتی؟ حالانکہ اس قاعدہ کو غیر مقلدین خود تسلیم کر چکے

1۔ ابو داؤد میں غالباً کاتب کی غلطی کی وجہ سے عن الحکم لکھا گیا ہے ورنہ سند اس طرح ہے عیسی والحکم عن عبدالرحمٰن یعنی عیسیٰ اور حکم دونوں مل کر عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے روایت کرتے ہیں۔ دیکھئے مصنف ابن ابی شیبہ 1 ص 236 مدونۃ الکبریٰ 1 ص 69 شرح معانی الآثار 1 ص 162 مسند ابی لیلیٰ 2 ص 152

ہیں کہ ضعیف روایت بطور متابعت پیش کی جا سکتی ہے اور متابعت سے حدیث کو تقویت ملتی ہے۔

لیکن یہاں پر راوی، محمد بن ابی لیلیٰ ایسا ضعیف بھی نہیں کہ بالکل اس کی روایت کو نظر انداز کر دیا جائے۔ اگرچہ کچھ حضرات نے محمد بن ابی لیلیٰ پر کلام کیا ہے مگر اس کو ثقہ صدوق کہنے والے بھی تو موجود ہیں۔

طوالت سے بچنے کے لئے ہم صرف ایک ہی حوالہ پر اکتفا کرتے ہیں ملاحظہ فرمایئے۔

امام جرح وتعدیل علامہ ذھبی تذکرۃ الحفاظ میں محمد بن ابی لیلیٰ کا ترجمہ نقل کرتے ہوئے بعد میں یوں فرماتے ہیں۔

قلت حديثه فی وزن الحسن.

امام ذھبی کہتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ محمد بن ابی لیلیٰ کی حدیث درجہ حسن کے برابر ہے۔

(تذکرۃ الحفاظ 1 ص 129 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

غیر مقلدین غور کریں کہ امام جرح وتعدیل نے محمد بن ابی لیلیٰ پر جرح و تعدیل نقل کرنے کے بعد فیصلہ یوں دیا ہے کہ اس کی حدیث درجہ حسن میں ہے۔

تو امام ذھبی علیہ الرحمہ کے فیصلہ کی بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ حدیث درجہ حسن میں ہے۔ اسی لئے امام ابوداؤد نے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے (یعنی درجہ حسن کی حدیث ہے) اور صحت کی نفی سے درجہ حسن کی نفی نہیں ہوئی۔

تو معلوم ہوا کہ یہ حدیث جس کو بطور متابعت پیش کیا گیا ہے خود درجہ حسن کی حدیث ہے۔ تو معلوم ہوا اصولی طور پر حدیث براء بن عازب رضی اللہ عنہ صحیح حدیث ہے جو کہ ترکِ رفع یدین پر صریح ہے۔

اب ہم اس حدیث کی وہ سند پیش کرتے ہیں جس میں نہ تو یزید بن ابی زیاد ہے اور نہ ہی محمد بن ابی لیلیٰ ہے۔ ملاحظہ فرمایئے۔

وہ روایت یہ ہے۔

حدیث نمبر 17

حدثنا ابو القاسم بن بالويه النيسابوري ثنا بكر بن محمد بن عبدالله الحبال الرازي، ثنا علي، ثنا علي بن محمد بن روح ابن ابي الحرش المصيصي، سمعت ابي يحدث عن ابيه روح ابن ابي الحرش، سمعت ابا حنيفة يقول الشعبي يقول. سمعت البراء بن عازب، يقول كان رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم اذا افتتح الصلاة رفع يديه حتى يحاذي مكنبيه، لايعود يرفعهما حتى يسلم من صلاته.

امام ابونعیم اصبھانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ بیان کیا ہم سے ابوالقاسم بن بالویہ نیسابوزی نے کہا بیان کیا ہم سے بکر بن محمد بن عبداللہ الحبال رازی نے کہا بیان کیا ہم سے علی نے بیان کیا ہم سے علی بن محمد بن روح ابن ابی الحرش مصیصی نے کہا سنا میں نے اپنے باپ سے کہ وہ اپنے باپ روح بن ابی الحرش سے بیان کرتے تھے کہا سنا میں نے (امام) ابو حنیفہ سے کہ آپ فرماتے تھے کہ امام شعبی[1] فرماتے تھے کہ سنا میں نے براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ آپ فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز شروع فرماتے تھے تو اپنے ہاتھ

[1] امام شعبی علیہ الرحمہ وہ جلیل القدر تابعی ہیں جنھوں نے پانچ سو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زیارت کا شرف حاصل کیا ہے۔

(مسند الامام ابی حنیفۃ ص 156 مؤلف امام ابونعیم اصبہانی مطبوعہ مکتبۃ الکوثر الریاض)

کندھوں تک اُٹھاتے تھے، پھر سلام پھیرنے تک آپ پوری نماز میں رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

لو جناب اس سند میں نہ تو یزید بن ابی زیاد ہے اور نہ ہی محمد بن ابی لیلیٰ پھر جس طرح حدیث براء بن عازب کو حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے حضرت براء بن عازب سے روایت کیا ہے اسی طرح اس حدیث کو حضرت براء بن عازب سے امام شعبی علیہ الرحمہ نے بھی بیان کیا ہے۔ یہ حدیث صحیح بھی ہے اور ترکِ رفع یدین پر صریح بھی۔

اور ضد کا کوئی علاج نہیں۔ واللہ الھادی الی الرشد۔

حدیث نمبر 18.

امام کبیر امام طحاوی علیہ الرحمہ اپنی سند ثقہ کے ساتھ روایت فرماتے ہیں۔

حدثنا ابن ابی داؤد[1] قال ثنا نعیم بن حماد[2] قال ثنا وکیع[3] عن سفیان عن عاصم بن کلیب عن عبدالرحمن بن الاسود عن علقمة عن عبدالله عن النبی

ہمیں بیان کیا ابن ابی داؤد نے کہا بیان کیا ہم سے نعیم بن حماد نے کہا بیان کیا ہم سے وکیع نے انہوں نے سفیان سے انہوں نے عاصم بن کلیب سے انہوں نے عاصم بن کلیب سے

1. ابن ابی داؤد کے بارے میں ابن حجر لسان المیزان 1 ص 276 پر کہتے ہیں کان من الحفاظ المکثرین یعنی آپ حافظ حدیث ہیں اور کثرت سے احادیث آپ سے مروی ہیں۔
2. ابن حجر لسان المیزان 7 ص 412 پر نعیم بن حماد کے بارے کہتے ہیں کہ امام احمد امام یحییٰ امام عجلی نے آپ کو ثقہ کہا ہے۔
3. وکیع بن جراح بخاری شریف کے راوی ہیں۔

صلی اللہ علیہ وسلم انه کان یرفع یدیه فی اول تکبیرة ثم لایعود.

(طحاوی شریف 1 ص 162 مکتبۂ حقانیہ ملتان)

انہوں نے عبدالرحمٰن بن اسود سے انہوں نے علقمہ سے انہوں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہ آپ رفع یدین کرتے تھے نماز شروع کرتے وقت پہلی تکبیر میں پھر دوبارہ نہیں کرتے تھے۔

حدیث نمبر 19.

امام ربانی مجتہد فقیہہ محدث محمد بن حسن شیبانی علیہ الرحمۃ سیدنا امام مالک علیہ الرحمہ سے سند ثقہ سے روایت فرماتے ہیں۔

مالک بن انس قدروی عن نعیم بن عبدالله المجمر وابی جعفر القاری انهما اخبراه ان ابا هريرة رضی الله عنه کان یصلی بهم فیکبر کلما خفض ورفع قالا. وکان یرفع یدیه حین یکبر ویفتتح الصلاة.

کہ امام مالک بن انس نے نعیم بن عبداللہ مجمر اور ابو جعفر قاری دونوں سے روایت کی ہے کہ دونوں راویوں نے کہا کہ بے شک ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ انہیں نماز پڑھاتے تھے تو تکبیر تو ہر اونچ نیچ میں کہتے تھے دونوں نے کہا کہ رفع یدین کرتے تھے جب تکبیر کہہ کر نماز شروع کرتے تھے۔

(کتاب الحجۃ علیٰ اہلِ المدینہ 1 ص 96 مطبوعہ دارالمعارف نعمانیہ)

حدیث نمبر 20.

حدثنا مسدد ثنا یحییٰ عن ابن ابی ذئب عن سعید بن سمعان عن ابی هریرة رضی الله عنه قال کان رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا دخل فی الصلوٰة رفع یدیه مدا.

بیان کیا ہم سے مسدد نے کہا بیان کیا ہم سے یحیٰی نے ابن ابی ذئب سے انہوں نے سعید بن سمعان سے انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز میں داخل ہوتے تھے تو خوب ہاتھ دراز کر کے رفع یدین کرتے تھے۔

(ابو داؤد 1 ص 117 باب من لم یذکر الرفع عند الرکوع)

یہ حدیث بھی ترک رفع یدین عند الرکوع کی دلیل ہے کیونکہ امام ابو داؤد نے اس کو رکوع کے وقت رفع یدین نہ کرنے کے باب میں درج کیا ہے اور اس پر کسی قسم کی کوئی جرح نہیں فرمائی۔

حدیث نمبر 21.

امام ابن عبد البر علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ:

عن نعیم المجمر وابی جعفر القاری عن ابی هریرة انه کان یرفع یدیه اذا افتتح الصلوٰة ویکبر کما خفض ورفع ویقول انا اشبهکم صلاة برسول الله

حضرت نعیم المجمر اور حضرت ابو جعفر قاری علیہما الرحمہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ رفع یدین تو نماز شروع کرتے وقت کرتے تھے اور تکبیر ہر اونچ نیچ

صلی الله تعالیٰ علیه وسلم. التمهید لما فی الموطا من المعانی والاسانید 9 ص 215

میں کہتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز کے ساتھ تم سب سے زیادہ مشابہت رکھتا ہوں۔

اس حدیث.......... میں صراحت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تکبیر تو ہر اونچ نیچ میں کہتے تھے اور رفع یدین صرف نماز شروع کرتے وقت کرتے تھے۔ پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ میری نماز زیادہ مشابہ ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز کے۔

حدیث نمبر 22.

نا اسحق بن ابی اسرائیل نا محمد بن جابر[1] عن حماد عن

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ

---

[1] اگرچہ محمد بن جابر پر جرح موجود ہے لیکن یہ روایت تو بطور متابعت پیش کی ہے پھر محمد بن جابر ایسا راوی بھی نہیں کہ بالکل متروک ہو بلکہ حدیث کے جلیل القدر امام اس سے روایت کرنے والے ہیں دیکھئے کامل ابن عدی 7 ص 328 تا 340۔ امام ابن عدی کہتے ہیں کہ:

وعند اسحاق بن ابی اسرائیل عن محمد بن جابر کتاب احادیثه صالحة.

اسحاق بن ابی اسرائیل کے پاس محمد بن جابر کی روایت سے ایک کتاب ہے جس کی احادیث صالح ہیں۔

تو یہ روایت بھی محمد بن جابر سے روایت کرنے والے یہی امام اسحاق بن ابی اسرائیل ہیں۔ امام ابن عدی کہتے ہیں کہ امام اسحاق ابن ابی اسرائیل محمد بن جابر کو شیوخ کی ایک جماعت پر فضیلت دیتے تھے جو یقیناً ان سے واثق تھے تو اگر وہ اس مقام پر فائز نہ ہوتے تو یہ شیوخ اس سے روایت نہ کرتے۔ ہشام بن حسان، ثوری، شعبہ ابن عیینہ وغیرہ اس سے روایت نہ کرتے۔

محمد بن جابر کی حدیث کو امام ترمذی علیہ الرحمہ نے سنن ترمذی 1 ص 25 میں بطور متابعت پیش کیا ہے۔ اسی طرح امام ابو داؤد نے بھی سنن ابوداؤد 1 ص 27 میں محمد بن جابر کی حدیث کو بطور متابعت پیش کیا ہے۔ امام بخاری و مسلم کے استاذ الحدیث امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ نے محمد بن جابر کی سند سے سات روایات درج کی ہیں۔ مسند امام احمد 3 ص 458-459۔ شوکانی نے نیل الاوطار میں 1 ص 20 پر لکھا ہے کل ما کان فی المسند فهو مقبول۔ کہ مسند امام احمد کی ہر حدیث مقبول ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ابراهيم عن علقمة عن عبدالله قال صليت مع النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ومع ابى بكر ومع عمر رضى الله عنهما فلم يرفعوا ايديهم الا عند التكبيرة الاولى فى افتتاح الصلوٰة ، قال اسحق به ناخذ فى الصلوة كلها.

تعالیٰ عنہ کے ساتھ نماز کسی نے پڑھی ہے۔ ان میں سے کوئی بھی رفع یدین نہیں کیا سوائے تکبیر افتتاح کے۔ امام اسحاق نے فرمایا کہ ہم اسی حدیث سے دلیل پکڑتے ہیں۔

(دار قطنی 1 ص 399 بیہقی سنن کبریٰ 2 ص 79)

حدیث نمبر 23.

حدثنا ابن ابى داؤد قال ثنا الحمانى قال ثنا يحيى بن ادم عن الحسن بن عياش عن عبد الملك بن ابحر عن الزبير بن عدى عن ابراهيم عن الاسود قال رايت عمر بن الخطاب رضى الله تعالىٰ عنه يرفع يديه فى اول تكبيرة ثم لا يعود قال روايت ابراهيم و الشعبى يفعلان ذلك قال ابو جعفر فهذا عمر لم يكن يرفع يديه ايضا الا فى التكبيرة الاولى فى هذا

امام طحاوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ہم سے بیان کیا ابن ابی داؤد نے کہا بیان کیا ہم سے حمانی نے کہا بیان کیا ہم سے یحییٰ بن آدم نے حسن بن عیاش سے انہوں نے عبدالملک بن ابجر سے انہوں نے زبیر بن عدی سے انہوں نے ابراہیم نخعی سے انہوں نے اسود سے اسود نے کہا کہ دیکھا میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ رفع یدین نماز کی پہلی تکبیر میں کرتے تھے پھر دوبارہ رفع یدین نہیں کرتے تھے اور کہا کہ میں نے امام

الحديث وهو حديث صحيح.

(شرح معانی الآ ثار 1 ص 164)

شعبی اور ابراہیم کو دیکھا وہ بھی اسی طرح کرتے تھے (یعنی سوائے تکبیر افتتاح کے رفع یدین نہیں کرتے تھے)۔ امام ابو جعفر طحاوی نے فرمایا کہ اس حدیث میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سوائے تکبیر افتتاح کے رفع یدین نہیں کرتے تھے اور یہ حدیث صحیح ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

رجاله ثقات. الدرایہ 1 ص 152 کہ اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں

علامہ ابن ترکمانی[1] علیہ الرحمۃ جوہر نقی میں فرماتے ہیں۔

---

[1] غیر مقلدین کے ممدوح علامہ عبدالحی صاحب لکھتے ہیں کہ علی بن عثمان بن ابراہیم الماردینی علاء الدین الشہیر مابن ترکمانی۔

كان اماما عالما شيخا بارعا كاملا محققا مدققا متبحرا فى الفنون العقلية و النقلية له اليدالطولى فى الحديث و التفسير.

کہ ابن ترکمانی علیہ الرحمۃ امام عالم زاہد کامل محقق مدقق متبحر ہیں علوم عقلیہ ونقلیہ میں اور آپ حدیث میں اور تفسیر میں ید طولیٰ رکھتے ہیں۔

(فوائد البھیہ نمبر 123)

بعد چند سطور امام سیوطی علیہ الرحمہ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔

كان اماما فى الفقه والا صول و الحديث. کہ آپ فقہ، اصول، حدیث میں امام ہیں۔

(فوائد البھیہ ص 123)

امام ابوالفضل مکی، ذیل طبقات الحفاظ میں فرماتے ہیں۔ ابن تركمانى على بن عثمان بن ابراهيم بن مصطفےٰ مار دينى حنفى قاضى القضاة امام علامه حافظ علاء الدين روى عنه شيخنا الحافظ ابو الفضل العراقى سمع عليه صحيح البخارى وله تاليف حسنة مفيدة.......... وذكره شيخنا زين الدين العراقى فى ذيله على ذيل العبر للذهبى فقال شيخنا الامام العلامة الحافظ قاضى القضاة علاء الدين على بن عثمان بن مصطفےٰ بن عثمان

وهذا السند ایضا صحیح علی شرط مسلم. جوهر نقی علی البیهقی 2ص75

کہ یہ سند امام مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے۔

یہ سند ثقہ صحیح ہے لیکن غیر مقلدین تعصب کی بناء پر اس کو صحیح ماننے کے لئے تیار نہیں۔

اس پر ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ اس کی سند میں ابراہیم نخعی ہے جو کہ مدلس ہے اور مدلس کی وہ روایت جو عن سے ہو قبول نہیں ہوتی۔

یہی اعتراض مبارک پوری نے ابکار المنن میں کیا ہے یہی اعتراض یحییٰ گوندلوی صاحب نے التحقیق الراسخ میں اس حدیث پر کیا ہے۔..........

اس کے متعلق میں صرف اتنا ہی عرض کرتا ہوں کہ غیر مقلدین کا یہ کہنا کہ بخاری شریف کی ساری حدیثیں صحیح ہیں اور اس کے راوی ثقہ ہیں، یہ غیر مقلدین کا جھوٹ ثابت ہوا کیونکہ اگر ان لوگوں کا بخاری اور اس کے راویوں پر صحت کا اتفاق ہوتا تو کبھی بھی ان راویوں پر جرح نہ کرتے جو بخاری شریف کے راوی ہیں حالانکہ امام ابراہیم نخعی علیہ الرحمہ بخاری شریف کے راوی ہیں اور بخاری میں متعدد ایسی احادیث ہیں جو کہ ابراہیم نخعی علیہ الرحمہ نے عن سے روایت کی ہیں تو گویا غیر مقلدین کے نزدیک پھر وہ بخاری شریف کی تمام احادیث نا قابل اعتبار

(بقیہ پچھلے حاشیہ کا)

الترکمانی وذکرله ترجمه رحمه الله علیه. ذیل طبقات الحفاظ لابی الفضل المکی 5ص86 .... اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ امام علامہ ابن ترکمانی علیہ الرحمۃ حافظ الحدیث امام عراقی کے استاذ الحدیث ہیں اور امام عراقی نے آپ کو امام علامہ حافظ قاضی القضاۃ کے لقب سے ملقب کیا ہے اور ابو الفضل مکی علیہ الرحمہ نے بھی آپ کو امام علامہ حافظ اور صاحب تالیفات حسنہ اور مفیدہ فرمایا ہے یعنی آپ کی کتابیں بڑی عمدہ اور مفید ہے۔

اتنے بڑے امام نے حضرت عمر کی ترک رفع یدین کی حدیث کو جوہر نقی میں صحیح کہا ہے۔

ٹھہریں گی جن کی سند میں ابراہیم ہے اور عن سے روایت کی ہے تو گویا ان لوگوں نے خود ہی بخاری کے رواۃ پر جرح شروع کر دی ہے۔ اگر چہ بخاری کا نام نہ لیا۔

تو غیر مقلدین حضرات جو جواب بخاری کی ان روایات کا دیں گے جن میں ابراہیم ہے اور عن سے روایت کی ہے۔ وہی جواب ہماری طرف سے سمجھ لیں۔ غیر مقلدین حضرات کی مشہور کتاب (الرسائل) میں اس حدیث میں یہ اعتراض بھی کیا گیا ہے کہ اس کی سند میں حمانی مجہول ہے۔ حالانکہ یہ راوی حمانی مجہول نہیں ہے بلکہ ثقہ ہے۔

پھر بھی ہم یہ سند پیش کر دیتے ہیں جس میں یہ راوی حمانی نہیں ہے اور وہ سند امام بخاری علیہ الرحمہ کے استاد کی سند ہے۔ ملاحظہ کیجئے۔

امام ابن ابی شیبہ اپنے مصنف میں اپنی ثقہ سند کے ساتھ حدیث روایت کرتے ہیں۔

حدثنا یحیی بن آدم عن حسن بن عیاش عن عبدالملک بن ابحر عن الزبیر بن عدی عن ابراهیم عن الاسود قال صلیت مع عمر فلم یرفع یدیه فی شئی من صلاته الا حین افتتح الصلوة قال عبدالملک رایت الشعبی و ابراهیم وابا اسحاق لا یرفعون ایدیهم الا حین یفتتحون الصلوة.

ابن ابی شیبہ کہتے ہیں کہ بیان کیا ہم سے یحییٰ بن آدم نے حسن بن عیاش نے انہوں نے عبدالملک بن ابحر سے انہوں نے زبیر بن عدی سے انہوں نے ابراہیم سے انہوں نے اسود سے۔ اسود نے کہا کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ نماز پڑھی آپ نے رفع یدین صرف نماز شروع کرتے وقت کی پھر دوبارہ رفع یدین نہیں کیا۔ عبدالملک نے کہا کہ میں

نے امام شعبی ، ابراہیم اور ابو اسحاق کو دیکھا یہ سب حضرات نماز کی ابتداء کے سوا رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ 1 ص 237)

تو جناب! اس سند میں حمانی راوی نہیں ہے جس کو غیر مقلدین نے مجہول کہا ہے.........تو معلوم ہوا کہ یہ سند صحیح ثقہ سند ہے جو نہ مانے اس کی اپنی مرضی ہے.........

حدیث نمبر 24.

امام ابو بکر عبداللہ بن ابی شیبہ اپنی سند صحیح کے ساتھ حدیث روایت فرماتے ہیں ملاحظہ کیجئے۔

حدثنا ابوبکر بن[1] عیاش عن حصین[2] عن مجاهد[3] قال مارأیت ابن عمر یرفع یدیه الا فی اول مایفتتح.

ابن ابی شیبہ کہتے ہیں کہ بیان کیا ہم سے ابوبکر بن عیاش نے حصین بن عبدالرحمٰن سے انہوں نے مجاہد سے کہ مجاہد نے کہا کہ میں نے ابن عمر رضی

1. ابوبکر بن عیاش: صحیح بخاری کا راوی ہے۔ (دیکھئے بخاری جلد اول ص 263,260,232,186 496,275 پر مذکور ہے) اگر ابوبکر بن عیاش کو ضعیف کہو گے بخاری شریف کی اتنی روایات کا کیا ہوگا جن میں ابوبکر بن عیاش ہے۔ فافهم وتدبر۔

2. حصین بن عبدالرحمٰن بھی صحیح بخاری کا راوی ہے دیکھئے بخاری شریف جلد دوم 2 ص 725

3. اور امام مجاہد تو وہ بالاتفاق ثقہ ثبت حجت ہیں اور صحاح ستہ کے راوی ہیں اور خود امام ابوبکر بن ابی شیبہ بخاری کی تیس سندوں میں مذکور ہیں اور مسلم شریف کی پندرہ سو سے زائد سندوں میں مذکور ہیں۔

تو معلوم یہ ہوا کہ اس حدیث کی سند بخاری کی سند ہے اور صحیح ہے، جو اس سند کو صحیح نہیں مانتا حقیقت میں وہ بخاری کی ان روایات کا منکر ہے جن سندوں میں یہ راوی ہیں۔ فافهم و تدبر۔

اللہ تعالیٰ عنہما کو کبھی رفع یدین کرتے نہیں دیکھا سوائے تکبیر افتتاح کے

اس حدیث صحیح سے معلوم ہوا کہ خود حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی ترک رفع یدین پر عامل تھے اگر رفع یدین ترک نہ کر دیا گیا ہوتا تو ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ضرور رفع یدین کے ساتھ نماز پڑھتے۔ حضرت مجاہد جو کہ امام التفسیر ہیں اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کے شاگرد ہیں وہ فرماتے ہیں ہ میں نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو کبھی رفع یدین کرتے نہیں دیکھا سوائے تکبیر افتتاح کے۔ اس حدیث کے تمام راوی صحیح بخاری شریف کے ہیں اسی لئے امام عراقی کے استاد امام علامہ محدث ابن ترکمانی علیہ الرحمۃ جوہر نقی علیٰ البیہقی 2 ص 74 پر اس سند کے بارے میں فرماتے ہیں۔ **هذا سند صحيح۔**

تو قارئین کرام! اس حدیث ابن عمر سے پہلے آپ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند صحیح کے ساتھ حدیث پڑھی کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سوائے تکبیر افتتاح کے رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ اسی طرح ان کے صاحبزادے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی سوائے تکبیر افتتاح کے رفع یدین نہیں کرتے تھے جیسا کہ ابھی سندِ صحیح کے ساتھ حدیث گزری ہے جس کے تمام راوی بخاری شریف کے راوی ہیں۔

تو اگر رفع یدین متروک نہ ہوتا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ خلیفہ راشد ہیں آپ کی شخصیت سے یہ کب امید کی جاسکتی تھی کہ آپ رفع یدین نہیں کریں گے۔ پھر آپ کے صاحبزادے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جو کہ خود رفع یدین کرنے والی حدیث کے راوی ہیں اس کے باوجود آپ کا رفع یدین کے بغیر نماز پڑھنا دلیل ہے کہ رفع یدین متروک ہے اور جن روایات میں

رفع یدین کا ذکر ہے وہ منسوخیت سے پہلا کا ہے۔

حدیث نمبر 25.

امام المحدثین امام جلیل طحاوی[1] علیہ الرحمہ اپنی سند ثقہ کے ساتھ روایت فرماتے ہیں۔

حدثنا ابن ابی داؤد قال ثنا احمد بن یونس قال ثنا ابوبکر بن عیاش عن حصین عن مجاھد قال صلیت خلف ابن عمر فلم یکن یرفع یدیہ الا فی التکبیرۃ الاولی من الصلوٰۃ.

(طحاوی شریف 1 ص 163 مکتبہ حقانیہ ملتان)

امام ابوجعفر طحاوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ بیان کیا ہم سے ابن ابی داؤد نے کہا بیان کیا ہم سے احمد بن یونس نے کہا بیان کیا ہم سے ابوبکر بن عیاش نے انہوں نے حصین سے انہوں نے مجاہد سے کہ امام مجاہد نے کہا کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی تو آپ نے نماز میں رفع یدین نہیں کیا سوائے پہلی تکبیر کے۔

1 امام ابوجعفر طحاوی: پورا نام اس طرح ہے، احمد بن محمد بن سلامہ.......... مفید تصنیفات اور قیمتی فوائد کے مالک ہیں۔ یہ حدیث کی روایت میں ثقہ، ثبت اور بڑے حفاظ حدیث میں سے ایک ہیں۔

(البدایہ والنہایہ مترجم مطبوعہ نفیس اکیڈمی 11 ص 421)

ابن کثیر کے بعد امام ذھبی کا فرمان سنیے آپ فرماتے ہیں کہ طحاوی امام علامہ حافظ صاحب تصانیف عمدہ ہیں .... ابن یونس نے کہا کہ امام طحاوی دو سو سینتیس میں پیدا ہوئے اور آپ ثقہ، ثبت، فقیہ، عاقل ہیں اور اپنے بعد اپنی مثل نہ چھوڑا۔ (تذکرہ الحفاظ 3 ص 21)۔

اب ذھبی کے بعد غیر مقلدین کے ممدوح علامہ عبدالحی لکھنوی کی زبانی امام طحاوی کا ترجمہ سنیے .... آپ اپنی کتاب فوائد البھیہ میں فرماتے ہیں کہ احمد بن محمد بن سلامہ ابوجعفر طحاوی، امام جلیل القدر ہیں اور آفاق میں مشہور ہیں۔

وکان اماما فی الاحادیث والاخبار وسمع الحدیث من کثیر.

کہ آپ احادیث و اخبار میں امام ہیں اور آپ نے کثیر احادیث کا سماع کیا ہے۔

اور علامہ سیوطی علیہ الرحمہ نے آپ کا ذکر حسن الحاضرہ فی اخبار مصر والقاہرہ میں کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ آپ امام ثقہ ثبت فقیہ ہیں اور اپنے بعد اپنی مثل نہ چھوڑا اور انساب سمعانی میں ہے کہ آپ امام ثقہ فقیہ عاقل ہیں اور اپنے بعد اپنی مثل نہ چھوڑا۔

(ملخصا، فوائد البھیہ ص 33,32,31 مکتبہ خیر کثیر آرام باغ، کراچی)

ابن ابی داؤد:

دوسرے راوی ہیں، ابن ابی داؤد کے متعلق ابن حجر عسقلانی لسان المیزان 1 ص 276 پر فرماتے ہیں۔

کان من الحفاظ مکثرین.

یعنی آپ حافظ حدیث ہیں اور کثرت سے روایت کرنے والے ہیں۔

اس سند کے تیسرے راوی احمد بن یونس ہیں اور یہ بخاری شریف کے راوی ہیں۔ دیکھئے بخاری شریف 2 ص 725۔ ابو بکر بن عیاش، حصین بن عبدالرحمٰن بھی بخاری شریف کے راوی ہیں۔ بخاری اس صفحہ مذکورہ پر یہ سند اس طرح ہے۔ حدثنا احمد بن یونس قال حدثنا ابوبکر بن عیاش عن حصین بن عبدالرحمن۔

تو یہ بات واضح ہوگئی کہ حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو ترکِ رفع یدین پر صریح ہے۔ یہ حدیث امام بخاری علیہ الرحمہ کی شرط کے مطابق صحیح ہے کیونکہ اس کی ساری سند بخاری شریف والی ہے۔ اگر یہ راوی بخاری میں ثقہ ہیں تو یہاں بھی ثقہ ہیں۔ اگر یہاں ثقہ نہیں تو پھر بخاری میں بھی ان کو ثقہ نہ مانو۔

یاایھاالذین امنو اتقوا اللہ وقولوا قولا سدیدا.

حدیث نمبر 26.

جس طرح امام مجاہد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ترک رفع یدین کی روایت کی ہے اسی طرح ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آپ کے ایک اور شاگرد عبدالعزیز بن حکیم بھی ترک رفع یدین کی روایت کرتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے۔

امام محمد علیہ الرحمۃ موطا امام محمد میں فرماتے ہیں۔

قال محمد، اخبرنا محمد[1] بن ابان ابن صالح عن عبدالعزیز بن حکیم قال رأیت ابن عمر یرفع یدیه حذاء اذنیه فی اول تکبیرة افتتاح الصلوة ولم یرفعهما فیما سوی ذلک.

کہا خبر دی ہم کو محمد بن ابان بن صالح نے انہوں نے عبدالعزیز بن حکیم سے عبدالعزیز بن حکیم نے کہا کہ میں نے حضرت ابن عمر کو دیکھا کہ پہلی تکبیر کے وقت کانوں کے برابر رفع یدین کرتے تھے۔ پھر کسی جگہ رفع یدین نہیں کرتے تھے

(موطا امام محمد ص 90 مطبوعہ سعید ایچ ایم کمپنی کراچی)

تو اس سند میں عبدالعزیز بن حکیم، مجاہد کا متابع بھی موجود ہے حالانکہ اس حدیث کو متابعت کی حاجت نہیں کیونکہ پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ اس کی سند بخاری شریف والی ہے اور صحیح ہے تاہم متابعت سے اور بھی تقویت حاصل ہوتی ہے اس سند میں محمد بن ابان بن صالح پر کلام ہے۔

---

[1] محمد بن ابان بن صالح، پر اگرچہ ائمہ نے جرح کی ہے لیکن وہ مضر نہیں کیونکہ یہ حدیث بطور متابعت پیش کی ہے اور غیر مقلدین نے توضیح الکلام اور کئی کتب میں یہ تسلیم کیا ہے کہ ضعیف سند متابعت کو مضر نہیں پھر جبکہ محمد بن ابان بن صالح کوفی ہیں اور امام محمد بن حسن شیبانی بھی کوفہ کے رہنے والے تھے تو اگر یہ راوی ان کی نظر میں اس قابل نہ ہوتا تو آپ ہرگز اس سے احتجاج نہ کرتے۔

ابن عدی نے کامل 7 ص 296 پر کہا کہ محمد بن ابان کی حدیث لکھی جائے گی اس کے ضعف کے باوجود۔

حدیث نمبر 27.

امام مالک علیہ الرحمہ کے شاگرد رشید فقیہہ مجتہد محدث امام عبدالرحمٰن بن قاسم، مدونۃ الکبریٰ میں فرماتے ہیں۔

وکیع عن ابی بکر بن عبدالله بن قطاف النهشلی عن عاصم بن کلیب عن ابیه، ان علیا کان یرفع یدیه اذا افتتح الصلوٰة ثم لایعود.

(مدونۃ الکبریٰ 1 ص 69 مطبوعہ مصر مصنف ابن ابی شیبہ 1 ص 236)

امام وکیع نے ابو بکر بن عبداللہ بن قطاف نہشلی سے روایت کی ہے انہوں نے عاصم بن کلیب سے عاصم نے اپنے باپ کلیب سے کہ بے شک حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رفع یدین کرتے تھے جب نماز شروع کرتے تھے پھر دوبارہ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

اس روایت سے واضح ہو گیا کہ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی نماز میں رفع یدین نہیں کرتے تھے سوائے پہلی تکبیر کے، اگر یہ رفع یدین ترک نہ کی گئی ہوتی تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کبھی بھی رفع یدین نہ چھوڑتے، حالانکہ آپ خود رفع یدین کی ایک حدیث کے راوی ہیں۔ تو آپ کا رفع یدین نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اسے چھوڑ دیا گیا تھا ورنہ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خلاف سنت کام کا سوچا بھی نہیں جا سکتا تو اگر رفع یدین باقی ہوتی تو آپ ضرور رفع یدین کے ساتھ نماز پڑھتے۔

اور اسی حدیث کو امام کبیر امام طحاوی علیہ الرحمہ نے شرح معانی الآثار المعروف طحاوی شریف میں بھی روایت کیا ہے۔

(دیکھئے طحاوی شریف 1 ص 163 مکتبہ حقانیہ ملتان)

حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ اس سند طحاوی کے متعلق فرماتے ہیں۔

ورجاله ثقات

کہ اس سند کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

(الدرایہ فی تخریج احادیث الھدایہ 1 ص 152)

حافظ ابن حجر کی توثیق کے بعد اب غیر مقلدین کو اس حدیث پر اعتراض کا حق تو نہیں تھا لیکن کیا کریں ضد بڑی بُری بلا ہے۔

اس پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ اس کی سند میں ابو بکر عبد اللہ بن قطاف نہشلی ہے جو کہ ضعیف ہے۔

حالانکہ یہ راوی ثقہ ہے ضعیف نہیں ہے لیکن اس کے باوجود ہم اس حدیثِ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وہ سند پیش کر دیتے ہیں جس میں ابو بکر بن عبد اللہ بن نہشلی موجود نہیں ہے، وہ سند انتہائی درجہ کی اعلیٰ سند ہے۔

اہلبیت کرام کی سنہری سند ہے لو جناب ملاحظہ فرمائیں۔ وہ سند ہے حضرت سیدنا زید بن علی بن حسین بن بی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم اپنی مسند میں اسی سند کے ساتھ یعنی اپنے باپ علی بن حسین سے اور وہ سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

انه كان يرفع يديه فى التكبيرة الاولى الى فروع اذنيه ثم لا يرفعهما حتى يقضى صلاته.

بلاشبہ آپ پہلی تکبیر میں کانوں کی لو تک ہاتھ اُٹھاتے تھے پھر نہیں اُٹھاتے تھے حتیٰ کہ اپنی نماز پوری کر لیتے۔

(مسند امام زید ص 90)

یہ سنہری سند ہے جس کے تمام راوی جرح وقدح، سے بالاتر ہیں۔ امام زید 122ھ میں شہید ہوئے (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)۔ آپ زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے ہیں اور حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائی

ہیں اور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چچا محترم ہیں اور حضرت سیدنا امام حسین عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پڑپوتے ہیں۔ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ نے تہذیب التہذیب میں آپ کی ثقات بیان کی ہے۔

لو جناب! اب اس سند عالی میں نہ تو ابو بکر بن عبد اللہ نہشلی ہے جس کی بناء پر آپ حدیث کا انکار کریں اور نہ ہی کوئی اور ضعیف راوی۔

غیر مقلدین کے ممدوح علامہ شوکانی نے اپنی کتاب نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار 2 ص 183 پر امام زید کے مسند کا ذکر بھی کیا ہے جس کا دوسرا نام المجموع بھی ہے۔

غلام احمد حریری نے بھی امام زید کے مسند کا ذکر کیا ہے۔ دیکھئے تاریخ تفسیر ومفسرون ص 485۔

حدیث نمبر 28.

امام بخاری ومسلم کے استاذ الحدیث امام ابن ابی شیبہ اپنی سند کے ساتھ روایت فرماتے ہیں۔

حدثنا يحيى بن سعيد عن اسماعيل قال، كان قيس[1] يرفع يديه اول مايدخل فى الصلوة ثم لا يرفعهما.

کہ بیان کیا ہم سے یحییٰ بن سعید نے انہوں نے اسماعیل سے اسماعیل نے کہا کہ حضرت قیس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) رفع یدین کرتے جب نماز

[1] قیس بن ابی حازم: آپ کے متعلق امام ذہبی لکھتے ہیں کہ آپ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد ہیں اور آپ ثقہ حجت ہیں۔ قریب ہے کہ آپ صحابی ہوں۔ ابن معین اور تمام لوگوں نے آپ کو ثقہ کہا ہے۔ (میزان الاعتدال 3 ص 392)

شروع کرتے تھے پھر دوبارہ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ 1 ص 236)

امام ذھبی کے ایک قول کے مطابق آپ صحابی ہیں اور آپ صرف نماز شروع کرتے وقت رفع یدین کرتے تھے دوبارہ نہیں کرتے تھے اور اگر دوسرے قول کے مطابق آپ کو تابعی ہی مانا جائے تو پھر بھی دلیل ہے آپ کبار تابعی ہیں یعنی حضرت سیدنا امیر المومنین امام المتقین خلیفہ بلافصل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور خلیفہ راشد سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد ہیں۔ اگر آپ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو رفع یدین کرتے دیکھتے تو آپ ضرور رفع یدین کرتے مگر آپ ترکِ رفع یدین کے قائل ہیں معلوم ہوا کہ آپ کے اساتذہ یعنی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی ترکِ رفع یدبن کے قائل ہیں اور جو احادیث رفع یدین کی ہیں وہ منسوخ ہونے سے پہلے کی ہیں۔

والله اعلم بالصواب

حدیث نمبر 29.

امام ابن ابی شیبہ فرماتے ہیں کہ:

حدثنا وکیع واسامة عن شعبة عن ابی اسحاق قال کان اصحاب عبدالله واصحاب علی لایرفعون ایدیهم الا فی افتتاح الصلوة.

بیان کیا ہم سے وکیع اور اسامہ نے۔ ان دونوں نے شعبہ سے انہوں نے ابو اسحاق سے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے تمام شاگرد صرف نماز شروع کرتے وقت رفع یدین کرتے تھے

پھر دوبارہ نہیں کرتے تھے۔ (ابن ابی شیبہ 1 ص 236)

اس حدیث کے متعلق علامہ ابن ترکمانی جوہر نقی میں فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی سند صحیح جلیل ہے۔ (جوہر نقی علی البیہقی 2 ص 97)

اس پر یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ اس کی سند میں ابو اسحاق سبیعی ہے جو کہ ضعیف ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ بالکل یہ غلط بات ہے کہ یہ راوی ضعیف ہے، بلکہ یہ ثقہ ہے اور کتب رجال میں ان کی کافی توثیق موجود ہے۔

دارقطنی نے کتنی ہی حدیثوں کو صحیح کہا ہے جن کی اسناد میں یہی راوی ابو اسحاق ہے دیکھئے مثلاً دارقطنی[1] 1 ص 449 پر، تو معلوم ہوا کہ امام دارقطنی کے نزدیک ابو اسحاق کی حدیث صحیح ہے اسی لئے علامہ ابن ترکمانی جو کہ حافظ عراقی کے استاذ الحدیث ہیں اور حدیث، تفسیر، فقہ، اصول میں ید طولیٰ رکھنے والے ہیں۔ انہوں نے اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے۔ جیسا کہ حوالہ اوپر مذکور ہو چکا، تو اگر رفع یدین باقی ہوتی یعنی نہ چھوڑ دی گئی ہوتی تو حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے شاگرد کیوں رفع یدین چھوڑتے۔

حدیث نمبر 30.

امام ابن ابی شیبہ اپنی سند صحیح کے ساتھ روایت فرماتے ہیں۔

حدثنا ابن فضیل عن عطاء عن سعید بن جبیر عن ابن عباس،

بیان کیا ہم سے ابن فضیل نے انہوں نے سعید بن جبیر سے انہوں نے ابن

---

[1] شیخ مہدی حسن نے بھی دارقطنی کے ذیل میں ابو اسحاق کی حدیث کو صحیح کہا ہے۔

قال لاترفع الایدی الا فی سبع مواطن، واذا قام الی الصلوٰۃ واذا رای البیت وعلی الصفا والمروۃ وفی عرفات وفی جمع وعند الجمار.

(ابن ابی شیبہ ص237,236)

عباس سے کہ آپ نے فرمایا رفع یدین نہ کیا جائے سوائے سات مقام کے، نماز شروع کرتے وقت اور بیت اللہ کی زیارت کے وقت اور صفا پہاڑی پر اور مروہ پر اور وقوف عرفہ کے وقت وقوف مزدلفہ کے وقت اور رمی جمار کے وقت۔

یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فتویٰ ہے جس کی سند صحیح ہے اور آپ نے رفع یدین کے مقامات بیان کئے ہیں کہ رفع یدین کہاں کہاں کیا جائے گا جس میں نماز کا ذکر بھی ہے باقی چھ مقام حج میں، تو نماز کے متعلق رفع یدین کا ذکر آپ نے صرف پہلی بار کا کیا ہے۔ یعنی نماز شروع کرتے وقت رفع یدین کی جائے گی۔ مگر آپ نے رکوع وسجود والی رفع یدین کا ذکر بالکل نہیں کیا۔ اگر رکوع کے وقت رفع یدین ہوتا تو آپ ضرور اس کا ذکر کرتے مگر آپ نے صرف ابتداء کا ذکر کیا ہے۔ معلوم ہوا کہ جن روایات میں رفع یدین کا ذکر ہے وہ متروک ہیں یعنی نسخ سے پہلے کا ہے۔ جیسا کہ امام جلیل استاذ المحدثین امام طحاوی علیہ الرحمہ نے شرح معانی الآثار میں وضاحت کی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس حدیث کو مرفوع بھی بیان کرتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

امام جلیل حدیث کے بہت بڑے امام، طبرانی علیہ الرحمہ اپنی معجم کبیر 11 ص 606 پر فرماتے ہیں۔

حدیث نمبر 31.

کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لا ترفع الایدی الا فی سبع مواطن، حین یفتح الصلوٰۃ وحین یدخل مسجد الحرام فینظر الی البیت وحین یقوم علی الصفا وحین یقوم علی المروۃ وحین یقف مع الناس عشیۃ عرفۃ وبجمع والمقامین حین یرمی الجمرۃ.

رفع یدین نہ کیا جائے مگر سات مقامات میں جب نماز شروع کی جائے اور جب مسجد حرام میں داخل ہوتے ہوئے بیت اللہ پر نظر پڑے اور جب صفا اور مروہ پہاڑی پر کھڑا ہو اور عرفہ میں بعد از زوال جب لوگوں کے ساتھ وقوف کرے اور مزدلفہ میں وقوف کے وقت اور جمرتین کی رمی کرتے وقت۔

معجم طبرانی کبیر جلد گیارہ ص 305,304 بحوالہ نزل الابرار ص 43 نصب الرایہ 1 ص 390

غیر مقلدین کے محدث علامہ نواب صدیق حسن خاں کہتے ہیں۔

من حدیث ابن عباس بسند جید.

کہ اس حدیث ابن عباس کی سند بڑی عمدہ ہے۔ (نزل الابرار ص 44)

غیر مقلدین اس پر ایک اعتراض یہ بھی کرتے ہیں کہ اس کی سند میں محمد بن ابی لیلیٰ موجود ہے جس پر جہتِ حفظ سے کلام ہے۔ تو اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ جرح وتعدیل کے امام علامہ ذھبی علیہ الرحمہ محمد بن ابی لیلیٰ کی حدیث کو

درجہ حسن کی حدیث قرار دیتے ہیں۔

(دیکھئے تذکرۃ الحفاظ 1 ص 129 مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

حدیث نمبر 32.

امام ابن ابی شیبہ اپنی سند کے ساتھ روایت فرماتے ہیں کہ:

حدثنا وکیع عن مسعر عن ابی معشر عن ابراھیم عن عبداللہ انہ کان یرفع یدیہ فی اول مایستفتح ثم لا یرفعھما.

بیان کیا ہم سے وکیع نے مسعر سے انہوں نے ابومعشر سے انہوں نے ابراہیم (نخعی) علیہ الرحمۃ سے انہوں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ آپ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز شروع کرتے وقت رفع یدین کرتے تھے پھر دوبارہ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

(ابن ابی شیبہ 1 ص 236)

تو معلوم ہوا کہ رفع یدین متروک ہے یعنی رکوع والی رفع یدین اگر یہ رفع یدین متروک نہ ہوتی تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیوں چھوڑتے۔ آپ کے شاگرد کیوں چھوڑتے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیوں چھوڑتے اور آپ کے شاگرد کیوں رفع یدین ترک کرتے۔ حضرت ابن عمر، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے چھوڑ دیا تو احناف کثرہم اللہ تعالیٰ نے بھی رکوع جاتے وقت سر اُٹھاتے وقت کی رفع یدین چھوڑ دی۔

حدیث نمبر 33.

امام ابن ابی شیبہ اپنی سند ثقہ کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔

حدثنا ابن مبارک عن اشعث عن الشعبی[1] انہ کان یرفع یدیہ فی اول التکبیر ثم لا یرفعھما.

بیان کیا ہم سے ابن مبارک نے انہوں نے اشعث سے انہوں نے امام شعبی سے کہ آپ رفع یدین صرف نماز شروع کرتے وقت کرتے تھے پھر دوبارہ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

(ابن ابی شیبہ 1 ص 236)

قارئین محترم! دیکھا آپ نے کہ پانچ سو صحابہ کرام کی زیارت کرنے والا جلیل القدر امام رفع یدین کا قائل نہیں بلکہ ترکِ رفع یدین کا عامل ہے اگر آپ نے صحابہ کرام کو رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا ہوتا یا صحابہ کرام میں مروج ہوتا تو اتنا بڑا امام رفع یدین کے بغیر نماز نہ پڑھتا۔ معلوم ہوا کہ جن احادیث میں رفع یدین کا ذکر ہے وہ منسوخ ہیں جیسا کہ نسخ پر پہلے شروع میں مرفوع احادیث درج ہو چکی ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

روایت نمبر 34.

امام طحاوی علیہ الرحمہ اپنی سند ثقہ کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ:

حدثنی ابن ابی داؤد قال ثنا احمد بن یونس قال ثنا ابوبکر بن عیاش[2] قال مارایت فقیھا قط یفعلہ یرفع یدیہ فی غیر التکبیرۃ الاولی.

بیان کیا مجھ سے ابن ابی داؤد نے کہا بیان کیا ہم سے احمد بن یونس نے کہا بیان کیا ہم سے ابوبکر بن عیاش نے کہا کہ میں نے کوئی ایسا فقیہ نہیں دیکھا جو کہ رفع یدین کرتا ہو سوائے

---

[1] امام شعبی وہ جلیل القدر تابعی ہیں جن کو پانچ سو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زیارت کا شرف حاصل ہے

[2] امام ابوبکر بن عیاش: صحیح بخاری کے راوی ہیں دیکھئے گذشتہ صفحہ نمبر 61 پر حاشیہ۔

تکبیر افتتاح۔

(شرح معانی الآثار للطحاوی 1 ص165 مکتبہ حقانیہ ملتان)

ابوبکر بن عیاش کا فرمان اس دور کی خوب ترجمانی کرتا ہے کہ رفع یدین متروک ہے۔

روایت نمبر 35.

امام ابراہیم نخعی[1] علیہ الرحمہ جو کہ جلیل القدر فقیہ اور تابعی ہیں آپ رفع یدین سے منع کرتے تھے اور آپ بخاری شریف کے راوی ہیں۔

امام الائمہ امام الفقہاء امام ربانی محمد بن حسن شیبانی علیہ الرحمۃ کتاب الآثار میں فرماتے ہیں۔

كذالك بلغنا عن ابراهيم انه قال لا ترفع يديك في شئي من صلاتك بعدالمرة الاولى.

امام محمد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ہمیں یہ بات اسی طرح پہنچی ہے کہ حضرت ابراہیم نخعی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ تو رفع یدین نہ کر اپنی نماز میں پہلی تکبیر کے بعد

(کتاب الآثار ص174 مطبوعہ الرحیم اکیڈمی)

اسی روایت کو امام بخاری و مسلم کے استاذ الحدیث امام ابن ابی شیبہ باسند روایت کرتے ہیں۔

حدثنا هشيم قال اخبرنا حصين و مغيرة عن ابراهيم انه كان يقول اذا كبرت في الصلوٰة فارفع

بیان کیا ہم سے ہشیم نے کہا خبر دی ہم کو حصین اور مغیرہ نے انہوں نے ابراہیم (نخعی) سے کہ آپ نے فرمایا

[1] امام ابراہیم نخعی علیہ الرحمۃ صحیح بخاری کے راوی ہیں۔

يديك ثم لا ترفعهما فيما بقي.

(مصنف ابن ابی شیبہ 2 ص236)

جب تو تکبیر کہے نماز کی ابتدا میں تو رفع یدین کر پھر اس کے بعد باقی نماز میں کسی جگہ رفع یدین نہ کر۔

اس کی دوسری سند یہ ہے۔ امام ابن ابی شیبہ فرماتے ہیں:

حدثنا ابوبكر بن عياش عن حصين و مغيرة عن ابراهيم قال لاترفع يديك في شئي من الصلوة الا في الافتتاحة الاولى.

(ابن ابی شیبہ 2 ص236)

بیان کیا ہم سے ابوبکر بن عیاش نے انہوں نے حصین اور مغیرہ دونوں سے روایت کی انہوں نے (امام) ابراہیم نخعی سے کہ آپ نے فرمایا کہ نہ رفع یدین کر تو نماز میں سوائے پہلی تکبیر کے۔

روایت نمبر 36.

عن عباد بن الزبير ان رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم كان اذا افتتح الصلوٰة رفع يديه في اول الصلوة ثم لم يرفعهما في شئي حتي يفرغ.

حضرت عباد بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز شروع کرتے وقت ہاتھ اُٹھاتے تھے پھر نماز سے فارغ ہونے تک کسی جگہ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

(اخرجہ البیہقی فی الخلافیات، بحوالہ: الدرایہ فی تخریج احادیث ہدایہ 1 ص152)

روایت نمبر 37.

امام دارقطنی نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے احمد بن عبداللہ الوکیل نے کہا بیان کیا ہم سے حسن بن عرفہ نے کہا بیان کیا ہم سے ہشیم نے انہوں نے

حصین سے۔ دوسری سند بیان کیا ہم سے حسین بن اسماعیل نے اور عثمان بن محمد بن جعفر نے۔ دونوں نے کہا کہ خبر دی ہم کو یوسف بن موسیٰ نے کہا خبر دی ہم کو جریر نے انہوں نے حصین بن عبدالرحمٰن سے حصین بن عبدالرحمٰن نے کہا کہ ہم ابراہیم (نخعی) پر داخل ہوئے تو عمرو بن مرۃ نے ابراہیم سے بیان کیا کہ ہم نے حضرمیین کی مسجد میں نماز پڑھی پس بیان کیا مجھ سے علقمہ بن وائل نے انہوں[1] نے اپنے باپ سے کہ انہوں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رفع یدین کرتے تھے جب نماز شروع کرتے اور جب رکوع کرتے اور جب سجدہ کرتے تو حضرت ابراہیم (نخعی) نے فرمایا کہ میرے خیال میں تو تیرے باپ نے اسی ایک دن ہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا ہے تو کیا اس نے یاد کرلیا اور حضرت عبداللہ نے یاد نہ رکھا؟ پھر حضرت ابراہیم (نخعی) نے فرمایا کہ بے شک رفع یدین تو صرف نماز کے شروع میں ہی کرنا چاہیے۔

(دارقطنی 1 ص 394)

شیخ مجدی حسن نے دارقطنی کے ذیل میں کہا کہ:

اسناد صحیح۔ اس کی سند صحیح ہے۔

یہ امام ابراہیم نخعی علیہ الرحمہ وہی امام جلیل ہیں جن کے اقوال امام بخاری علیہ الرحمہ نے بخاری شریف میں کئی مقامات پر درج فرمائے ہیں مثلاً دیکھئے بخاری شریف 1 ص 44,180,170,84,37 اور کئی مقامات پر۔ یہ وہی امام

---

[1] عن ابیہ انہ رای رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یرفع یدیہ حین یفتح الصلاۃ واذا رکع واذا سجد، فقال ابراھیم ماأری اباک رای رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الا ذلک الیوم الواحد فحفظ ذلک. وعبداللہ لم یحفظ ذلک منہ، ثم قال ابراھیم انما رفع الیدین عند افتتاح الصلاۃ۔ (دارقطنی 1 ص 394)

نخعی ہیں جو کہ بخاری شریف کے راوی ہیں دیکھئے جلد اول ص 344، جلد اول ص 10 اور کئی مقامات پر،......... یہ وہی امام جلیل ہیں جن کے بارے میں امام جرح وتعدیل ذھبی علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ ابراہیم نخعی علیہ الرحمہ حدیث کو بڑا پرکھنے والے تھے۔ (دیکھئے تذکرۃ الحفاظ للذھبی 1 ص 59)

تو اس فن حدیث کے امام نے کس طرح رفع یدین کی روایت کو رد کیا اور ترک رفع یدین کی تعلیم دی۔ تو اگر رفع یدین کرنا صحیح ہوتا تو اتنا بڑا امام جو کہ تابعی بھی ہے وہ رفع یدین کی مخالفت کیوں کرتے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اس وقت رفع یدین متروک تھا۔

روایت نمبر 38.

امام دارقطنی فرماتے ہیں کہ حدیث بیان کی ہم سے احمد بن العلاء نے کہا بیان کیا ہم سے ابوالاشعث نے کہا بیان کیا ہم سے محمد بن بکر نے کہا بیان کیا ہم سے شعبہ نے انہوں نے یزید بن ابی زیاد سے کہا یزید بن ابی زیاد نے کہ سنا میں نے ابن ابی لیلیٰ سے وہ کہتے تھے کہ سنا میں نے براً (بن عازب) سے اس مجلس میں جس میں قوم کو یہ حدیث سناتے تھے ان میں کعب بن عجرہ بھی تھے کہ[1] دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جب شروع کی نماز تو رفع یدین کی پہلی تکبیر میں۔ (دارقطنی 1 ص 396)

امام دارقطنی نے اس حدیث پر کسی قسم کی کوئی جرح نہیں کی۔ اس حدیث میں وضاحت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رفع یدین صرف ابتداء کی تکبیر پر کی ہے پھر نہیں کی کیونکہ اس حدیث میں فی اول تکبیرۃ کی قید

---

[1] قال رایت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حین افتتح الصلاۃ یرفع یدیہ فی اول تکبیرۃ. (دارقطنی 1 ص 396)

ہے۔ اگر صرف ابتداء کی رفع یدین ہی بیان کرنا مقصود ہوتا تو اتنا ہی کافی تھا کہ جب نماز شروع کی تو رفع یدین کیا لیکن اس میں فی اول تکبیرۃ کی قید ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ بس شروع میں رفع یدین کی پھر نہیں کی۔ اس کی سند میں یزید بن ابی زیاد ہے جس کو ضعیف کہا گیا ہے۔

الجواب:

یزید بن ابی زیاد کو کئی حضرات ثقہ کہنے والے بھی تو موجود ہیں۔ دیکھئے غیر مقلد علامہ احمد شاکر صاحب شرح ترمذی 1 ص 195 مطبوعہ بیروت پر لکھتے ہیں کہ حق بات یہ ہے کہ راوی ثقہ ہے۔ ابن شاہین نے بھی اس کو ثقات میں داخل کیا ہے۔ امام احمد بن صالح مصری نے کہا کہ یزید بن ابی زیاد ثقہ ہے اور مجھے اس کا قول پسند نہیں جس نے اس راوی میں کلام کیا ہے۔ امام ابن سعد نے طبقات میں فرمایا ہے کہ یزید بن ابی زیاد ثقہ ہے۔......... یہی احمد شاکر صاحب شرح ترمذی کی دوسری جلد ص 409 پر لکھتے ہیں۔ ایک حدیث کے بارے میں جس کی سند میں یہی یزید بن ابی زیاد ہے اس کے متعلق فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا مدار یزید بن ابی زیاد پر ہے اور وہ ثقہ ہے اور اس کی حدیث صحیح ہے۔ اب تو غیر مقلدین کو چاہیے کہ اس حدیث کو بھی صحیح مان لیں۔

روایت نمبر 39.

حضرت امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ حدیث بیان کی مجھ سے میرے والد نے (یعنی امام احمد بن حنبل) کہا حدیث بیان کی ہم سے عبدالقدوس بن بکر بن خنیس نے کہا خبر دی ہم کو حجاج بن عامر بن عبداللہ بن زبیر سے انہوں نے اپنے باپ سے کہا عبداللہ بن زبیر

نے دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جب شروع کی نماز تو رفع یدین کیا کانوں تک۔ (مسند امام احمد بن حنبل 3 ص 466)

اس حدیث میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسئلہ رفع یدین بیان کیا ہے اگر عند الرکوع اور بعد الرکوع بھی رفع یدین ہوتا تو عبداللہ بن زبیر اس حدیث میں ضرور بیان کرتے۔ لیکن آپ نے صرف نماز شروع کرتے وقت کی رفع یدین بیان کی ہے۔ معلوم ہوا کہ حضرت عبداللہ بن زبیر کی حدیث میں اصلاً ابتدا کی ہی رفع یدین ہے۔

روایت نمبر 40.

امام ابوعوانہ[1] فرماتے ہیں کہ ہم سے عبداللہ بن ایوب مخزومی اور سعدان بن نصر اور شعیب بن عمرو تینوں نے حدیث بیان کی انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے سفیان بن عینیہ نے انہوں نے زہری سے انہوں نے سالم سے انہوں نے اپنے باپ عبداللہ بن عمر سے کہا عبداللہ نے کہ دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جب شروع کی نماز تو رفع یدین کیا کندھوں تک اور کہا بعض نے حذو منکبیہ یعنی یحاذی بھما کی جگہ اور جب ارادہ کیا رکوع کا اور رکوع سے سر اٹھانے کے بعد رفع یدین نہیں کیا اور بعض نے کہا کہ اور نہیں کرتے تھے رفع یدین دو سجدوں کے درمیان اور معنی ایک ہی ہے۔

(صحیح ابوعوانہ ص 463)

1 حدثنا عبداللہ بن ایوب المخزومی و سعدان بن نصر و شعیب بن عمرو فی آخرین قالوا حدثنا سفیان بن عیینة عن الزهری عن سالم عن ابیه قال رایت رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا افتتح الصلوة رفع یدیه حتی یحاذی بهما وقال بعضهم حذو منکبیه واذا ارادان یرکع وبعد ما یرفع راسه من الرکوع لا یرفعهما. وقال بعضهم ولا یرفع بین السجدتین والمعنی واحد.

قارئین مکرم! یہ حدیث بھی صحیح مرفوع اور ترک رفع یدین پر صریح ہے کہ خود حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ترک رفع یدین روایت فرماتے ہیں اور یہ روایت تو خود حضرت عبداللہ بن عمر کے اپنے عمل کے مطابق ہے یعنی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود رفع یدین کے بغیر نماز پڑھتے تھے جیسا کہ حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ کے استاد امام ابوبکر بن ابی شیبہ اپنے مصنف 1 ص 237 میں سند ثقہ کے ساتھ حدیث روایت فرماتے ہیں کہ حضرت مجاہد نے فرمایا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر کو کبھی رفع یدین کرتے نہیں دیکھا سوائے افتتاح صلوٰۃ کے۔

تو جو حدیث حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اپنے عمل کے مطابق ہے اسے تو غیر مقلدین رد کرتے ہیں اور جس حدیث میں خود ان کا اپنا عمل نہیں تھا اس کو مانتے ہیں۔ غیر مقلدین اس حدیث کو رد کرنے کے لئے غلط بہانے بناتے ہیں کبھی کہتے ہیں امام ابوعوانہ نے باب باندھا ہے رفع یدین کرنے کا تو حدیث ترک رفع یدین کی کیسے بیان کر سکتے ہیں۔ لیکن یہ غیر مقلدین کی بنیاد کمزور ہے بلکہ غلط ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے جب الفاظ حدیث میں صراحت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رکوع جاتے وقت اُٹھاتے وقت رفع یدین نہیں کی تو اب حدیث کے مقابلے میں امام کے باب کو ترجیح دینا یہ کہاں کا انصاف ہے اور یہ کیسی حدیث سے محبت ہے کہ حدیث کے الفاظ کا انکار اور محدث کے باب باندھنے کا اعتبار۔ تو اگر غیر مقلدین کو باب پر ہی اصرار ہے تو یہ چند مثالیں حاضر خدمت ہیں۔

دیکھئے امام محدث فقیہ عبدالرحمٰن بن قاسم نے مدونۃ الکبریٰ 1 ص 68 پر باب تو باندھا ہے۔ (رفع الیدین فی الرکوع والاحرام) یعنی رفع یدین کرنا

رکوع میں اور تکبیر تحریمہ کے وقت۔ لیکن اس پورے باب میں رفع یدین عند الرکوع کی ایک بھی حدیث نقل نہیں کی بلکہ ترک رفع یدین کی پانچ روایات نقل کی ہیں بلکہ اسی باب میں امام عبدالرحمٰن بن قاسم نے امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رفع یدین کا ضعیف ہونا بیان کیا ہے کہ امام مالک کے نزدیک رکوع والی رفع یدین ضعیف ہے۔

اب دیکھئے غیر مقلدین کا اعتراض یہ تھا کہ صحیح ابوعوانہ میں باب تو ہے رفع یدین کرنے کا لیکن حدیث ترک رفع یدین کی۔ اگر یہ حدیث ترک رفع یدین کی ہوتی تو امام یہ باب کیوں باندھتا۔

قارئین کرام! آپ بغور دیکھیں میں نے مدونۃ الکبریٰ کا حوالہ دیا ہے کہ امام نے باب تو باندھا ہے۔ رفع یدین کرنے کا لیکن رفع یدین کرنے کی ایک بھی حدیث نقل نہ کی بلکہ ترک رفع یدین عندالرکوع کی پانچ روایات نقل کی ہیں تو یہاں پر غیر مقلدین کیا جواب دیں گے۔

اسی طرح امام اجل حضرت سید علی متقی علیہ الرحمہ نے کنز العمال 8 ص 46 پر باب تو قائم کیا ہے۔ رفع الیدین کا اور پھر اسی رفع یدین کے باب میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث نقل کی کہ آپ رفع یدین نہیں کرتے تھے سوائے تکبیر تحریمہ کے۔

اسی طرح امام بخاری ومسلم کے استاد امام ابوبکر بن ابی شیبہ اپنے مصنف 1 ص 271 پر باب تو باندھتے ہیں فی رفع الیدین بین السجدتین کہ باب سجدتین کے درمیان رفع یدین کرنا لیکن پہلی ہی حدیث وہ ذکر کی جس میں بین السجدتین رفع یدین کی نفی ہے۔ یہاں پر وہابی کیا جواب دیں گے۔

تو اس اصولی تحریر سے معلوم ہوا کہ غیر مقلدین جو باب کا عذر لے کر

اس حدیث ابوعوانہ کا انکار کرتے ہیں محض ضد ہٹ دھرمی میں صحیح حدیث کا انکار کرتے ہیں۔

بلکہ دیکھئے بعض اوقات امام باب کوئی اور باندھتا ہے اور حدیث کوئی اور بیان کرتا ہے۔ دیکھئے بخاری شریف جلد اول 1 ص 2 پر حضرت امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے باب تو باندھا ہے۔

باب کیف کان بدؤ الوحی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ـ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر وحی کی ابتداء کس طرح ہوئی۔

اب دیکھئے باب تو باندھا وحی کا اور حدیث بیان کی کہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ اب اس حدیث کا وحی کے باب سے کیا تعلق ہے۔

(بخاری شریف جلد اول ص 35 پر باب تو باندھا ہے)

باب البول قائما و قاعدا۔ کہ باب کھڑے ہوکر اور بیٹھ کر بول کرنا۔

اب اس باب میں بیٹھ کر پیشاب کرنے کا بھی ذکر ہے اور کھڑے ہوکر کرنے کا بھی .... لیکن امام بخاری علیہ الرحمہ نے اس باب میں تین حدیثیں تو بول کھڑے ہوکر کرنے کی نقل کی ہیں اور بیٹھ کر کرنے کی اس باب میں ایک بھی حدیث نقل نہ فرمائی۔ غیر مقلدین میں اگر کوئی دم خم ہے تو اس باب میں سے بیٹھ کر بول کرنے کی ایک ہی حدیث دکھا دیں لیکن یقین جانیئے بخاری شریف جلد اول ص 35 کے اس باب سے کوئی غیر مقلد قیامت تک بیٹھ کر پیشاب کرنے کی حدیث نہیں دکھا سکتا۔ تو اب غیر مقلدین ہی بتائیں کہ باب میں تو ذکر تھا کہ کھڑے ہوکر اور بیٹھ کر پیشاب کرنا۔ لیکن کھڑے ہوکر پیشاب کرنے کی تو تین حدیثیں بیان کیں لیکن بیٹھ کر کرنے کی ایک بھی نقل نہ کی۔ اب غیر مقلدین ہی بتائیں اس باب کی ان حدیثوں سے کیا مناسبت ہے۔

غیر مقلدین کے علامہ وحید الزماں صاحب تیسیر الباری شرح بخاری جلد اول ص 224 پر ایک باب کے متعلق لکھتے ہیں کہ اس باب کو بظاہر کتاب الحیض سے کوئی تعلق نہیں۔

غیر مقلدین تو ایک حدیث کی بات کرتے ہیں۔ وحید الزماں صاحب تو کہتے ہیں اس پورے باب کا ہی کتاب الحیض سے کوئی تعلق نہیں۔

وحید الزماں صاحب ایک اور باب کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی مناسبت باب سے بیان کرنے میں لوگوں کی عقلیں حیران ہوئی ہیں اور کئی توجیہیں بیان کی ہیں۔ (تیسیر الباری شرح بخاری 1 ص 174)

تو قارئین کرام! دیکھئے اس فقیر نے کتنی مثالیں پیش کی ہیں کہ محدث نے باب باندھا اور حدیث وہ پیش کی جس کی باب سے مناسبت ہی نہیں ہے تو ان تمام روایات اور ان بابوں کے متعلق غیر مقلدین کیا کہیں گے۔ معلوم ہوا کہ غیر مقلدین کا یہ عذر غلط اور تعصب پر مبنی ہے جس کی بنا پر مسند ابوعوانہ کی حدیث صحیح کا انکار کرتے ہیں جو کہ ترک رفع یدین کی مرفوع صحیح صریح حدیث ہے۔

روایت نمبر 41.

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے خالد بن یزید سے انہوں نے سعید بن ابی ہلال سے انہوں نے محمد بن عمرو بن حلحلہ سے انہوں نے محمد بن عمرو بن عطاء سے۔

دوسری سند:

یحییٰ بن بکیر نے کہا مجھ سے لیث نے بیان کیا۔ انہوں نے یزید بن ابی

حبیب اور یزید بن محمد قرشی سے انہوں نے محمد بن عمر بن حلحلہ سے انہوں نے محمد بن عمرو بن عطاء سے وہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کئی اصحاب کے ساتھ بیٹھے تھے پھر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز کا ذکر آیا تو ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے کہا میں تم سب میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز کو خوب یاد رکھنے والا ہوں۔ میں نے دیکھا آپ جب تکبیر تحریمہ کہتے تو اپنے دونوں ہاتھ دونوں کندھوں کے برابر لے جاتے اور جب رکوع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھ دونوں گھٹنوں پر جما دیتے پھر اپنی پیٹھ جھکا کر سر اور گردن کے برابر کر دیتے پھر سر اٹھا کر سیدھے کھڑے ہو جاتے۔ آپ کی پیٹھ کی ہر پسلی اپنی جگہ پر آجاتی اور جب سجدہ کرتے تو دونوں ہاتھ زمین پر رکھتے نہ بانہوں کو بچھاتے اور نہ سمیٹ کر پہلو سے لگا دیتے اور پاؤں کی انگلیوں کی نوکیں قبلے کی طرف رکھتے جب دو رکعتیں پڑھ چکتے تو بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھتے اور داہنا پاؤں کھڑا رکھتے جب اخیر رکعت پڑھ چکتے تو بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھتے اور داہنا پاؤں کھڑا رکھتے اور سرین کے بل بیٹھتے۔ الخ (بخاری شریف جلد اول ص 114، ترجمہ وحید الزماں۔ تیسیر الباری 1 ص 546)

اس حدیث صحیح میں حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو نماز پڑھ کر دکھائی۔ رفع یدین تحریمہ کے وقت کیا۔ پھر رکوع کا ذکر کیا۔ گھٹنوں پر ہاتھ جمانے کا ذکر کیا۔ پیٹھ سیدھی کرنے کا ذکر کیا۔ پھر رکوع سے سر اٹھانے کا ذکر کیا لیکن آپ نے رفع یدین کا ذکر بالکل نہیں فرمایا اور کسی ایک صحابی نے بھی یہ نہیں کہا کہ تم نے رکوع والی رفع یدین کا ذکر کیوں نہیں کیا............ اگر حضرت ابو حمید ساعدی کی حدیث میں رفع یدین عند الرکوع کا ذکر ہوتا تو حضرت امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ضرور ذکر فرماتے۔ ہاں ابتداء کی

رفع یدین پر سب کا اتفاق ہے اس لئے اس حدیث میں ابتداء کی رفع یدین کا ہی ذکر ہے............ باقی جتنی بھی اسناد ہیں جن میں رفع یدین کا ذکر ہے حضرت ابو حمید ساعدی کی حدیث میں۔ تو وہ تمام اسناد و متن مضطرب ہیں اور سندیں مجروح بھی۔

حافظ ابن حجر نے الدرایہ میں ابو حمیدی ساعدی کی حدیث بحوالہ ابو داؤد۔ ذکر کی جس میں رفع یدین عند الرکوع و بعد الرکوع کا ذکر ہے پھر ابن حجر کو بھی یہ کہنا پڑا کہ اصلہ فی البخاری۔ کہ اصل حدیث بخاری میں ہے اور بخاری میں جو روایت ہے اس میں رفع یدین عند الرکوع اور بعد الرکوع نہیں ہے۔ (الدرایہ ص 153)

روایت نمبر 42.

حضرت عبد الرحمٰن بن غنم فرماتے ہیں کہ حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ نے اپنی قوم کو جمع کر کے فرمایا اے اشعری قوم جمع ہو جاؤ اور اپنی عورتوں اور اپنے بچوں کو بھی جمع کرو تا کہ تمہیں میں جناب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز کی تعلیم دوں جو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمیں مدینہ منورہ میں پڑھایا کرتے تھے (الی) پس مردوں نے صف باندھی نزدیک ترین صف میں اور بچوں نے صف باندھی ان کے پیچھے اور عورتوں نے صف باندھی بچوں کے پیچھے پھر کسی نے نماز کے لئے اقامت کہی پس آپ نماز پڑھانے کے لئے آگے ہو گئے پھر رفع یدین کیا اور تکبیر تحریمہ کہی پھر فاتحۃ الکتاب اور اس کے بعد سورۃ دونوں کو خاموشی سے پڑھا پھر تکبیر کہی اور رکوع کیا اور سبحان اللہ وبحمدہ تین بار کہا پھر سمع اللہ لمن حمدہ کہہ کر سیدھے کھڑے ہو گئے پھر تکبیر کہہ کر

سجدہ کیا پھر تکبیر کہہ کر کھڑے ہو گئے پس آپ کی تکبیریں پہلی رکعت میں چھ ہو گئیں جب دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہوئے تو تکبیر کہی پس جس وقت نماز پڑھائی تو قوم کی طرف منہ کر کے فرمایا کہ میری تکبیروں کو یاد کرلو اور میرے رکوع وسجود کو سیکھ لو کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وہ نماز ہے جو ہمیں دن کے اس حصہ میں پڑھایا کرتے تھے۔ بقدر الحاجتہ۔

(مسند امام احمد 5 ص 112)

قارئین کرام! آپ نے پڑھا کہ حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی قوم کے مرد وزن کو وہ نماز پڑھائی جو مدینہ والی نماز ہے۔ حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز شروع کی تکبیر کہی رفع یدین کیا پھر سورۃ فاتحہ پڑھی پھر ساتھ کوئی سورت ملائی۔ پھر رکوع کیا، رکوع کی تسبیحات پڑھیں پھر رکوع سے سر اُٹھایا۔ سمع اللہ لمن حمدہ کہا پھر سجدہ میں چلے گئے۔ دیکھا آپ نے کہ صحابی رسول حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز کی تعلیم دی مگر رفع یدین صرف پہلی تکبیر میں کیا۔ رکوع کا ذکر ہے رکوع سے اُٹھنے کا ذکر ہے مگر رکوع جاتے وقت رکوع سے سر اُٹھاتے وقت رفع یدین کا ذکر نہیں ہے اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز میں رفع یدین ہوتا تو حضرت ابو طالب ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ضرور رفع یدین کرتے مگر آپ نے صرف پہلی رفع یدین کی ہے۔ پھر نہیں کی معلوم ہوا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدینہ منورہ والی نماز میں عند الرکوع و بعد الرکوع رفع یدین نہیں ہے۔ پھر آپ نے خاص طور پر یہ فرمایا کہ میرے رکوع وسجود کو یاد کرلو اور آپ کے رکوع وسجود میں رفع یدین نہیں تھا۔

روایت نمبر 43.

سیدنا احمد بن حنبل علیہ الرحمہ کے صاجزادے عبداللہ فرماتے ہیں کہ حدیث بیان کی مجھ سے[1] میرے والد نے کہا بیان کیا ہم سے یحییٰ بن حماد نے کہا خبر دی ہم کو ابوعوانتہ نے انہوں نے عطاء بن سائب سے کہا ہم سے سالم البراد نے۔ سالم البراد نے کہا داخل ہوئے ہم حضرت ابو مسعود انصاری پر پھر ہم نے نماز کے متعلق ان سے سوال کیا تو آپ نے فرمایا کیا میں تمہیں وہ نماز پڑھاؤں جس طرح رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے کہا، حضرت ابو مسعود انصاری کھڑے ہوئے (یعنی نماز کے لئے) پھر تکبیر کہہ کر رفع یدین کیا۔ پھر رکوع کیا، رکوع میں دونوں ہتھیلیاں گھٹنوں پر رکھیں اور اپنے بازوؤں کو پسلیوں سے جدا رکھا کہا پھر آپ سیدھے کھڑے ہوگئے حتیٰ کہ ہر جوڑ اپنی اپنی جگہ پر پہنچ گیا۔ پھر آپ نے سجدہ کیا اور دونوں ہتھیلیاں زمین پر رکھیں اور بازوؤں کو پسلیوں سے جدا رکھا۔ کہا پھر آپ کھڑے ہو گئے حتیٰ کہ ہر جوڑ اپنی اپنی جگہ پہنچ گیا۔ پھر آپ نے اسی طرح چار رکعات پوری کیں۔

(مسند امام احمد 4 ص 105)

اس حدیث میں بھی حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز پڑھ کر دکھائی اور فرمایا کہ یہ نماز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز ہے۔ رفع

---

[1] حدثنا عبداللہ حدثنی ابی ثنا یحییٰ بن حماد انا ابو عوانۃ عن عطاء بن سائب ثنا سالم البراد قال دخلنا علی ابی مسعود الانصاری سالناہ عن الصلاۃ فقال الا اصلی بکم کما کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یصلی قال فقام فکبر و رفع یدیہ ثم رکع فوضع کفیہ علی رکبتیہ وجافی بین ابطیہ قال ثم قام حتی استقر کل شی منہ ثم سجد فوضع کفیہ وجافی بین ابطیہ، قال ثم قام حتی استقر کل شئی منہ ثم صلی اربع رکعات ھکذا۔ (مسند احمد 4 ص 105)

یدین صرف تکبیر تحریمہ کے وقت کیا، پھر رکوع تو کیا رکوع سے سر اُٹھایا لیکن رفع یدین بالکل نہیں کیا۔ اگر رکوع کے وقت رفع یدین ہوتا تو آپ ضرور کر کے دکھاتے لیکن رکوع والی رفع یدین نہیں کی۔ پس تحریمہ میں رفع یدین کی ہے معلوم ہوا کہ اصلاً......صرف تحریمہ کے وقت رفع یدین ہے۔ (پھر نہیں ہے..........)

روایت نمبر 44.

حدثنا عبدالله حدثنی ابی ثنا محمد بن عبدالله بن الزبیر ثنا ابی ابی ذئب عن محمد بن عمرو بن عطاء عن محمدبن عبدالرحمن بن ثوبان عن ابی هريرة ان رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم كان اذا قام فى الصلاة رفع يديه مدا۔ (مسند امام احمد 2 ص500)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو رفع یدین کرتے ہاتھوں کو دراز کر کے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس حدیث میں رفع یدین کا مسئلہ بیان کیا ہے۔ تو اگر رکوع اور بعد الرکوع بھی رفع یدین ہوتا تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ بھی بیان فرماتے۔ کیونکہ رکوع والی رفع یدین نہیں ہے۔ اس لئے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بس تکبیر تحریمہ کے وقت ہی رفع یدین بیان کی ہے اور اس کی نسبت آپ نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف کی ہے۔

اس حدیث کو امام المحدثین امام ابو داؤد نے اپنی سنن میں بیان کیا ہے اور اس حدیث سے ترک رفع یدین پر دلیل پکڑی ہے کیونکہ امام ابو داؤد علیہ الرحمہ نے اس حدیث صحیح کو باب من لم یذکر الرفع الا عند الافتتاح میں ذکر کیا۔ یعنی باب جس نے نہیں ذکر کیا رفع یدین کا سوائے شروع نماز کے۔ تو اگر یہ حدیث ترک رفع یدین کی دلیل نہ ہوتی تو امام ابو داؤد علیہ الرحمہ اس سے

ترک رفع یدین پر دلیل نہ پکڑتے۔

غیر مقلدین تو اماموں کے باب باندھنے کو بہت زیادہ ماننے والے ہیں۔ غیر مقلدین کے معتمد ممدوح محمد بن شوکانی اپنی کتاب نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار 2 ص 182 پر اس حدیث کے متعلق لکھتے ہیں کہ لا مطعن فی سندہ...... کہ اس کی سند میں کسی قسم کا کوئی طعن نہیں ہے۔

روایت نمبر 45.

حدثنا ابو العباس بن محمد الدوری ثنا العلاء بن اسمعیل العطار ثنا حفص بن غیاث عن عاصم الاحول عن انس قال رأیت رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم كبر فحاذى بابهاميه اذنيه ثم ركع حتى استقر كل مفصل منه وانحط بالتكبير حتى سبقت ركبتاه يديه. هذا اسناد صحيح على شرط الشيخين.

(مستدرک حاکم 1 ص226)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آپ نے تکبیر کہی اور انگوٹھے (مبارک) کانوں کے برابر اُٹھائے۔ پھر رکوع کیا حتی کہ ہر جوڑ اپنی جگہ ٹھہر گیا اور پھر تکبیر کہتے ہوئے سجدہ میں چلے گئے تو پہلے آپ نے گھٹنے زمین پر رکھے پھر ہاتھ۔

امام حاکم نے کہا کہ یہ اسناد بخاری و مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے۔ امام حاکم کی طرح اسی صفحہ پر 1 ص 226 مستدرک مع تلخیص ذھبی۔ (ذھبی نے بھی اس حدیث کو بخاری و مسلم کی شرط کے مطابق کہا ہے)

حضرات گرامی! دیکھئے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صرف پہلی

مرتبہ رفع یدین کا ذکر کیا ہے یعنی نماز شروع کرتے وقت وہ بھی کانوں تک ہاتھ اُٹھانا۔ پھر رکوع کا ذکر تو کیا ہے لیکن رفع یدین کا ذکر بالکل نہیں فرمایا۔ معلوم ہوا کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث صحیح ہے عند الرکوع رفع یدین کا ذکر نہیں ہے بلکہ صرف ابتدا کی رفع یدین کا ذکر ہے۔

روایت نمبر 46.

حدثنا الحسين بن الاسود، حدثني محمد بن الصلت حدثنا ابو خالد الاحمر عن حميد عن انس قال كان رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم اذا افتتح الصلاة كبر و رفع يديه حتى يحاذى بابهاميه اذنيه ثم يقول سبحانك اللهم وبحمدك وتبارك اسمك وتعالىٰ جدك ولا اله غيرك. (مسند ابویعلی 3 ص 310)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو تکبیر کہتے اور رفع یدین کرتے تھے کانوں تک۔ پھر ثناء پڑھتے تھے یعنی سبحانک اللھم الخ۔

امام ہیثمی نے مجمع الزوائد 2 ص 107 پر فرمایا کہ اس حدیث کو طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے اور اس کے رجال ثقہ ہیں۔ اس حدیث میں بھی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رفع یدین صرف تکبیر تحریمہ کے وقت بیان کیا ہے۔ معلوم ہوا کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ثقہ صحیح حدیث میں صرف تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین ہے بعد میں کسی جگہ نہیں۔

روایت نمبر 47.

حدثنا ابوبكر بن ابى شيبة ثنا عبدة بن سليمن عن حارثة بن

ابى الرجال عن عمرة قال سالت عائشة (رضى الله عنها) كيف كانت صلوٰة رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم قالت كان النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم اذا توضأ فوضع يده فى الاناء سمى الله ويسبغ الوضوء ثم يقوم مستقبل القبلة فيكبرو يرفع يديه حذاء منكبيه ثم يركع فيضع يديه على ركبتيه ويجا فى بعضديه ثم يرفع راسه فيقيم صلبه ويقوم قياماهوا طول من قيامكم قليلا ثم يسجد. الخ

(ابن ماجہ ص 75)

حضرت عمرہ نے کہا کہ میں نے حضرت عائشہ (صدیقہ) رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت کیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز کیسے پڑھتے تھے۔ انہوں نے فرمایا جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وضو فرماتے اپنا ہاتھ برتن میں ڈالتے بسم اللہ پڑھتے۔ پورا وضو فرماتے پھر قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑے ہوتے تکبیر کہتے کندھوں تک ہاتھ اُٹھاتے پھر رکوع کرتے اپنے ہاتھ گھٹنوں پر رکھتے اور ہاتھوں کو پھیلاتے پھر سر اُٹھاتے تو پیٹھ اپنی جگہ پر آجاتی۔ تمہارے اس قیام سے کچھ لمبا قیام ہوتا پھر سجدے کرتے الخ بقدر الحاجة.........

قارئین کرام! دیکھئے اس حدیث میں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نماز کے متعلق سوال کیا گیا تو اماں جی رضی اللہ عنہا نے طریقہ تعلیم فرمایا۔ رفع یدین کا ذکر صرف تکبیر تحریمہ میں کیا۔ پھر کسی جگہ رفع یدین کا ذکر نہ فرمایا اگر رکوع اور بعد الرکوع بھی رفع یدین ہوتا تو اماں جی رضی اللہ عنہا ذکر فرماتیں۔ کیونکہ آپ نے رکوع کا ذکر کیا ہے۔ رکوع سے سر اُٹھانے کا ذکر کیا ہے لیکن رفع یدین کا ذکر نہیں فرمایا۔ معلوم ہوا کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث صحیح میں صرف تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین ہے۔

عندالرکوع اور بعد الرکوع رفع یدین نہیں ہے۔

روایت نمبر 48.

حدثنا احمد بن شعیب ابو عبدالرحمن انا عمرو بن یزید ابو بریر الجرمی ثنا سیف بن عبید الله ثنا ورقاء عن عطاء بن السائب عن سعید بن جبیر عن ابن عباس ان النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم قال. السجود علی سبعة اعضاء. الیدین والقدمین، والرکبتین والجبهة، ورفع الایدی اذا رایت البیت وعلی الصفا والمروة وبعرفة والجمع وعند رمی الجمار واذا اقیمت الصلاة. (طبرانی کبیر 11 ص 358)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ فرمایا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سجدہ تو سات اعضاء پر کیا جائے گا۔ دونوں ہاتھوں، دونوں پاؤں، دونوں گھٹنوں اور پیشانی پر اور رفع یدین بیت اللہ کی زیارت کے وقت، اور صفا پہاڑی اور مروہ پہاڑی اور عرفہ اور مزدلفہ اور رمی جمار کے وقت اور نماز کے شروع میں کیا جائے گا۔

اس حدیث شریف میں جو کہ صحیح مرفوع ہے۔ رفع یدین کا ذکر سات مقامات پر بیان فرمایا گیا ہے۔ ایک تو نماز شروع کرتے وقت رفع یدین کرنا باقی چھ مقامات حج میں تو اگر عندالرکوع اور بعد الرکوع بھی رفع یدین ہوتا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کا بھی ذکر فرماتے۔ لیکن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صرف تکبیر تحریمہ کے ساتھ رفع یدین بیان کی ہے رکوع اور بعد الرکوع کی رفع یدین کا نام تک نہیں لیا۔ معلوم ہوا صرف تکبیر تحریمہ میں رفع یدین کرنا چاہیے۔ (فھو المقصود) یہ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے مرفوع حدیث بیان کی

ہے جب کہ آپ کا اپنا فتویٰ بھی یہی ہے ملاحظہ فرمائیں۔

روایت نمبر 49.

حضرت امام بخاری و مسلم کے استاذ الحدیث امام ابوبکر بن ابی شیبہ اپنی سند ثقہ کے ساتھ اپنے مصنف میں فرماتے ہیں کہ:

حدثنا ابن فضیل عن عطاء عن سعید بن جبیر عن ابن عباس قال لا ترفع الایدی الافی سبع مواطن اذا قام الی الصلوٰة واذا رای البیت وعلی الصفاء والمروة وفی عرفات وفی جمع وعند الجمار.

(مصنف ابن ابی شیبہ 1 ص 237)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ رفع یدین نہ کیا جائے مگر سات مقامات پر نماز شروع کرتے وقت بیت اللہ کی زیارت کے وقت، صفا پہاڑی پر، مروہ پر، وقوف عرفہ ومزدلفہ میں اور رمی جمار کے وقت۔

اس حدیث پاک میں بھی صحابی رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رفع یدین سات مقامات پر بیان کیا ہے۔ ایک نماز کے شروع میں اور باقی چھ جگہ حج میں۔ تو اگر عندالرکوع اور بعد الرکوع رفع یدین ہوتا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما تکبیر تحریمہ کے رفع یدین کے ساتھ رکوع والی رفع یدین کا ذکر بھی فرماتے مگر ایسا نہیں ہے۔ تو معلوم ہوا کہ صرف شروع نماز میں رفع یدین کرنا چاہیے پھر نہیں کرنا چاہیے۔

روایت نمبر 50.

امام اجل حضرت سید علی متقی علیہ الرحمۃ کنز العمال شریف میں روایت درج فرماتے ہیں۔ بحوالہ طبرانی اوسط۔

اذا استفتح احدکم فلیرفع یدیه ویستقبل بباطنهما القبلة فان الله تعالیٰ امامه. (طس عن ابن عمر رضی اللہ عنہ) کنز العمال 7 ص 176)

حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جب تم میں سے کوئی نماز شروع کرے تو اسے رفع یدین کرنا چاہیے اور دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں قبلہ کی طرف ہونی چاہئیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی (رحمت) اس کے سامنے ہے۔

قارئین کرام! دیکھئے! اس حدیث میں حضور سید دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بس رفع یدین کا حکم نماز شروع کرتے وقت ہی کا کیا ہے کہ جب تم نماز شروع کرو تو تمہیں رفع یدین کرنا چاہیے۔ اگر عند الرکوع اور بعد الرکوع بھی رفع یدین ہوتا تو حضور علیہ السلام اس کا بھی حکم فرماتے کیونکہ اس حدیث میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسئلہ رفع یدین ہی تو بیان فرمایا ہے۔ تو معلوم یہ ہوا کہ رفع یدین صرف نماز شروع کرتے وقت ہی کرنا چاہیے پھر نہیں کرنا چاہیے۔

روایت نمبر 51.

حضرت سید علی متقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ طبرانی کبیر اور الباوردی کے حوالہ سے ایک اور حدیث نقل کرتے ہیں۔

اذا قمتم الی الصلاة فارفعوا ایدیکم، ولا تخالف آذانکم ثم قولوا. الله اکبر. سبحانک اللهم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالیٰ جدک ولا اله غیرک وان لم تزیدوا علی التکبیر الجزء تکم.

(کنز العمال 7 ص 176 بحوالہ الباوردی، طب عن الحکیم بن عمیر شمالی)

حضرت حکیم بن عمیر شمالی سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

نے فرمایا کہ جب تم نماز کے لئے کھڑے ہوؤ تو رفع یدین کرو۔ کانوں سے مختلف نہ کرو۔ پھر اللہ اکبر کہو اور ثناء پڑھو۔ **سبحانک اللهم** الخ

تو اس حدیث شریف میں بھی صرف نماز کے شروع میں رفع یدین کا حکم فرمایا۔

تو معلوم ہوا کہ رفع یدین صرف نماز کی ابتداء میں چاہیے۔ رکوع جاتے اور سر اُٹھاتے وقت بالکل نہیں کرنا چاہیے۔ اگر رکوع کے وقت رفع یدین ہوتی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کا بھی ذکر فرماتے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی زبان مقدس منور سے جب بھی رفع یدین کا ذکر فرمایا ہے تو ابتداء نماز کی رفع یدین کا ذکر فرمایا ہے۔ پوری حیات طیبہ میں کسی ایک موقع پر بھی ایک بار رکوع اور بعد الرکوع کی رفع یدین کا ذکر اپنی زبان اقدس سے نہیں فرمایا......

اسی طرح حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زبان اقدس سے صرف تکبیر تحریمہ کی رفع یدین کا ہی ذکر فرمایا ہے اور بعد کے رفع یدین کی نفی فرمائی ہے۔

قارئین کرام! یہ چند روایات ترکِ رفع یدین کی میں نے پیش کی ہیں جو کہ صحیح، ثقہ روایات ہیں اور ترکِ رفع یدین پر صریح ہیں۔ تو یہ بات واضح ہوگئی کہ ترکِ رفع یدین پر سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تنہا نہیں بلکہ آپ کو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور تابعین کرام علیہم الرضوان کی اور کئی ائمہ کرام کی زبردست حمایت حاصل ہے، تو معلوم ہوا کہ رفع یدین صرف نماز شروع کرتے وقت کرنا چاہیے، پھر رکوع کرتے وقت بالکل نہیں کرنا چاہیے، طوالت کے خوف سے انہی روایات پر اکتفا کرتا ہوں۔ اس موضوع پر فقیر کی مفصل کتاب حصہ سوم زیر طبع ہے اس میں کافی شرح وبسط سے یہ مسئلہ بیان کیا ہے۔

اس مسئلہ پر غیر مقلدین سے ایک سوال:

(1) کیا کوئی ایسی حدیث صحیح مرفوع، متصل، غیر مضطرب، غیر مجروح ہے جس میں یہ موجود ہو کہ رکوع جاتے وقت، رکوع سے سر اُٹھاتے وقت اور تیسری رکعت کی ابتداء میں رفع یدین کرنا سنت ہے، سنت کا لفظ متن حدیث سے ہو۔

(2) کیا کوئی ایسی حدیث صحیح مرفوع، متصل غیر مضطرب موجود ہے جس میں یہ فرمان ہو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے وصال شریف تک رفع یدین کیا ہے۔

(3) کیا کوئی ایسی حدیث صحیح، مرفوع، متصل، غیر مضطرب موجود ہے جس میں یہ فرمایا گیا ہو کہ رفع یدین عندالرکوع وبعدالرکوع نماز کی زینت ہے۔

(4) کیا کوئی ایسی حدیث صحیح، متصل، مرفوع موجود ہے جس میں یہ موجود ہو کہ نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی رکوع اور بعدالرکوع اور تیسری رکعت کی ابتداء میں رفع یدین کرنے کا حکم فرمایا ہو۔

(7) کیا کوئی ایسی حدیث صحیح، مرفوع، متصل، غیر مجروح موجود ہے کہ جس میں یہ فرمایا گیا ہو کہ رکوع والی رفع یدین کرنے سے اتنا اتنا ثواب ہے۔

بینوا وتوجروا۔ واللہ اعلم بالصواب



ترک رفع یدین

(حصہ سوم)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اقول وباللہ التوفیق۔ (بخاری شریف کی احادیثِ رفع یدین کا جواب)

حدیث نمبر 1.

حدثنا عبداللہ بن مسلمۃ عن مالک عن ابن شھاب عن سالم بن عبداللہ عن ابیہ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یرفع یدیہ حذو منکبیہ اذا افتتح الصلوۃ واذا کبر للرکوع واذا رفع راسہ من الرکوع رفعھما کذلک ایضا وقال سمع اللہ لمن حمدہ ربنا ولک الحمد وکان لایفعل ذلک فی السجود.

(بخاری شریف جلد اول ص102)

ترجمہ: بے شک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھے رفع یدین کرتے اپنے کندھوں کے برابر جب نماز شروع کرتے اور جب تکبیر کہتے رکوع کے لئے اور جب اُٹھاتے سر اپنا رکوع سے رفع یدین کرتے تھے اسی طرح اور کہتے تھے سمع اللہ لمن حمدہ ربنا ولک الحمد اور تھے نہیں کرتے یہ سجدوں میں۔

جواب:

اس حدیث بخاری شریف میں رفع یدین کے متعلق تین باتیں بیان ہوئی ہیں۔

(۱) نماز شروع کرتے وقت رفع یدین کرتے تھے کندھوں تک۔

(۲) جب رکوع کرتے اور رکوع سے سر اُٹھاتے تو پھر بھی رفع یدین کرتے۔

(۳) اور سجدوں میں رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

ترتیب واران تینوں کا جواب ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) ابتداء نماز کے رفع یدین کا حکم:

نماز شروع کرتے وقت رفع یدین کرنے پر کسی کو اعتراض نہیں اس پر سب کا اتفاق ہے بلکہ بقول امام ابن منذر اس پر امت کا اجماع ہے دیکھئے الاجماع لابن المنذر ص 29۔ ہاں اس میں اختلاف ہے کہ آیا ہاتھ کندھوں تک اُٹھائے جائیں یا کانوں تک غیر مقلدین حضرات اس حدیث کے پیش نظر ہاتھ کندھوں تک اُٹھاتے ہیں اور کانوں تک ہاتھ اُٹھانے کی احادیث پر کبھی عمل نہیں کرتے۔

کانوں تک ہاتھ اُٹھانے کی احادیث:

ملاحظہ فرمائیں کہ کانوں تک ہاتھ اُٹھانے کی حدیث کتنے ہی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بیان کی ہے مثلاً سیدنا امام بخاری علیہ الرحمہ کے استاذ الحدیث امام المحدثین امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ اپنے مسند مبارک میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرماتے ہیں۔

حدیث:

حدثنا عبداللہ حدثنی ابی ثنا عبدالقدوس بن بکر بن خنیس قال انا حجاج غن عامر بن عبداللہ بن الزبیر عن ابیہ قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم افتتح الصلاۃ فرفع یدیہ حتی جاوز بھما اذنیہ. (مسند امام احمد بن حنبل 3 ص466)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نماز شروع کی تو رفع یدین کیا حتی کہ دونوں ہاتھ کانوں سے تجاوز کر گیے۔

اس حدیث میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کانوں تک ہاتھ اُٹھانے کا ذکر کیا ہے جس کے غیر مقلدین منکر ہیں، دوسری حدیث ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث:

حدثنا عبدالله حدثنی ابی ثنا اسباط ثنا یزید بن ابی زیاد عن عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ عن البراء بن عازب قال کان رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم اذا افتتح الصلاة رفع یدیه حتی تکون ابهاماه حذاء اذنیه. (مسند امام احمد ص 293,292)

ترجمہ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو رفع یدین کرتے کانوں تک۔

حضرات گرامیٔ قدر! جس طرح حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کانوں تک رفع یدین بیان کی ہے اسی طرح حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کانوں کی رفع یدین بیان کی ہے، تیسری حدیث ملاحظہ فرمائیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کانوں تک ہاتھ مبارک اُٹھاتے تھے۔ امام بخاری و مسلم کے استاذ الحدیث امام ابوبکر بن ابی شیبہ اپنی سند سے بیان کرتے ہیں۔

حدیث:

حدثنا ابن ادریس عن عاصم بن کلیب عن ابیه عن وائل بن حجر قال قدمت المدینة فقلت لانظرن الی صلوٰة النبی صلی الله

تعالیٰ علیه وسلم قال فکبرو رفع یدیه حتی رأیت ابهامیه قریبا من اذنیه. (مصنف ابن ابی شیبه 1 ص 233)

ترجمہ: حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ شریف میں آیا پس میں نے کہا کہ ضرور میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز دیکھوں گا پھر آپ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تکبیر کہی اور رفع یدین کیا حتی کہ دیکھا میں نے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاتھوں کے انگوٹھے مبارک کانوں کے قریب ہو گئے۔ اس حدیث میں بھی کتنی صراحت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز شروع کرتے وقت ہاتھ مبارک کانوں تک اُٹھاتے تھے، چوتھی حدیث ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث:

امام ابن ابی شیبہ فرماتے ہیں کہ حدثنا ابن نمیر عن سعید بن ابی عروبة عن قتادة عن نصر بن عاصم عن مالک بن الحویرث قال رأیت النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم رفع یدیه حتی یحاذی بهما فروع اذنیه۔ (ابن ابی شیبہ 1 ص 233)

ترجمہ: حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رفع یدین کی حتی کہ ہاتھ مبارک کانوں کے برابر ہو گئے۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت برائن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان سب حضرات نے بیان کیا ہے جیسا کہ گذشتہ صفحات میں آپ پڑھ

چکے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز شروع فرماتے تو ہاتھ مبارک کانوں کے برابر اُٹھاتے تھے اور غیر مقلدین ہمیشہ کندھوں تک اُٹھاتے ہیں اور ان تمام احادیث کے منکر ہیں جن میں کانوں تک ہاتھ اُٹھانے کا ذکر ہے۔ پانچویں حدیث ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث:

حدثنا ابن ادریس عن عاصم بن کلیب عن محارب قال لو رأیت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اذا قام الی الصلوٰۃ قال ھکذا ورفع یدیه حذو وجهه. (ابن ابی شیبه 1 ص 234)

ترجمہ: حضرت محارب (بن دثار) نے فرمایا کہ اگر تو دیکھتا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب کھڑے ہوتے طرف نماز کی فرمایا اس طرح کرتے اور رفع یدین کرتے اپنے چہرہ مبارک کے مقابل۔ اس حدیث میں خود ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنا عمل نماز شروع کرتے وقت ہاتھ کانوں تک اُٹھانا ہے۔ گویا کہ بخاری شریف کے حدیث متفق علیہ کے خلاف عمل کرتے تھے۔ غور فرمائیں یہ وہی عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جن کی حدیث میں امام بخاری علیہ الرحمہ کندھوں تک ہاتھ اُٹھانا بیان کرتے ہیں وہی عبداللہ بن عمر خود نماز شروع کرتے وقت ہاتھ چہرے کے برابر یعنی کانوں تک اُٹھاتے تھے۔ چھٹی حدیث ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث:

امام بخاری علیہ الرحمۃ جزٔ رفع یدین میں حدیث بیان کرتے ہیں کہ:

حدثنا موسی بن اسماعیل ثنا ابو ھلال عن حمید بن ھلال

قال کان اصحاب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم اذا صلوا کان ایدیهم حیال آذانهم کانها المراوح. (جزٔ رفع یدین ص 24)

ترجمہ: جناب حمید بن ہلال نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب جب نماز پڑھتے تو ان کے ہاتھ کانوں کے برابر ہوتے گویا کہ وہ پنکھے ہیں۔

دیکھئے جناب اس روایت میں حمید بن ہلال فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب جب نماز پڑھتے تو ہاتھ کانوں کے برابر اُٹھاتے تھے۔ جس کے غیر مقلدین حضرات منکر ہیں گویا کہ غیر مقلدین حضرات جو ہمیشہ کندھوں تک ہی ہاتھ اُٹھاتے ہیں، تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اس کے برعکس کانوں تک ہاتھ اُٹھاتے تھے، گویا کہ بخاری ومسلم کی متفق علیہ حدیث پر کسی ایک صحابی کا بھی عمل نہیں تھا کیونکہ اس روایت کے بعد امام بخاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حضرت حسن اور حمید بن ہلال نے کسی ایک صحابی کو بھی مستثنیٰ نہیں کیا۔ ساتویں حدیث ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث:

امام بخاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ حدثنا ابراهیم بن المنذر ثنا ابراهیم بن طهمان عن ابی الزبیر قال رأیت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنهما حین قام الی الصلوٰۃ رفع یدیه حتی یحاذی باذنیه بقدر الحاجة۔ (جزٔ رفع یدین للبخاری ص 38)

ترجمہ: جناب ابوزبیر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا جب نماز کے لئے کھڑے ہوئے تو رفع یدین کیا کانوں تک۔

لو جناب اس حدیث میں خود ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز کے شروع

میں کانوں تک رفع یدین کیا کرتے تھے۔ اس روایت کو بیان کرنے والے بھی خود امام بخاری علیہ الرحمہ ہیں۔ بخاری میں تو بیان کیا ابن عمر سے وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فعل کندھوں تک بیان کرتے ہیں اور جزٔ رفع یدین میں امام بخاری ہی خود ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فعل نقل کرتے ہیں کہ آپ جناب نماز شروع کرتے وقت ہاتھ کانوں تک اُٹھاتے تھے گویا کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بخاری کی متفق علیہ حدیث کے خلاف نماز پڑھتے تھے۔ یعنی خود اس پر عمل نہیں کرتے تھے اور غیر مقلدین حضرات ہمیشہ کندھوں تک ہی ہاتھ اُٹھاتے ہیں ان تمام احادیث کے منکر ہیں۔ اب آٹھویں حدیث ملاحظہ فرمائیں۔ امام بخاری علیہ الرحمہ جزٔ رفع یدین میں فرماتے ہیں۔

حدیث:

حدثنا موسی بن اسماعیل ثنا حماد بن سلمة انا قتادة عن نصر بن عاصم عن مالک بن الحویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان اذا دخل فی الصلوٰة رفع یدیہ الی فروع اذنیہ بقدر الحاجه. (جزٔ رفع یدین للبخاری ص 39)

ترجمہ: حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز میں داخل ہوتے تو رفع یدین کرتے کانوں تک، امام بخاری علیہ الرحمہ نے صحیح بخاری میں تو ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کندھوں تک رفع یدین بیان کی مرفوعا۔ لیکن اس رسالہ جزٔ رفع یدین میں کانوں تک رفع یدین کبھی مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں کبھی خود ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں۔ معلوم نہیں صحیح بخاری

کے خلاف اس میں کیوں یہ روایات درج کر دی ہیں جو کہ صحیح بخاری کے بظاہر خلاف ہیں۔ کیونکہ بخاری میں نماز کے شروع میں کندھوں تک ہاتھ اُٹھانے کا ذکر ہے اور جزٔ رفع یدین میں کانوں تک ہاتھ اُٹھانے کا ذکر ہے۔

حضرت مالک بن حویرث کی حدیث جس میں کانوں تک ہاتھ اُٹھانے کا ذکر ہے۔ مسند ابو عوانہ ص 427,426 نسائی 1 ص 117-120، شرح مشکل الآثار 2 ص 29 مسند امام احمد بن حنبل 4 ص 524-525 وغیرہ میں مذکور ہے۔

اب حدیث نمبر 9 ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث:

عن الحکیم بن عمیر الشمالی، اذا قتم الی الصلوٰة فارفعوا ایدیکم، ولا تخالف آذانکم ثم قولوا اللہ اکبر، سبحانک اللھم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالیٰ جدک ولا الہ غیرک. (بقدر الحاجة) (کنز العمال 7 ص 176 بحوالہ طبرانی کبیر)

ترجمہ: حکیم بن عمیر شمالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم نماز کے لئے کھڑے ہوؤ تو رفع یدین کرو اور کانوں سے مختلف نہ کرو۔ اسی طرح امام حاکم نے بھی مستدرک میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے تکبیر کہی پس آپ نے انگوٹھے مبارک کانوں تک اُٹھائے۔ حاکم کہتے ہیں یہ حدیث صحیح ہے۔ (مستدرک حاکم 1 ص 226)

ناظرین دیکھا آپ نے کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کانوں کی رفع یدین روایت کرنے والے کتنے صحابہ ہیں، حضرت وائل بن حجر رضی اللہ

تعالیٰ عنہ، حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت حکیم بن عمیر، حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود نماز شروع کرتے وقت کانوں تک رفع یدین کرتے تھے (اور بحوالہ جزء رفع یدین بخاری) تو حضرت حسن اور حمید بن ہلال نے کسی ایک صحابی کو بھی مستثنیٰ نہیں کیا۔ غیر مقلدین ان تمام صحابہ کے برخلاف کندھوں تک ہی ہمیشہ ہاتھ اُٹھاتے ہیں اور ان تمام روایات کے منکر ہیں۔ تو ناظرین، بخاری شریف کی رفع یدین والی حدیث جس میں کندھوں تک ہاتھ اُٹھانے کا ذکر ہے اس کے خلاف کتنے ہی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کانوں تک ہاتھ اُٹھاتے تھے گویا کہ بخاری کی اس حدیث کے اس حصہ پر صحابہ کرام کا عمل نہیں تھا خاص کر خود ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنا عمل بھی اس کے خلاف تھا جیسا کہ گزر چکا ہے۔

ناظرین اس حدیث کا دوسرا حصہ ہے:

کہ رکوع جاتے وقت اور رکوع سے سر اُٹھاتے وقت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رفع یدین کرتے تھے۔ اب تفصیل کے ساتھ اس دوسرے حصے کا بیان ہوتا ہے ملاحظہ فرمائیں۔

ناظرین کرام! پہلے غیر مقلدین حضرات کا موقف سمجھ لینا چاہیے کہ وہ رفع یدین کہاں، کہاں کرتے تھے اور کتنی جگہوں میں نہیں کرتے اور رفع یدین کو وہ کیا سمجھتے ہیں، تو اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ غیر مقلدین حضرات رفع یدین، افتتاح صلوٰۃ کے وقت، رکوع جاتے وقت، رکوع سے سر اُٹھاتے وقت اور تیسری رکعت کی ابتداء میں، رفع یدین کرنا سنت دائمہ قائمہ کہتے ہیں اور ان کا یہ دعویٰ

ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے وصال اقدس تک اسی طرح ہی نماز ادا فرمائی ہے اور یہ لوگ دوسری رکعت کی ابتدا میں اور چوتھی رکعت کی ابتداء میں اور سجدوں میں رفع یدین کبھی نہیں کرتے بلکہ اس کو خلاف سنت سمجھتے ہیں تو جب آپ نے تفصیل معلوم کر لی تو اب ترتیب کے ساتھ اس کے متعلق عرض کیا جاتا ہے۔

(۱) وہابی اسے سنت دائمہ قائمہ کہتے ہیں تو سب سے پہلے وہابیوں کو چاہیے کہ وہ قرآن و حدیث سے سنت دائمہ قائمہ کی تعریف کریں کہ سنت دائمہ قائمہ کسے کہتے ہیں اور سنت دائمہ قائمہ کو ثابت کرنے کے لئے کس طرح کی دلیل شرعی درکار ہے۔

(۲) پھر قرآن یا حدیث صحیح سے یہ دکھائیں کہ ان مواقع پر رفع یدین کرنا سنت دائمہ قائمہ ہے۔

(۳) پھر یہ بھی قرآن و حدیث سے دکھلائیں کہ دوسری اور چوتھی رکعت کی ابتداء میں اور سجدوں میں رفع یدین کرنا خلاف سنت ہے اور جو اس طرح نماز ادا نہ کرے اس کی نماز باطل ہے یا ناقص ہے۔

(۴) تو اب مذکورہ روایت کے متعلق عرض کیا جاتا ہے، پہلی بات تو یہ ہے کہ غیر مقلدین حضرات چار رکعت والی نماز میں چار جگہ رفع یدین کرتے ہیں، لیکن اس حدیث میں رفع یدین تین جگہ پر مذکور ہے، یعنی چوتھی جگہ جو وہابی رفع یدین کرتے ہیں خود اس حدیث کے خلاف عمل کرتے ہیں جب حدیث میں تین جگہ ذکر ہے تو غیر مقلدین نے چار جگہ رفع یدین کی تو اس حدیث کے خلاف ہی عمل ہوا۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس حدیث کو امام بخاری علیہ الرحمۃ نے حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند سے روایت کیا ہے تو یہ حدیث اصلاً حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیان کردہ ہوئی لیکن اس حدیث کو امام مالک رضی اللہ

تعالیٰ عنہ نے اپنے موطا شریف میں اس وقت درج فرمایا جب کہ حضرت امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابھی تک پیدا بھی نہیں ہوئے تھے۔ امام مالک نے جب اپنے موطا شریف میں اس حدیث کو درج فرمایا تو اس وقت اس حدیث میں رفع یدین صرف دو بار تھا۔ ایک نماز شروع کرتے وقت دوسرا رکوع سے سر اُٹھاتے وقت، لیکن یہی روایت جب بخاری شریف میں درج ہوئی تو اس میں رفع یدین تین مرتبہ ہوگیا پھر تین کی بجائے چار مرتبہ ہوگیا، پھر جزُ رفع یدین للبخاری میں چار کی بجائے پانچ دفعہ ہوگیا، جیسا کہ تفصیل آئندہ اوراق میں ملاحظہ فرمائیں گے، پھر اس حدیث کو روایت کرنے والے خود حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور خود ان کا اپنا عمل ترک رفع یدین تھا۔ تفصیل حاضر ہے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن قاسم جو کہ حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد ہیں اور آپ سے حدیث اور فقہی مسائل روایت فرمانے والے ہیں وہ اپنی کتاب المدونۃ الکبریٰ میں امام مالک سے اس مسئلہ کی تفصیل نقل کرتے ہیں اور یہ بھی یاد رہے کہ مالکی مذہب میں احکام وفتویٰ میں اعتماد اس مدونۃ الکبریٰ پر ہے جیسا کہ غیر مقلدوں کے محدث مبارک پوری صاحب نے مقدمہ تحفۃ الاحوذی میں حافظ ابن حجر عسقلانی کی کتاب تعجیل المنفعۃ سے نقل کیا ہے، ملاحظہ فرمائیں۔

بل اعتمادهم فی الاحکام والفتویٰ علی مارواه ابن القاسم عن مالک سواء وافق مافی الموطا ام لا، بقدر الحاجة. مقدمه تحفة الاحوذی ص 210 مطبوعه بیروت لبنان، (تعجیل المنفعة بیزوائد رجال الائمة الاربعة ص 18 طبع بیزوت لبنان)

ترجمہ: بلکہ مالکیہ حضرات کا احکام وفتویٰ میں اعتماد ابن القاسم کی روایت پر ہے جوانہوں نے امام مالک سے روایت کیا ہے چاہیے وہ موطا کے موافق ہو یا موطا

کے خلاف ہو) تو اس عبارت سے معلوم ہوا کہ مالکیہ حضرات کے نزدیک معتبر روایت امام مالک سے ابن القاسم کی روایت ہے چاہے وہ موطا کے خلاف ہی کیوں نہ ہو، اسی المدونۃ الکبریٰ کے متعلق کاتب چلپی حاجی خلیفہ اپنی کتاب کشف الظنون میں فرماتے ہیں۔

(ھی من اجل الکتب من مذھب مالک2ص1644)

ترجمہ: یعنی مدونۃ الکبریٰ مالکی مذہب کی سب سے بڑی کتاب ہے۔

اور خود امام ابن القاسم کے متعلق حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ کا ارشاد ملاحظہ ہو۔ آپ اپنی کتاب تھذیب التہذیب 3ص409 پر فرماتے ہیں۔

ابو عبداللہ المصری الفقیه روی عن مالک الحدیث والمسائل، قال ابوزرعة، مصری ثقة رجل صالح، قال النسائی ثقة مامون احد الفقهآء قال الحاکم ثقة مامون وقال الخطیب ثقة قال یحیی بن معین ثقة ثقة۔

ترجمہ: امام ابن القاسم مصری فقیہ ہیں۔ آپ نے امام مالک سے حدیث بھی روایت کی ہے اور مسائل بھی۔ امام ابوزرعہ نے کہا آپ ثقہ روای ہیں صالح آدمی ہیں۔ امام نسائی امام حاکم، امام خطیب، امام یحیٰی بن معین وغیرہ نے کہا کہ آپ ثقہ مامون راوی ہیں۔

ناظرین! جب یہ بات واضح ہو چکی کہ امام عبدالرحمٰن بن قاسم فقیہ مجتہد ثقہ مامون ہیں اور ان کی کتاب المدونۃ الکبریٰ مالکی مذہب کی سب سے بڑی کتاب ہے اور اسی پر ہی مالکی حضرات احکام وفتویٰ میں اعتماد کرتے ہیں تو امام ابن القاسم کے حوالے سے ہی امام مالک کی رفع یدین کے متعلق رائے بیان کی جاتی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

امام عبدالرحمٰن بن قاسم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

قال مالک لااعرف رفع الیدین فی شئی من تکبیر الصلاۃ لا فی خفض ولا فی رفع الافی افتتاح الصلاۃ، المدونۃ الکبریٰ 1ص 68

ترجمہ: امام مالک نے فرمایا کہ میں کسی رفع یدین کو نہیں پہچانتا سوائے افتتاح صلوٰۃ کے۔

قال ابن القاسم کان رفع الیدین عند مالک ضعیفاً الافی تکبیرۃ الاحرام۔ (المدونۃ الکبریٰ 1ص 68)

ترجمہ: ابن القاسم نے فرمایا کہ رفع یدین کرنا امام مالک کے نزدیک ضعیف ہے سوائے نماز شروع کرنے کے۔

ابن رشد مالکی کا فیصلہ:

ایک اور مالکی مذہب کے محدث فقیہ علامہ ابن رشد مالکی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب بدایۃ المجتہد میں رفع یدین کی بحث میں فرماتے ہیں کہ فمنھم من اقتصر علی الاحرام فقط ترجیحا لحدیث عبداللہ بن مسعود و حدیث البراء بن عازب وھو مذھب مالک لموافقۃ العمل بہ۔

(بدایۃ المجتہد 1ص 150 مطبوعہ بیروت لبنان)

ترجمہ: پس کوئی ان میں سے وہ ہیں جنہوں نے فقط نماز شروع کرتے وقت ہی رفع یدین کو اختیار کیا ہے، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کو ترجیح دیتے ہوئے اور یہی حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب ہے جو ان کے اپنے عمل کے مطابق ہے۔
اس عبارت میں بھی ابن رشد مالکی نے ترک رفع یدین ہی امام کا مذہب بتایا ہے

اور اسی پر ہی ان کا عمل ہے۔

علامہ نووی شافعی علیہ الرحمہ کی شہادت:

علامہ نووی علیہ الرحمہ شرح مسلم میں رفع یدین کی بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ قال ابو حنیفۃ واصحابہ و جماعۃ من اھل الکوفۃ لا یستحب فی غیر تکبیرۃ الاحرام وھو الشھر الروایات عن مالک۔

(مسلم مع شرح نووی 1ص 168)

ترجمہ: نووی نے کہا کہ امام ابوحنیفہ اور آپ کے ساتھی اور جماعتِ اہل کوفہ تکبیر احرام کے سوا کسی رفع یدین کو مستحب نہیں سمجھتے اور یہی روایت (یعنی ترک رفع یدین) امام مالک سے سب سے زیادہ مشہور ہے۔

علامہ شوکانی کی شہادت:

علامہ شوکانی نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار میں رفع یدین کی بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ وقال ابو حنیفہ و اصحابہ وجماعۃ من اھل الکوفۃ لا یستحب فی غیر تکبیرۃ الاحرام قال النووی، وھو اشھر الروایات عن مالک۔

(نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار 2ص 186 مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی)

ترجمہ: شوکانی نے کہا کہ امام ابوحنیفہ اور آپ کے تلامذہ اور جماعت اہل کوفہ سوائے تکبیر احرام کے وقت کے کسی رفع یدین کو مستحب نہیں سمجھتے۔ نووی نے کہا کہ حضرت امام مالک سے مشہور روایت بھی یہی ہے۔ (یعنی ترک رفع یدین کی)
ناظرین آپ نے دیکھا کہ امام ابن القاسم اور علامہ ابن رشد مالکی اور شوکانی صاحب اور علامہ نووی یہ سب حضرات فرما رہے ہیں کہ امام مالک کا مذہب ترک

رفع یدین ہے۔

علامہ ابن عبدالبر اندلسی کی شہادت:

علامہ ابن عبدالبر اندلسی مالکی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب التمہید لمافی الموطا من المعانی ولا سانید 9 ص 212 پر رفع یدین کی بحث میں کہتے ہیں کہ:

واختلف العلماء فی رفع الیدین فی الصلاۃ فروی ابن القاسم وغیرہ عن مالک انہ کان یری رفع الیدین فی الصلاۃ ضعیفاً الا فی تکبیرۃ الاحرام وحدھا وتعلق بھذہ الروایۃ عن مالک اکثر المالکین.

ترجمہ: اور اختلاف کیا ہے علماء نے نماز میں رفع یدین کرنے کے متعلق پس روایت کی ابن القاسم نے اور ابن القاسم کے غیر نے بھی امام مالک سے کہ بے شک امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز میں رفع یدین کرنے کو ضعیف سمجھتے تھے سوائے نماز شروع کرتے وقت کے رفع یدین کے، اور اکثر مالکیوں نے امام مالک سے یہی بات متعلق کی ہے۔ علامہ ابن عبدالبر کی اس عبارت سے کئی باتیں واضح ہوئی۔

(۱) جس طرح ابن القاسم نے امام مالک سے رفع یدین کا ضعیف ہونا بیان کیا ہے اسی طرح اور حضرات نے بھی امام مالک سے رفع یدین کا ضعیف ہونا بیان کیا ہے۔

(۲) دوسری بات یہ واضح ہوئی کہ رفع یدین عندالرکوع و بعدالرکوع پر اتفاق نہیں ہے، بلکہ یہ مسئلہ اختلافی ہے۔

(۳) تیسری یہ بات واضح ہوئی بقول علامہ ابن عبدالبر کے کہ اکثر مالکی

حضرات امام مالک سے رفع یدین کا ضعیف ہونا ہی بیان کرتے ہیں تو ناظرین یہ بات واضح ہوگئی کہ امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عمل ترک رفع یدین ہے، تو امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک اگر یہ روایت رفع یدین کی قابل عمل ہوتی تو آپ ضرور اس پر عمل کرتے آپ کا اس کو روایت کرنے کے بعد اس پر عمل نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ روایت قابل احتجاج نہیں اور نہ ہی قابل عمل ہے۔

امام ربانی مجتہد فقیہ امام محمد بن حسن شیبانی کا اس کو روایت کرنے کے بعد آپ کا فیصلہ:

امام محمد بن حسن شیبانی علیہ الرحمہ اس روایت کو نقل کرنے کے بعد آخر میں یہ فیصلہ دیتے ہیں۔

قال محمد: السنۃ ان یکبر الرجل فی صلاتہ کلما خفض وکلما رفع واذا انحط للسجود کبر واذا انحط للسجود الثانی کبر فاما رفع الیدین فی الصلوۃ فانہ یرفع الیدین حذوالا ذنین فی ابتداء الصلوۃ مرۃ واحدۃ ثم لا یرفع فی شئی من الصلوۃ بعد ذلک.

(موطا امام محمد ص 88)

ترجمہ: امام محمد علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ سنت یہ ہے کہ آدمی تکبیر کہے ہر اونچ نیچ میں اور جب سجدے کرے تو بھی تکبیر کہے جہاں تک رفع یدین کا تعلق ہے تو وہ نماز شروع کرتے وقت کرے پھر دوبارہ نہ کرے۔

ناظرین! آپ نے دیکھا کہ امام محمد بن حسن شیبانی علیہ الرحمہ جو کہ امام شافعی علیہ الرحمۃ کے استاذ الحدیث والفقہ ہیں اور حضرت امام مالک اور حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کے شاگرد رشید ہیں وہ بھی اس حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو روایت

کرنے کے بعد اسے متروک العمل ہی قرار دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ سنت صرف پہلی بار میں رفع یدین کرنا ہے۔

امام سفیان بن عینیہ کا عمل:

جس طرح اس حدیث کو امام زہری سے امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کیا ہے لیکن اس پر عمل نہیں کیا۔ اسی طرح امام سفیان بن عینیہ بھی اس حدیث کو امام زہری سے روایت کرنے والے ہیں (اگرچہ آپ سے اختلاف ہے) لیکن امام سفیان بن عینیہ بھی اس پر ہمیشہ عمل نہیں کرتے تھے ملاحظہ فرمائیں علامہ ابن عبدالبر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ:

وکان ابن عینیة ربما فعله وربمالم یفعله. بقدر الحاجة

(التمہید لا بن عبدالبر 9 ص 226)

ترجمہ: ابن عبدالبر علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ امام سفیان بن عینیہ کبھی تو رفع یدین کرتے تھے اور کبھی نہیں کرتے تھے۔ تو علامہ ابن عبدالبر کی شہادت سے واضح ہو گیا کہ امام سفیان بن عینیہ اس حدیث کو روایت کرنے کے بعد ہمیشہ اس پر عمل نہیں کرتے تھے بلکہ آپ ترک رفع یدین پر بھی عمل کرتے تھے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان:

اور یہ حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے اس وقت پیش ہوئی جبکہ امام بخاری و مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہما ابھی تک شکم مادر میں بھی تشریف نہ لائے تھے۔ تو حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قبول نہ فرمایا۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ:

حضرت سفیان بن عینیہ کا ہی یہ فرمان ہے کہ: قال اجتمع ابو حنیفة والاوزاعی فی دار الحناطین بمکة فقال الاوزاعی لابی حنیفة مابالکم لاترفعون ایدیکم فی الصلوٰة عند الرکوع وعند الرفع منه فقال ابو حنیفة لاجل انه لم یصح عن رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فیه شئی قال کیف لا یصح وقد حدثنی الزهری عن سالم عن ابیه عن رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم انه کان یرفع یدیه اذا افتتح الصلوٰة وعند الرکوع وعند الرفع منه فقال له ابو حنیفة وحدثنا حماد عن ابراهیم عن علقمة والا سود عن ابن مسعود ان رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم کان لا یرفع یدیه الا عند افتتاح الصلوٰة ولا یعود لشئی من ذلک فقال الاوزاعی احدثک عن الزهری عن سالم عن ابیه وتقول حدثنی حماد عن ابراهیم فقال له ابوحنیفة کان حماد افقه من الزهری وکان ابراهیم افقه من سالم وعلقمة لیس بدون ابن عمر فی الفقه وان کانت لابن عمر صحبة وله فضل صحبة فالا سود له فضل کثیر وعبدالله هو عبدالله فسکت الاوزاعی۔

(مسند امام اعظم ص 50 فتح القدیر جلد 1 ص 219 طبع مصر)

ترجمہ: سفیان بن عینیہ کہتے ہیں کہ ابوحنیفہ اور اوزاعی مکہ میں گیہوں کی منڈی میں ایک دوسرے سے ملے اوزاعی نے امام ابوحنیفہ سے کہا کہ تم کو کیا ہوا کہ تم نماز میں رکوع جاتے اور اس سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین نہیں کرتے۔ امام ابو حنیفہ فرمانے لگے کہ اس سبب سے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس بارہ میں کوئی صحیح حدیث (بغیر معارض کے) نہیں ملی۔ اوزاعی نے کہا صحیح حدیث کیوں نہیں ہے اور حدیث بیان کی مجھ سے زہری نے انہوں نے سالم سے روایت کیا

انہوں نے اپنے والد عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہ آپ رفع یدین کرتے نماز کے شروع میں اور رکوع جاتے وقت اور رکوع سے سر اُٹھاتے وقت، تو امام ابوحنیفہ نے ان سے فرمایا کہ روایت بیان کی مجھ سے حماد نے انہوں نے روایت کی ابراہیم سے انہوں نے علقمہ اور اسود سے انہوں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز شروع کرتے وقت رفع یدین کرتے تھے پھر دوبارہ نہیں کرتے تھے۔ اس پر اوزاعی کہنے لگے کہ میں تم سے حدیث بیان کرتا ہوں زہری سے وہ سالم سے اور وہ اپنے والد سے اور تم کہتے ہو حدیث بیان کی مجھ سے حماد نے اور انہوں نے روایت کی ابراہیم سے تو امام ابوحنیفہ نے اس کا جواب دیا کہ حماد زہری سے زیادہ فقیہ ہے اور ابراہیم سالم سے زیادہ فقیہ ہے اور حضرت علقمہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فقہ میں کچھ کم نہیں اگرچہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شرف صحبتِ نبوی نصیب ہے تو اسود کو بہت فضیلت حاصل ہے اور پھر عبداللہ تو عبداللہ ہی ہیں اس پر اوزاعی خاموش ہو گئے۔

اگرچہ وہابیہ اس واقعہ کا انکار کرتے ہیں لیکن اس واقعہ کو امام ابن الھمام نے فتح القدیر میں اور شیخ المحدثین محقق علی الاطلاق حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ جیسی شخصیات نے شرح سفر السعادت ص 66 پر نقل کیا ہے اور اس واقعہ کو بلانکیر مختصراً غیر مقلد نواب صدیق حسن خان صاحب بھوپالی نے بھی اپنی کتاب الروضۃ الندیہ میں بیان کیا ہے۔ (1 ص 95)

تو ناظرین کرام! حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو رفع یدین والی ہے اس کو امام صاحب علیہ الرحمہ نے قبول نہ فرمایا۔ حضرت امام علیہ الرحمہ نے روایت کی لیکن اس پر عمل نہ فرمایا، امام محمد بن حسن شیبانی علیہ الرحمہ نے روایت کیا

لیکن اس پر عمل نہ فرمایا۔ امام سفیان بن عیینہ نے اس کو روایت کیا لیکن اس پر ہمیشہ عمل نہیں کرتے تھے۔ بلکہ کبھی کرتے تھے اور کبھی نہیں کرتے تھے۔ تو معلوم ہوا کہ یہ روایت رفع یدین ان حضرات کی نظر میں قابل عمل نہیں تھی ورنہ امام مالک جیسی شخصیت سے یہ کب امید کی جا سکتی ہے کہ وہ خود ہی روایت کریں اور عمل اس کے خلاف کریں۔

حضرت سالم کا رفع یدین پر تعجب کرنا:

پھر اس کو حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرنے والے اس روایت میں ان کے بیٹے حضرت سالم ہیں اور حضرت سالم نے جب حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رفع یدین کرتے دیکھا تو اپنے باپ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تعجب کے ساتھ پوچھا کہ یہ کیا چیز ہے۔ تفصیلی روایت ملاحظہ فرمائیں۔ اس حدیث کو حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ کے استاذ الحدیث امام المحدثین حضرت امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ نے اپنی سند کے ساتھ بیان کیا۔ امام بخاری سے پہلے۔

حدیث:

حدثنا عبدالله حدثني ابى ثنا محمد بن جعفر ثنا شعبة عن جابر سمعت سالم بن عبدالله يحدث انه رأى اباه يرفع يديه اذا كبرو اذا اراد ان يركع واذا رفع راسه من الركوع فسألته عن ذلك فزعم انه رأى رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يصنعه.

(مسند امام احمد 2 ص 64 ادارہ احیاء السنہ گرجاکھ)

ترجمہ: جابر سے روایت ہے کہ میں نے سالم بن عبداللہ سے سنا وہ بیان کرتے

تھے کہ انہوں نے اپنے باپ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا جب نماز شروع کرتے تو رفع یدین کرتے اور جب رکوع کرتے تو رفع یدین کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع یدین کرتے۔ سالم نے کہا کہ میں نے اس رفع یدین کے متعلق اپنے باپ سے سوال کردیا۔ پس میرے باپ نے گمان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس طرح کرتے تھے۔ اس روایت سے چند باتیں واضح ہو جاتی ہیں۔

(۱) رفع یدین مدینۃ المنورہ میں مروج نہیں تھا۔ اگر مروج ہوتا تو اس پر تعجب نہ کرتے۔

(۲) حضرت سالم خود بھی رفع یدین کو نہیں جانتے تھے ورنہ اس کے متعلق سوال کرنے کی کیا ضرورت تھی۔

(۳) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عمل بھی ترک رفع یدین ہی تھا کیونکہ جو کبھی کبھار کیا تو فوراً اس پر تعجب کیا گیا اور اس رفع یدین کے متعلق سوال ہونے لگا۔

اس کے مخالف اثر:

قائلین رفع یدین یہاں پر امام بخاری علیہ الرحمہ کے رسالہ جزٔ رفع یدین کے حوالہ سے ایک اثر بیان کرتے ہیں کہ حضرت سالم خود بھی رفع یدین کیا کرتے تھے حالانکہ یہ اثر سنداً بھی صحیح نہیں اور یہ اثر غیر مقلدین کے موافق بھی نہیں تفصیلی روایت ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

حدثنا محمد بن مقاتل انا عبدالله انبا عکرمة بن عمار. قال رائیت سالم بن عبدالله والقاسم بن محمد وعطاء و مکحول یرفعون

ایدیهم فی الصلوٰة اذا رکعوا واذا رفعوا.

(جزٔ رفع یدین للبخاری ص 42 مطبوعہ جلال پور پیروالہ)

ترجمہ: عکرمہ بن عمار نے کہا کہ میں نے حضرت سالم بن عبداللہ اور قاسم بن محمد اور عطاء اور مکحول کو دیکھا ہے یہ حضرات رفع یدین کرتے تھے نماز میں جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اُٹھاتے۔ حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ ثابت یہ کرنا چاہتے ہیں کہ حضرت سالم حضرت قاسم بن محمد حضرت عطاء حضرت مکحول یہ تمام حضرات رفع یدین کے قائل تھے مگر یہ اثر قائلین رفع یدین کی ہرگز تائید نہیں کرتا تفصیل ملاحظہ ہو۔

(۱) اس میں رفع یدین کا ذکر دوبار ہے جب کہ غیر مقلدین حضرات چار بار رفع یدین کے قائل ہیں۔

(۲) اس میں سجدوں کی نفی نہیں جبکہ غیر مقلدین حضرات سجدوں کی رفع یدین کی نفی کرتے ہیں۔

(۳) بلکہ اس کے بعد جو اثر آپ ملاحظہ کریں گے اس میں یہ مذکور ہے کہ حضرت سالم سجدوں میں رفع یدین کرتے تھے جبکہ سالم کا یہ عمل بخاری کی متفق علیہ حدیث کے خلاف ہے گویا کہ حضرت سالم حدیث بخاری کے خلاف عمل کرتے تھے۔

(۴) پھر یہ اثر سنداً بھی صحیح نہیں ہے جبکہ اس کی سند شروع ہوتی ہے۔ حدثنا محمد بن مقاتل ــ جبکہ اصل میں سند یہ تھی۔ حدثنا مقاتل ۔ جیسا کہ خود اس جلال پور پیروالہ نسخہ کے حاشیے میں موجود ہے کہ مطبوعہ نسخے میں مقاتل تھا ہم نے محمد بن مقاتل کر دیا ہے دوسری بات یہ ہے کہ اس کی سند میں عکرمہ بن عمار ہے جو کہ ضعیف ہے ملاحظہ

فرمائیں۔ ابن جوزی علیہ الرحمہ اپنی کتاب میں درج کرتے ہیں۔

عکرمۃ بن عمار، ابو عمار، الیمامی، العجلی، قال یحییٰ بن سعید، احادیث ضعاف لیس بصحاح قال احمد احادیثہ ضعاف.

(کتاب الضعفاء والمتروکین 2ص185)

ترجمہ: (امام جرح وتعدیل) یحییٰ بن سعید نے فرمایا کہ اس کی حدیثیں ضعیف ہیں صحیح نہیں ہیں۔ (امام بخاری ومسلم کے استاذ الحدیث) امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ اس کی حدیثیں ضعیف ہیں۔ امام ذھبی علیہ الرحمہ میزان الاعتدال میں لکھتے ہیں کہ امام ابوحاتم نے کہا کہ سچا ہے جھوٹ نہیں بولتا مگر ہے وہمی۔ (یہ رفع یدین وہم کا ہی نتیجہ ہے)۔

حضرت امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ ضعیف الحدیث ہے، اور خود امام بخاری نے کہا کہ اس کے پاس کتاب نہیں ہے پس اس کی حدیث میں اضطراب ہے، یحییٰ سے۔ (میزان الاعتدال 3ص90-91)

تو جب یہ ہے ہی وہمی اور ضعیف الحدیث اور مضطرب الحدیث تو پھر اس کی حدیث صحیح کیسے ہوسکتی ہے لیکن سالم کا رفع یدین پر تعجب کرنے کی حدیث وہ مسند امام احمد کی صحیح حدیث ہے، جس مسند کے متعلق غیر مقلدین کا علامہ شوکانی کہتا ہے کہ مسند امام احمد کی ہر حدیث مقبول ہے۔ (نیل الاوطار 1ص20)

پھر حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ اسی عکرمہ بن عمار سے جزُ رفع یدین ص44 پر روایت کرتے ہیں۔ وقال عمر بن یونس حدثنا عکرمۃ بن عمار. قال رائیت القاسم وطاؤسا ومکحولا وعبداللہ بن دینار وسالما یرفعون ایدیھم اذا استقبل احدھم الصلوٰۃ وعند الرکوع والسجود۔ (جزُ رفع یدین ص44)

ترجمہ: عکرمہ بن عمار نے کہا کہ دیکھا میں نے قاسم اور طاوس اور مکحول اور عبداللہ بن دینار اور سالم کو رفع یدین کرتے تھے جب نماز شروع کرتے اور رکوع کے وقت اور سجدوں کے وقت بھی۔

ناظرین کرام دیکھئے! اس روایت میں صاف لکھا ہوا کہ ہے حضرت قاسم، طاوس، مکحول اور عبداللہ بن دینار اور سالم سجدوں میں بھی رفع یدین کرتے تھے۔ جب یہ روایت بخاری شریف کی روایت کے خلاف ہے کہ بخاری شریف میں سالم اپنے باپ سے وہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں رفع یدین ابتدا نماز میں وقت رکوع اور بعد الرکوع اور پھر یہ کہ سجدوں میں رفع یدین نہیں کرتے تھے اور سالم ہی خود سجدوں میں رفع یدین کرتے تھے۔ یعنی بخاری کی حدیث پر عمل نہیں کرتے تھے بلکہ اس کے خلاف کرتے تھے۔ تو غیر مقلدین حضرات جو سجدوں کی رفع یدین کو خلاف سنت کہتے ہیں اور اس کے سخت منکر ہیں۔ ان کے نزدیک حضرت سالم، قاسم، طاوس، مکحول، عبداللہ بن دینار کی نمازیں تو یقیناً خلاف سنت ہی ہوئیں۔ اب آپ خود ہی غور وفکر کریں کہ جس روایت پر خود اس کے اپنے راویوں کا ہی عمل نہ ہو وہ روایت کس درجے کی ہوگی۔

حضرت سالم کی طرح قاضی کوفہ حضرت محارب بن دثار نے بھی رفع یدین پر تعجب کیا ہے:

جس طرح سالم نے اپنے باپ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رفع یدین کرتے دیکھا تو تعجب سے پوچھا اسی طرح حضرت محارب بن دثار نے بھی ایک بار حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رفع یدین کرتے دیکھا تو تعجب سے سوال کر دیا کہ یہ کیا ہے۔ تفصیلی روایت ملاحظہ فرمائیں۔

امام بخاری و مسلم کے استاذ الحدیث سیدنا احمد بن حنبل علیہ الرحمہ اپنے مسند میں روایت کرتے ہیں۔

حدیث:

حدثنا عبداللہ حدثنی ابی ثنا محمد بن فضیل عن عاصم عن ابن کلیب عن محارب بن دثار قال رائیت ابن عمر یرفع یدیه کلمارکع و کلما رفع رأسه من الرکوع قال فقلت له ماهذا قان کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم اذا قام فی الرکعتین کبر ورفع یدیه.

(مسند امام احمد 2 ص 146 مصنف ابن ابی شیبہ 1 ص 235-236)

ترجمہ: محارب بن دثار نے کہا کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا جب رکوع کیا تو رفع یدین کیا اور جب رکوع سے سر اُٹھایا تو رفع یدین کیا محارب بن دثار نے کہا کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ یہ کیا ہے، تو فرمایا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب دو رکعت پڑھ کر کھڑے ہوتے تو رفع یدین کرتے تھے۔

ناظرین اس روایت سے کئی باتیں واضح ہوتی ہیں۔

(۱) دور صحابہ اور دور تابعین میں رفع یدین سے کوئی واقف بھی نہیں تھا اگر کوئی کبھی کبھار کر لیتا تو فوراً اس سے سوال ہوتا کہ یہ کیا چیز ہے، حیران ہو کر سوال کرتے۔

(۲) حضرت محارب بن دثار جو کہ کوفہ کے قاضی تھے اور صاحب علم وفضل تھے۔ انہوں نے جب ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رکوع والی رفع یدین کرتے دیکھا تو اظہار تعجب کیا اور پوچھا کہ (ماھذا) یہ کیا ہے۔ معلوم ہوا کہ اس وقت رفع

یدین بالکل مروج نہیں تھا ورنہ اتنا تعجب نہ ہوتا اور محارب بن دثار تعجب کرنے والے تنہا نہیں ہیں بلکہ خود ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے حضرت سالم نے بھی رفع یدین پر تعجب کیا۔

رفع یدین عند الرکوع پر یہ تعجب اور سوال کا سلسلہ اس بات کی خوب نشاندہی کرتا ہے کہ اس دور خیر القرون میں ترک رفع یدین ہی معمول تھا۔ بخاری شریف کی حدیث رفع یدین کے آخری راوی خود حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ صحیح سند کے ساتھ ثابت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنا عمل خود ترک رفع یدین تھا۔ تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت امام بخاری و امام مسلم علیہما الرحمہ کے استاذ الحدیث امام اجل امام کبیر ابن ابی شیبہ سند صحیح سے اپنے مصنف میں روایت کرتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت ابن عمر کا اپنا عمل ترک رفع یدین ہے:

حدیث:

حدثنا ابو بکر بن عیاش عن حصین عن مجاهد قال ما رأیت ابن عمر یرفع یدیه الافی اول مایفتتح، مصنف ابن ابی شیبه . (1 ص 237)

ترجمہ: حضرت مجاہد نے فرمایا کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کبھی بھی رفع یدین کرتے نہیں دیکھا سوائے نماز کے شروع میں۔

حضرت مجاہد جو کہ امام التفسیر ہیں اور جلیل القدر تابعی ہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابن عمر کو کبھی رفع یدین کرتے نہیں دیکھا سوائے نماز شروع کرنے کے یعنی صرف نماز کے شروع میں ہی رفع یدین کرتے پھر دوبارہ نہ کرتے تھے۔ اس کی سند صحیح ہے اس سند کے

تمام راوی صحیح بخاری شریف کے راوی ہیں تاہم تفصیل کے ساتھ عرض کیا جاتا ہے پہلے راوی امام ابوبکر بن ابی شیبہ ہیں جو کہ اعلیٰ درجہ کے ثقہ ثبت ہیں۔ (دیکھئے میزان الاعتدال 2 ص 490)۔

(تقریب التہذیب 1 ص 528۔تہذیب التہذیب 3 ص 252)

دوسرے راوی ہیں، حصین بن عبدالرحمن، یہ بھی ثقہ ثبت ہیں۔امام احمد بن حنبل نے فرمایا کہ یہ راوی ثقہ مامون ہے حدیث کا بہت بڑا امام ہے۔امام احمد عجلی نے کہا کہ یہ راوی ثقہ ثبت ہے، ابن ابی حاتم نے کہا کہ میں نے امام ابوزرعہ سے اس راوی کے متعلق پوچھا تو ابوزرعہ نے کہا یہ راوی ثقہ ہے میں نے کہا کیا یہ حجت بھی ہے تو انہوں نے کہا ہاں اللہ کی قسم یہ حجت ہے امام حاتم نے کہا یہ راوی ثقہ ہے امام ذھبی نے کہا یہ راوی ثقات میں ہے۔

(میزان الاعتدال 1 ص 551-552)

تیسرے راوی حضرت امام مجاہد ہیں جو کہ حدیث کے ساتھ ساتھ تفسیر کے بھی امام ہیں اور بلااتفاق ثقہ ثبت ہیں دیکھئے تہذیب التہذیب جلد 10 ص 39-40۔طبع بیروت۔

تو ناظرین کرام! جب اس سند کے تمام راوی ثقہ ثبت اعلیٰ درجہ کے روی ہیں تو پھر انکار حدیث کیوں شاید اس لئے کہ یہ حدیث ان کے مزاج کے خلاف ہے۔غیر مقلدین حضرات جب اس کا کوئی جواب نہیں پاتے تو کہہ دیتے ہیں کہ حضرت حصین بن عبدالرحمن کا آخر میں حافظہ متغیر ہوگیا تھا۔ (دیکھئے ابکار المنن) لیکن یقین جانیئے یہ صرف انکار حدیث کا ایک بہانہ ہے، غور فرمائیں کہ اس سند میں حصین سے روایت کرنے والا راوی ابوبکر بن عیاش ہے اور یہی سند یعنی ابوبکر بن عیاش عن حصین، بخاری شریف میں مذکور ہے تو بخاری شریف کی

جتنی سندوں میں یہ راوی ہوگا کیا غیر مقلدین حضرات بخاری کی اتنی حدیثوں کے منکر ہوں گے جب یہ راوی ہی بخاری کا ہے تو پھر اس پر آپ کا جرح کرنا ہی بیکار ہے یا پھر آپ بخاری کی تمام روایات کو صحیح نہیں مانتے، اگر مانتے ہیں تو پھر بخاری شریف کے راویوں پر جرح کرنا یہ آپ کو زیب نہیں دیتا۔ تو اگر یہ راوی بخاری میں ثقہ ہے تو پھر یہاں بھی ثقہ ہے اگر یہاں ثقہ نہیں تو پھر بخاری میں یہ راوی کیونکر ثقہ ہوگیا.......... ہائے انصاف۔

اس حدیث کو مسترد کرنے کے لئے غیر مقلدین حضرات ابوبکر بن عیاش کے متعلق بھی کچھ مہربانی کرتے ہیں کہ ابوبکر بن عیاش کا حافظہ بھی آخر میں متغیر ہو گیا تھا لیکن یہ بھی بہانہ ہے۔ پہلی بات تو یہ کہ ابوبکر بن عیاش خود بخاری شریف کا راوی ہے۔غیر مقلدین حضرات بخاری کے راویوں کو صحیح ثقہ بھی کہتے ہیں پھر ان پر جرح بھی کرتے کچھ تو بخاری شریف کا خیال کیا ہوتا اور بخاری کے ساتھ حق وفا ادا کیا ہوتا۔ یہ بخاری شریف کے راویوں پر کتنی بداعتمادی ہے، غیر مقلدین کی کہ ایک ہی راوی بخاری میں آئے تو ثقہ ہے اور اس کی حدیث صحیح ہوتی ہے وہی راوی بخاری کے علاوہ کسی ایسی حدیث میں آجائے جو غیر مقلدین کے مزاج کے خلاف ہو تو پھر خدا کی پناہ اس راوی کو شہید کرنے کے لئے عزم صمیم کر لیتے ہیں اور اس پر جرح کرتے کرتے کئی کئی ورق سیاہ کر ڈالتے ہیں جو راوی بخاری میں ثقہ تھا اب وہ ضعیف بن گیا کیونکہ اس نے وہ حدیث بیان کی ہے جو غیر مقلدین کے عمل و مزاج کے خلاف ہے یہ ہے غیر مقلدین کی دیانتداری اور انصاف حالانکہ ابوبکر بن عیاش بخاری و مسلم کا راوی ہے اور ثقہ ثبت ہے۔ دیکھئے تہذیب التہذیب جلد 12 ص 38 امام نووی شافع علیہ الرحمہ شرح مسلم میں فرماتے ہیں۔

ابوبکر بن عیاش فھو الامام المجمع علی فضلہ 1 ص 10۔

ترجمہ: نووی کہتے ہیں کہ ابوبکر بن عیاش ایسے جلیل القدر امام ہیں جن کی فضیلت پر سب کا اتفاق ہے۔

تو ناظرین کرام! جب اس سند کے راوی ثقہ ثبت ہیں تو پھر یہ حدیث صحیح ثابت ہوئی۔ اسی لئے تو امام عراقی علیہ الرحمہ کے استاذ الحدیث اور حافظ ابن حجر عسقلانی کے دادا استاد امام علامہ ابن ترکمانی جوہرنقی علی البیہقی میں اس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں۔ ہذا سند صحیح۔ یہ سند صحیح ہے۔ جوہرنقی 2 ص 74 تو اب امام بخاری علیہ الرحمہ کا یحییٰ بن معین سے یہ نقل کرنا کہ ابو بکر عن حصین انما هو توهم لا اصل له ۔ جزٗ رفع یدین للبخاری ص 10 مطبوعہ جلال پور پیروالہ کہ ابوبکر کی حدیث حصین سے نرا وہم ہے اور اس کی کوئی اصل نہیں۔ یہ سب دعویٰ بلا دلیل ہے جس پر کوئی دلیل و برہان نہیں ہے۔ اگر ان کے پاس کوئی دلیل تھی تو انہیں پیش کرنی چاہیے تھی جب اس دعویٰ پر کوئی دلیل ہی نہیں تو پھر یہ کیسے مان جائیں کہ ابوبکر کی حصین سے حدیث نرا وہم ہے اور اس کی کوئی اصل نہیں تو کیا غیر مقلدین ابن معین کا یہ فرمان کہ ابوبکر کی حصین سے روایت نرا وہم ہے اور اس کی کوئی اصل نہیں۔ بخاری شریف میں بھی صحیح مانیں گے یا نہیں کیا بخاری میں بھی یہ ماننے کے لئے تیار ہوں گے کہ بخاری میں جو حدیث ابوبکر عن حصین کی سند سے مروی ہیں وہ سب نرا وہم ہیں اور ان کی کوئی اصل نہیں اگر نہیں تو پھر یہاں بھی مان جاؤ کہ خود اس بے دلیل بات کی اپنی کوئی اصل نہیں ہے، حدیث تو صحیح ہے کیونکہ اس کی سند موجود ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں اور بیان کرنے والے امام جلیل القدر شخصیات ہیں۔ اسی لئے تو حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ سند دین میں سے ہے اگر سند نہ ہوتی تو جس کا جو جی چاہتا وہی کہتا۔ مقدمہ شرح نووی مع مسلم تو اگر سند ہوگی تو کسی کو غلط بات کرنے کی جرأت

نہ ہوگی اگر کوئی بے سند بات کر بھی دے گا تو اس کا کچھ اعتبار نہ ہوگا۔ اس لئے یہ حدیث جو ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عمل کی ترجمانی کرتی ہے کہ آپ ترک رفع یدین پر عامل تھے، یہ حدیث صحیح ہے جیسا کہ علامہ ابن ترکمانی نے جوہرنقی میں فرمایا ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک اور شاگرد عبدالعزیز بن حکیم بھی آپ سے ترکِ رفع یدین بیان کرتے ہیں:

حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ کے استاذ الحدیث والفقہ اور امام یحییٰ بن معین کے استاد اور امام بخاری علیہ الرحمہ کے دادا استاد۔ امام المحدثین سید الفقہا، امام ربانی امام محمد بن حسن شیبانی علیہ الرحمہ۔ موطا امام محمد 1 ص 90 پر اپنی سند سے نقل کرتے ہیں۔

قال محمد اخبرنا محمد بن ابان[1] بن صالح عن عبدالعزیز بن حکیم قال رأیت ابن عمر یرفع یدیه حذاء اذنیه فی اول تکبیرة افتتاح الصلوٰة ولم یرفعهما فیما سوی ذلک۔

(موطا امام محمد ص 90 مطبوعہ سعید ایم ایچ کراچی)

ترجمہ: عبدالعزیز بن حکیم نے کہا کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ آپ نماز میں پہلی تکبیر کے وقت کانوں تک رفع یدین کرتے اس کے علاوہ نماز میں کسی جگہ رفع یدین نہ کرتے۔ حضرت امام محمد بن حسن شیبانی علیہ الرحمہ نے اس سے ترک رفع یدین پر دلیل پکڑی ہے اور یہ اثر صحیح ہے کیونکہ مجتہد کا کسی حدیث سے دلیل پکڑنا اس کی صحت کی دلیل ہے۔

---

[1] محمد بن ابان بن صالح پر گفتگو ترک رفع یدین حصہ دوم ص پر ملاحظہ کریں۔

عطیہ عوفی بھی حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ترک رفع یدین روایت کرتے ہیں:

رواہ البیہقی عن سوار بن مصعب عن عطیۃ[1] العوفی ان باسعید الخدری و ابن عمر کانا یرفعان ایدیھما اول مایکبران ثم لا یعود.

(بتنسیق نظام فی مسند الامام ص 35)

ترجمہ: عطیہ عوفی سے روایت ہے کہ بے شک حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلی تکبیر کے وقت رفع یدین کرتے تھے پھر دوبارہ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

تو حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آپ کے تین شاگردوں نے ترک رفع یدین روایت کیا ہے۔ اصل روایت تو حضرت مجاہد کی ہے دو باقی شاگردوں کی روایتیں یعنی عبدالعزیز بن حکیم اور عطیہ عوفی کی دو روایتیں متابعتاً ہے اور متابع کے لئے ثقہ ہونا ضروری نہیں ہے جیسا کہ اہل علم خوب جانتے ہیں تو ناظرین کرام بخاری شریف کی حدیث رفع یدین کے آخری راوی صحابی حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور آپ تفصیلاً پڑھ چکے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنا عمل ترک رفع یدین ہے۔ آپ خود ہی اندازہ کریں جس روایت کے راویوں کا اپنا عمل اس روایت پر نہ ہو۔ بھلا وہ روایت کیسے قابل عمل ہوسکتی ہے پھر جس طرح حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے عندالرکوع اور بعدالرکوع رفع یدین کا اثبات ہے اسی طرح حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

---

1. اگرچہ یہ سند ضعیف ہے مگر متابعتاً کوئی حرج نہیں یہ اثر بطور متابعت عرض کیا گیا اور متابع اگرچہ ضعیف ہی کیوں نہ ہو اصل روایت کو قوی کرتا ہے۔

مرفوعاً۔ عندالرکوع اور بعدالرکوع کی نفی بھی ثابت ہے تفصیلی روایت ملاحظہ فرمائیں۔ مسند ابوعوانہ جس کو ذھبی علیہ الرحمہ نے تذکرۃ الحفاظ میں المسند الصحیح کہا ہے۔ جس کی حدیثیں بخاری و مسلم کی طرح صحیح احادیث ہیں۔ اس مسند ابوعوانہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے۔

حدیث:

امام ابوعوانہ فرماتے ہیں۔

حدثنا عبداللہ ابن ایوب المخرمی وسعدان بن نصر و شعیب بن عمروفی آخرین قالوا ثنا سفیان بن عینیۃ عن الزھری عن سالم عن ابیہ قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا افتتح الصلاۃ رفع یدیہ حتی یحاذی بھما وقال بعضھم حذو منکبیہ واذا اراد[1] ان یرکع وبعد مایرفع راسہ من الرکوع لا یرفعھما. وقال بعضھم ولا یرفع بین السجدتین، والمعنی واحد.

(مسند ابوعوانہ 1 ص 423 مطبوعہ بیروت لبنان)

ترجمہ: حضرت سالم اپنے باپ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جب نماز شروع کی تو رفع یدین کیا کندھوں تک اور بعض راویوں نے حذو منکبیہ ذکر کیا ہے اور جب ارادہ کیا رکوع کا اور رکوع سے سر اُٹھانے کے بعد رفع یدین نہیں کیا اور بعض راویوں نے کہا اور دو سجدوں کے درمیان رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ معنی ایک ہی ہے۔

---

1. اس روایت پر غیر مقلدین کے اعتراضات کے تفصیلی جوابات ترک رفع یدین حصہ دوم میں ملاحظہ فرمائیں۔

ناظرین کرام! یہ حدیث سند صحیح کے ساتھ مروی ہے یہ حدیث صحیح ہے۔

اس روایت میں کتنی وضاحت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو رفع یدین کرتے اور جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اُٹھاتے تو رفع یدین نہیں کرتے ہیں تو یہ روایت خود حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اپنے عمل کے مطابق ہے بلکہ حضرت مالک امام رحمتہ اللہ علیہ کا عمل بھی ترک رفع یدین ہے اور حضرت سالم نے رفع یدین پر تعجب کیا حضرت محارب بن دثار نے رفع یدین پر تعجب کیا۔ ان تمام روایات کی یہ حدیث جو ترک رفع یدین پر صریح بھی صحیح بھی ہے مرفوع ہے تائید کرتی ہے تفصیل گذشتہ اوراق میں گزر چکی ہے۔

جس طرح امام ابوعوانہ نے اس ترک رفع یدین کی مرفوع حدیث کو روایت کیا ہے اسی طرح حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ کے استاذ الحدیث محدث عبداللہ بن زبیر حمیدی نے بھی اس روایت کو مرفوعاً روایت کیا ہے ملاحظہ فرمائیں۔

محدث عبداللہ بن زبیر حمیدی اپنی سند ثقہ کے ساتھ فرماتے ہیں۔

حدیث:

حدثنا الحمیدی قال ثنا سفیان[1] ثنا الزهری قال اخبرنی سالم بن عبدالله بن ابیه قال. رایت رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم اذا افتتح الصلوٰة رفع یدیه حذو منکبیه، واذا اراد ان یرکع وبعد مایرفع راسه من الرکوع فلا یرفع ولا بین السجدتین.

1۔ مطبوعہ بیروت لبنان کے نسخہ حمیدی میں۔ حرف جوڑنے والے کی غلطی سے سند میں سفیان کا واسطہ رہ گیا ہے جبکہ اس کے محقق نے حاشیہ میں سفیان کا حوالہ دے دیا ہے اور مسند حمیدی کے قلمی نسخہ ص 79 میں بھی سند سفیان کے واسطہ سے ہی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(مسند حمیدی 2 ص 277 مطبوعہ بیروت لبنان۔ مسند حمیدی (قلمی) ص 79)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جب نماز شروع کی رفع یدین کیا کندھوں تک اور جب ارادہ کیا رکوع کا اور رکوع سے سر اُٹھانے کے بعد رفع یدین نہیں کیا اور نہ دو سجدوں کے درمیان۔

تو ناظرین کرام! جس طرح حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً عند الرکوع اور بعد الرکوع رفع یدین کی نفی مسند ابوعوانہ میں ہے اسی طرح عند الرکوع اور بعد الرکوع رفع یدین کی نفی مسند حمیدی میں بھی ہے۔ یہ حدیث مرفوع بھی ہے صحیح بھی متصل بھی ہے اور رفع یدین عند الرکوع اور بعد الرکوع کی نفی بھی صریح ہے۔ غیر مقلدین حضرات جب مسند حمیدی کی حدیث کا کوئی جواب نہیں پاتے تو پھر اس کا بھی انکار کر دیتے ہیں۔

حضرت عبدالرحمٰن بن قاسم بھی حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صرف افتتاح کی رفع یدین ہی روایت کرتے ہیں:

امام ابن القاسم علیہ الرحمہ جو کہ امام دارالہجرت حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تلمیذ رشید ہیں اور فقہ مالکی کے مجتہد فقیہ ہیں آپ نے حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنی کتاب مدونۃ الکبریٰ میں یہ حدیث روایت کی ہے اور اس حدیث سے امام ابن القاسم نے ترک رفع یدین پر دلیل پکڑی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث:

ابن وهب و ابن القاسم عن مالک بن انس عن ابن شهاب

عن سالم بن عبدالله عن ابيه ان رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم كان يرفع يديه حذو منكبيه اذا افتتح التكبير للصلاة.

(المدونة الكبرىٰ 1 ص 69)

ترجمہ: امام ابن وہب اور امام ابن القاسم دونوں نے حضرت امام مالک سے روایت کی انہوں نے ابن شہاب زہری سے انہوں نے سالم بن عبداللہ سے انہوں نے اپنے باپ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ علیہ سے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رفع یدین کرتے تھے کندھوں تک جب شروع کرتے تکبیر نماز کے لئے۔

حضرات محترم! یہ حدیث صحیح، مرفوع متصل ہے اور اس حدیث کو مالکی فقیہ مجتہد نے ترک رفع یدین کے دلائل میں پیش کیا ہے، ابن القاسم اور ابن وہب دونوں نے مل کر اس حدیث کو امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے اور اس میں صرف افتتاح کی رفع یدین کا ذکر ہے اگر رکوع والی رفع یدین اس میں ہوتی تو ابن القاسم وہ بھی پیش کرتے لیکن ابن القاسم علیہ الرحمہ نے صرف ابتداء ہی کی رفع یدین بطریق مالک مرفوعا روایت کی ہے اور یہ حدیث ترک رفع یدین پر مالکیوں کا مستدل ہے۔ جیسا کہ آپ سابقہ اوراق میں پڑھ چکے ہیں کہ حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بقول علامہ ابن عبدالبر اکثر مالکی حضرات نے امام مالک سے ترک رفع یدین ہی متعلق کیا ہے۔ اسی طرح امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک اور شاگرد بطریق مالک، حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعا ترک رفع یدین روایت کرتے ہیں بحوالہ خلافیات بیہقی۔ ملاحظہ فرمائیں۔

ابن قیم نے اس حدیث کو جرأت کر کے موضوع کہہ دیا بلا دلیل۔

محدث مکہ مفتی مکۃ المکرمہ حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمہ، ابن قیم کا رد کرتے ہوئے اس حدیث کو ثابت کرتے ہیں۔

حدیث:

وحديث اورده البيهقى فى الخلافيات من رواية عبدالله بن عون الخراز حدثنا مالک عن الزهرى عن سالم عن ابيه ان النبى عليه السلام كان يرفع يديه الخ ثم لا يعود. قلت وقد صح عنه خلاف ذلک فيحمل على نسخ الاول فتامل فقول ابن القيم من شم روائح الحديث على بعد شهد باالله انه موضوع، مدفوع.

(موضوعات کبیر ملا علی قاری مع تذکرہ الموضوعات ص 175)

ترجمہ: امام بیہقی علیہ الرحمہ نے خلافیات میں عبداللہ عون الخراز سے روایت کی ہے کہا بیان کیا ہم سے مالک نے زہری سے انہوں نے سالم سے انہوں نے اپنے والد سے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھے رفع یدین کرتے جب نماز شروع کرتے پھر دوبارہ یہ عمل نہیں کرتے تھے۔ ملا علی قاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صحیح طور پر اس کے خلاف بھی روایت ہے۔ (یعنی رکوع جاتے وقت اور سر اُٹھاتے وقت رفع یدین کرنا) تو پہلی حدیث کو اس حدیث سے منسوخیت پر محمول کیا جائے۔ پس غور وفکر کر ابن اقیم نے جو یہ کہا ہے کہ جس نے حدیث کی بو سونگھی ہے وہ اس کی گواہی دے گا کہ یہ حدیث موضوع ہے پس ابن قیم کا اعتراض ختم ہوا۔ دوسرے شاگردوں کی طرح عبداللہ بن عون الخراز نے بھی امام مالک سے ترک رفع یدین روایت کیا ہے اور یہی یعنی ترک رفع یدین ہی امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنا

عمل ہے جیسا کہ تفصیلاً سابقہ اوراق میں پڑھ چکے ہیں۔ غیر مقلدین حضرات جو ابن قیم اور ابن حجر کی تقلید میں اس حدیث صحیح کو موضوع کہتے ہیں تو غیر مقلدوں کو موضوع حدیث کی تعریف پر غور کرنا چاہیے کیونکہ موضوع من گھڑت حدیث وہ ہوتی ہے جس کی سند میں کوئی کذاب راوی ہو تو غیر مقلدین کو چاہیے کہ اس حدیث کو موضوع ثابت کرنے کے لئے اس کی سند سے کوئی کذاب راوی نکالیں ورنہ خدا کا خوف کریں اور اس حدیث کو موضوع کہنے سے باز رہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک روایت طحاوی شریف میں بھی موجود ہے مرفوعاً جس میں مسئلہ رفع یدین ہی بیان کیا گیا ہے لیکن جہاں تک نماز کا تعلق ہے تو اس حدیث میں صرف ابتدا کی ہی رفع یدین کا ذکر ہے تو اگر رکوع اور بعد الرکوع بھی رفع یدین ہوتا تو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کا بھی ذکر فرماتے تفصیلی روایت ملاحظہ فرمائیں۔ امام جلیل محدث کبیر امام طحاوی علیہ الرحمہ شرح معانی الآثار میں اپنی سند کے ساتھ حدیث روایت کرتے ہیں۔

حدیث:

حدثنا ابن ابی داؤد قال ثنا نعیم بن حماد قال ثنا الفضل بن موسیٰ قال ثنا ابن ابی لیلٰی عن نافع عن ابن عمر و عن الحکم عن مقسم عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال ترفع الایدی فی سبع مواطن فی افتتاح الصلوۃ وعند البیت وعلی الصفا والمروۃ وبعرفات وبالمزدلفة وعند الجمرتین۔

(شرح معانی الآثار 1ص 416)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ

تعالیٰ عنہ دونوں صحابہ نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رفع یدین سات مقامات پر کیا جائے۔ نماز کے شروع میں، بیت اللہ کی زیارت کے وقت، صفا پر اور مروہ پر اور عرفات میں اور مزدلفہ میں اور رمی جمار کے وقت۔

اس حدیث میں مسئلہ رفع یدین ہی بیان کیا گیا ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رفع یدین کا بیان فرماتے ہوئے افتتاح صلوٰۃ کی رفع یدین کا ذکر تو فرمایا لیکن رکوع اور بعد الرکوع رفع یدین کا آپ نے ذکر تک نہیں کیا تو اگر رکوع والی رفع یدین بھی ہوتی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کا بھی ذکر فرماتے، تعجب کی بات ہے کہ جس رفع یدین کو وہابی غیر مقلد سنت ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگاتے ہیں نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی بھی کسی ایک موقعہ پر بھی اپنی زبان اقدس سے اس رفع یدین کا ایک بار بھی ذکر نہیں فرمایا اور نہ ہی کبھی رکوع والی رفع یدین کی فضیلت بیان کی ہے۔ حضرت امام طحاوی علیہ الرحمہ حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک اور سند سے روایت فرماتے ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث:

حدثنا فهد قال ثنا الحمانی قال ثنا المحاربی عن ابن ابی لیلٰی عن نافع عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مثله،

شرح معانی الآثار 1ص 416.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں پہلی حدیث کی مثل۔ (یعنی رفع یدین سات مقامات پر

کیا جائے)۔

اس حدیث کا انکار کرنے کے لئے غیر مقلدین حضرات ایک بہانہ تو یہ بناتے ہیں کہ اس میں رکوع اور بعد الرکوع کی نفی نہیں ہے۔ تو اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ حدیث بالکل واضح ہے اور اس میں صرف مسئلہ رفع یدین ہی تو بیان کیا گیا ہے نماز کے متعلق ابتدا کی رفع یدین کا حضور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ذکر فرمایا ہے اگر رکوع کی رفع یدین ہوتی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کا بھی ذکر فرماتے کیونکہ جب اس حدیث میں بیان ہی رفع یدین کا ہے تو پھر بھلا یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام رکوع کی رفع یدین کا ذکر نہ فرماتے اگر ہوتا تو ضرور ذکر فرماتے کیونکہ رکوع والی رفع یدین سنت ثابت نہیں ہے۔ اس لئے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صرف افتتاح صلوٰۃ کے وقت رفع یدین کا ذکر فرمایا ہے۔ رکوع والی رفع یدین کا ذکر زبان اقدس سے بالکل نہیں فرمایا۔ **فھو المقصود۔**

ایک اعتراض:

غیر مقلدین حضرات اس حدیث کو رد کرنے کے لئے ایک اور بہانہ بناتے ہیں کہ اس کی سند میں محمد بن ابی لیلیٰ ہے جو کہ ضعیف ہے لہٰذا یہ حدیث معتبر نہیں ہے۔

جواب:

غیر مقلدین حضرات نے محمد بن ابی لیلیٰ کے بارے میں انصاف سے کام نہیں لیا بلکہ تعصب کی نذر ہو گئے ہیں۔ اگرچہ بعض حضرات نے اس پر جہتِ حفظ سے کلام کیا ہے لیکن اُسے ثقہ کہنے والے ائمہ بھی موجود ہیں۔ اس کے متعلق

امام جرح وتعدیل مسلم شخصیت امام ذھبی علیہ الرحمہ کا قول پیش خدمت ہے کہ امام ذھبی علیہ الرحمہ نے اس کے متعلق بحث کرنے کے بعد فیصلہ کر دیا ہے ملاحظہ فرمائیں۔ امام ذھبی تذکرۃ الحفاظ میں، ابن ابی لیلیٰ کو امام عالم مفتی کوفہ اور قاضی کوفہ اور فقیہ لکھتے ہیں۔ احمد بن یونس نے کہا کہ ابن ابی لیلیٰ افقہ اہل الدنیا ساری دنیا سے بڑا فقیہ ہے۔ **وقال العجلی کان فقیھا صدوقاً صاحب سنة جائز الحدیث قارئاً عالماً بالقرآن۔** امام عجلی نے کہا ابن لیلیٰ فقیہ ہے سچا ہے اور سنت پر عامل ہے اس کی حدیث درست ہے قرآن کا قاری اور عالم ہے۔ **قال ابوزرعة لیس ھو باقوی مایکون۔** امام ابوزرعہ نے کہا کہ زیادہ ::اقوی نہیں ہے۔ (یعنی قوی ہے اقوی نہیں ہے) قال احمد مضطرب الحدیث امام احمد علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ یہ مضطرب الحدیث ہے۔ **قلت حدیثه فی وزن الحسن ولا یرتقی الی الصحة لانه لیس بالمتقن عندھم ومناقبه کثیرہ۔** امام ذھبی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ میں ذھبی کہتا ہوں کہ محمد ابن ابی لیلیٰ کی حدیث درجہ حسن کی حدیث ہے اور اس کی حدیث درجہ صحیح تک نہیں پہنچتی اس لئے کہ یہ ان کے نزدیک متقن نہیں ہے اور اس کے مناقب کثیر ہیں۔

(تذکرۃ الحفاظ 1 ص 128-129 مطبوعہ بیروت لبنان)

ناظرین کرام! بنظر انصاف دیکھیں کہ امام جرح وتعدیل علامہ ذھبی علیہ الرحمہ نے اس پر جرح اور تعدیل نقل کرنے کے بعد اپنا فیصلہ اس طرح دیا ہے کہ میں کہتا ہوں کہ اس کی حدیث درجہ حسن کی حدیث ہے۔ تو جب ذھبی جیسے نقاد نے محمد بن ابی لیلیٰ کی حدیث کو حسن کا درجہ دیا تو ہے بچارے غیر مقلدوں کی کون سنتا ہے تو اگر غیر مقلدین حضرات ذھبی کی بات ماننے کے لئے تیار نہیں تو علامہ محدث امام جرح وتعدیل عظیم نقاد علامہ نور الدین ہیثمی علیہ الرحمہ کی بات

مان لیں آپ نے بھی یہی فرمایا ہے کہ وحدیثہ حسن انشاء اللہ اور اس کی حدیث درجہ حسن کی حدیث ہے۔ (مجمع الزوائد 3 ص 238 بحوالہ حاشیہ طبرانی کبیر حدیث نمبر 12072 جلد 11 ص 304)

تو جناب محمد بن ابی لیلیٰ کی حدیث درجہ حسن کی حدیث ہے غیر مقلدین کا علامہ ذھبی اور علامہ نور الدین ہیثمی کے فیصلہ کے بعد اس پر جرح کرنا بے کار اور حقائق کو عمداً چھپانا ہے اور امام المحدثین استاذ المحدثین محدث کبیر حضرت امام ترمذی علیہ الرحمہ نے تو کئی مواقع پر اس کی حدیث کو حسن صحیح کہا ہے۔ دیکھئے ترمذی شریف جلد 1 ص 111، جلد 1 ص 72، ص 169 تو اس ساری گفتگو کا نتیجہ یہ ہے کہ محمد بن ابی لیلیٰ ثقہ راوی ہے اور اس کی حدیث درجہ حسن کی حدیث ہے، اور ترمذی علیہ الرحمہ کے نزدیک اس کی حدیث حسن صحیح ہے۔ تو مذکورہ حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ مرفوع ہے اور اس میں صرف افتتاح صلوٰۃ کے وقت رفع یدین ہے نماز میں رکوع و بعد الرکوع رفع یدین نہیں ہے۔ معلوم ہوا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے باسناد حسن و صحیح روایات ثابت ہیں جو کہ ترک رفع یدین پر صریح ہے یہی حدیث بصیغہ حصر حضرت ابن عمر اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے امام بزار نے اپنے مسند میں ذکر فرمائی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث:

انما اخرج البزار والبیھقی من طریق بن ابی لیلی عن نافع عن ابن عمر، وعن الحکم عن مقسم عن ابن عباس مرفوعا وموقوفاً لاترفع الایدی الافی سبع مواطن فی افتتاح الصلوٰۃ واستقبال القبلۃ،

وعلی الصفا والمروۃ، وبعرفات، وبجمع، وفی المقامین، وعند الجمرتین. (الدرایہ لتخریج احادیث ھدایہ ص 148 مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاھور)

ترجمہ: حضرت ابن عمر اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مرفوعاً و موقوفاً روایت ہے کہ رفع یدین نہ کیا جائے سوائے سات مقامات کے، نماز کے شروع میں، بیت اللہ کی زیارت کے وقت، صفا پر، مروہ پر، عرفات میں، مزدلفہ میں اور رمی جمار کے وقت۔

اس حدیث میں صیغہ حصر ہے کہ ان مقامات کے علاوہ رفع یدین نہ کیا جائے اس حدیث میں بھی رفع یدین شروع نماز کے وقت بیان کیا گیا ہے اور باقی چھ مقام حج میں تو اگر رفع یدین عند الرکوع اور بعد الرکوع بھی ہوتا تو اس کو بھی بیان کیا جاتا کیونکہ اس حدیث میں مذکورہ رفع یدین کے سوا پر ممانعت کی دلیل ہے۔

ایک اعتراض:

اگر مذکورہ مقامات کے علاوہ رفع یدین کی نفی ہے تو آپ احناف حضرات عیدین میں اور وتروں میں رفع یدین کیوں کرتے ہیں جبکہ احادیث میں ان مقامات کے علاوہ بھی کئی مواقع پر رفع یدین ثابت ہے جیسا کہ فرض نمازوں کے بعد ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگنا، نماز استسقا کے وقت ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگنا وغیرہ۔

جواب:

ناظرین کرام! جواب اس کا یہ ہے کہ اس حدیث میں سات مقام پر جو بیان کئے گئے ہیں کہ ان میں رفع یدین کیا جائے اور مقام پر نہ کیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ان سات مقامات میں رفع یدین کہاں کہاں کیا جائے مثلاً نماز

ہے تو فرمایا گیا کہ نماز کے متعلق رفع یدین شروع میں کیا جائے تو پھر نہ کیا جائے۔ اسی طرح باقی چھ مقامات کو بھی سمجھ لیں جو حضرات عیدین اور وتروں کی بات کرتے ہیں یا نماز استسقاء وغیرہ کی کرتے ہیں تو وہ رفع یدین اس سے منع نہیں ہوتا ہے۔ اس لئے کہ عدد زائد کی نفی نہیں کرتا لیکن یہ ضرور ماننا پڑے گا کہ نماز کے متعلق رفع یدین وہ صرف افتتاح میں ہی ہے نہ کہ رکوع و بعد الرکوع میں ھذا ما عندی والعلم عند اللہ واللہ اعلم بالصواب۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک اور حدیث جو علامہ ذھبی نے نقل کی ہے جس میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز میں رفع یدین کو بدعت قرار دیا ہے۔

حدیث:

امام ذھبی علیہ الرحمہ نے ایک حدیث نقل کی بسند جبارۃ بن المغلس حدثنا حماد بن زید عن بشر بن حرب عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ پھر کہتے ہیں وبہ عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال رایتکم ورفع ایدیکم فی الصلاۃ واللہ انہا لبدعۃ ما رایت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فعل ھذا قط۔ الخ (میزان الاعتدال 1 ص 315 الکامل جلد 2 ص 160 لابن عدی) کہ اسی سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں نے تمہیں دیکھا ہے اور تمہارا نماز میں رفع یدین کرنا اللہ کی قسم بے شک یہ ضرور بدعت ہے۔ دیکھئے جناب اس روایت میں خود حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز کے اندر رفع یدین کو بدعت فرمایا۔

اعتراض:

اس روایت میں یہ تو ہے کہ نماز کے اندر رفع یدین کرنا بدعت ہے مگر رکوع کا ذکر نہیں ہے اس لئے اس سے رکوع مراد نہیں لے سکتے۔

جواب:

جناب جب آپ نے یہ تسلیم کر لیا کہ اس حدیث میں نماز کے اندر رفع یدین کو بدعت کہا گیا ہے تو اب آپ کا لفظ رکوع کا مطالبہ درست نہیں ہے کیونکہ فی الصلوٰۃ کا لفظ نماز شروع کرنے کے بعد سے سلام پھیرنے تک یہ سارا فی الصلوٰۃ ہی تو ہے۔ سب جانتے ہیں کہ نماز اللہ اکبر سے شروع ہوتی ہے اور سلام پر ختم ہوتی ہے تو یہ درمیان میں سارا فی الصلوٰۃ ہی تو ہے۔ روایت میں تو ذکر ہے کہ تمہارا نماز میں رفع یدین کرنا بدعت ہے آپ کہتے ہیں کہ اس روایت میں فی الصلوٰۃ کے ساتھ رکوع کا لفظ دکھائیں۔ تو شاید آپ رکوع اور بعد الرکوع کو فی الصلوٰۃ میں شمار نہیں کرتے ہونگے ہمارے خیال میں تو آپ یقیناً رکوع اور بعد الرکوع کو نماز میں شمار کرتے ہیں تو جب رکوع اور بعد الرکوع بھی فی الصلوٰۃ میں داخل ہے تو پھر آپ کا لفظ رکوع کا مطالبہ درست نہیں ہے آخر میں یہ عرض ہے کہ اگر آپ کا یہ مطالبہ ہے کہ اس روایت میں فی الصلوٰۃ کے ساتھ رکوع کا لفظ دکھائیں تو پھر آپ کی خدمت میں یہ عرض کیا جاتا ہے کہ آپ جناب کسی شرعی دلیل سے رکوع کو فی الصلوٰۃ سے خارج کر دیں تو ہم آپ کو رکوع کا لفظ دکھا دیں گے یا پھر اس روایت کو پیش نہیں کریں گے۔

تو ناظرین محترم! اس ساری گفتگو سے معلوم ہوا کہ اس روایت کی بنا پر حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز کے اندر رفع یدین کو بدعت فرمایا کیونکہ

آخر ان کا اپنا عمل بھی تو ترک رفع یدین تھا اور ان کے بیٹے حضرت سالم نے رفع یدین پر تعجب کیا اور قاضی کوفہ محارب بن دثار نے بھی رفع یدین پر تعجب کیا جیسا تفصیل گذشتہ اوراق میں مرقوم ہے تو حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسے بدعت قرار دینا کوئی تعجب نہیں ہے جیسا کہ ''نماز چاشت کو بدعت قرار دیا''۔

تو ناظرین! بات ہو رہی تھی رفع یدین عند الرکوع اور بعد الرکوع پر بخاری شریف کی باب رفع یدین کی پہلی حدیث پر تو اب ساری گفتگو کا خلاصہ یہ ہے:

(۱) یہ روایتِ رفع یدین عند الرکوع و بعد الرکوع جس میں کندھوں تک ہاتھ اُٹھانے کا ذکر ہے، ان تمام احادیث کے خلاف ہے جن میں کانوں تک ہاتھ اُٹھانے کا ذکر ہے جو کہ کئی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے روایت کی ہیں جیسا کہ گذشتہ اوراق میں تفصیل گزر چکی ہے۔

(۲) اس روایتِ رفع یدین کے کئی راویوں کا عمل اس روایت کے خلاف ہے جیسا کہ امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سالم کا رفع یدین پر تعجب کرنا اور خود حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عمل اس کے خلاف ہے۔
اس روایت کے ایک راوی سفیان بن عینیہ کا بھی اس پر ہمیشہ عمل نہیں تھا جیسا کہ گزر چکا ہے۔

(۳) یہ روایتِ بخاری جس میں رفع یدین کا ذکر تین بار ہے جو بطریق امام مالک ہے۔ جبکہ خود موطا میں دو بار۔ رفع یدین کا ذکر ہے۔

(۴) جیسا کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رفع یدین مروی ہے بروایت بخاری۔ اسی طرح ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بطریق امام مالک مرفوعاً عند الرکوع اور بعد الرکوع کی نفی بھی روایت کی گئی ہے جیسا کہ تفصیل گزر چکی ہے۔

(۵) تو جس روایت میں اتنا تعارض ہو ایک میں نفی ایک میں اثبات اور خود اس کے اپنے راویوں کا عمل اس روایت کے خلاف ہو تو وہ کیسے قابل احتجاج ہو سکتی ہے۔

(۶) مدونۃ الکبریٰ میں بطریق امام مالک، ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً رفع یدین صرف ابتدا کی ہے۔

(۷) اور موطا امام مالک میں ابن عمر سے مرفوعاً دو بار رفع یدین کا ذکر ہے۔

(۸) اور بخاری میں بطریق امام مالک، ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً۔ تین بار رفع یدین کا ذکر ہے۔

(۹) پھر بخاری ہی میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً۔ چار بار رفع یدین کا ذکر ہے۔

(۱۰) اور جزءِ رفع یدین بخاری میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سجدوں میں بھی رفع یدین ہے، جس کی صحیح بخاری میں نفی ہے۔ سجدوں کی رفع یدین کی تفصیل آگے آ رہی ہے۔

(۱۱) امام طحاوی علیہ الرحمہ نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین روایت کی ہے جیسا کہ تفصیل آگے آ رہی ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔

(۱۲) اور تو اور خود حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے جزءِ رفع یدین مین ایک ایسی روایت درج کی ہے جس میں ایک رکوع میں چار مرتبہ رفع یدین کا ذکر ہے۔ دیکھئے جزءِ رفع یدین بخاری ص 33 مطبوعہ جلال پور پیروالہ۔

(۱۳) غیر مقلدین کے علامہ محدث ابن حزم نے محلی میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک موقوف حدیث نقل کی ہے جس میں یہ ہے کہ ابن

عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رفع یدین کرتے تھے جب نماز میں داخل ہوتے اور جب رکوع کرتے اور جب کہتے سمع اللہ لمن حمدہ اور جب سجدہ کرتے اور دو رکعتوں کے درمیان رفع یدین کرتے تھے پستانوں تک۔ محلی ابن حزم 3 ص 10 مطبوعہ بیروت لبنان۔

اس روایت میں سجدہ کی رفع یدین بھی ہے لیکن اس کے ساتھ دو رکعتوں کے درمیان رفع یدین کرنا بھی ہے کہ آپ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دو رکعتوں کے درمیان بھی رفع یدین کرتے تھے۔ جس کے غیر مقلدین منکر ہیں یعنی دوسری رکعت کی ابتداء میں رفع یدین کرنا۔ اب غیر مقلدین ہی بتائیں کہ اس روایت کے مطابق تو ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دو رکعت کے درمیان بھی رفع یدین کرتے تھے لیکن وہابی غیر مقلدین اس حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منکر ہیں۔

(۱۴) تو ناظرین جس روایت میں اتنا تعارض ہو وہ کیسے قابل احتجاج ہو سکتی ہے اسی لئے تو امام المحدثین سید الفقہا حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت امام اوزاعی علیہ الرحمہ کے ساتھ مناظرہ میں یہ فرمایا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کوئی صحیح روایت ثابت نہیں ہے۔ (یعنی بغیر کسی تعارض کے)

رفع یدین متروک ہے:

امام علامہ محدث احمد بن ابوبکر بن اسماعیل البوصیری علیہ الرحمہ متوفی 840 نے اپنی کتاب اتحاف الخیرۃ المھرۃ بزوائد المسانید العشرۃ ص 369 باب نمبر 34 پر یہ سرخی قائم کی ہے۔

باب رفع یدین عند الرکوع وترکہ:

ترجمہ: باب رفع یدین کرنا رکوع کے وقت اور اس کا چھوڑ دینا۔

پھر انہوں نے حضرت وائل بن حجر کی حدیث نقل کی رفع یدین کرنے کی اس کے بعد حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ترک رفع یدین کی حدیث روایت کی ہے ملاحظہ فرمائیں۔

وقال ابوبکر بن ابی شیبة: ثنا وکیع، عن حماد، عن بشر بن الحارث سمع ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنه یقول: والله ان رفعکم ایدیکم فی الصلاة لبدعة والله مازاد رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم علیٰ هکذا یعنی باصبعه قلت، بشر بن الحارث ضعیف، وله شاهد من حدیث ابن مسعود رواه الترمذی، اتحاف الخیرة المهرة ص 369

ترجمہ: بحذف اسناد، بشر بن حارث نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا آپ نے فرمایا، اللہ کی قسم بے شک تمہارا نماز میں رفع یدین کرنا ضرور یہ بدعت ہے اللہ کی قسم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس سے زیادہ نہیں کرتے تھے یعنی انگلی کا اشارہ۔

محدث بوصیری کہتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ اگرچہ بشر بن حارث ضعیف ہے لیکن حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث اس کی شاہد ہے جو ترمذی[1] علیہ الرحمہ نے روایت کی ہے۔

[1] حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز پڑھ کر نہ دکھاؤں پھر آپ نے نماز پڑھی تو رفع یدین شروع میں کیا پھر دوبارہ کسی جگہ رفع یدین نہیں کیا۔ ترمذی نے کہا کہ حدیث ابن مسعود کی حسن ہے اور کئی اہل علم صحابہ کرام اور تابعین کا اس پر عمل ہے اور اہل کوفہ اور سفیان ثوری کا بھی اسی پر عمل ہے۔ (ترمذی جلد 1 ص 35)

ناظرین کرام ! محدث بوصیری علیہ الرحمہ نے ایک ہی باب میں دو چیزوں کا ذکر کیا ہے، رفع یدین کرنا اور رفع یدین کا چھوڑ دینا، رفع یدین کرنے کی دلیل حضرت وائل بن حجر کی حدیث بیان کی اور رفع یدین کے چھوڑنے کی حدیث حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کی کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز میں رفع یدین کرنے کو بدعت فرمایا اور وہ بھی اللہ کی قسم اُٹھا کر اور پھر محدث بوصیری علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ حضرت ابن مسعود کی حدیث اس کا شاہد ہے (یعنی ترک رفع یدین میں) جسے ترمذی علیہ الرحمہ نے بیان کیا ہے۔

تو ناظرین کرام ! امام ابن ابی شیبہ جو کہ امام بخاری و مسلم کے استاذ الحدیث ہیں اپنی سند کے ساتھ روایت فرماتے ہیں۔

حدثنا ابو بکر قال حدثنا ابو معاویة عن الشیبانی عن ابی بکر بن عمر و بن عتبة عن شریح انه رای رجلاً قد یرفع یده وبصره الی السماء فقال اکفف یدک واخفض من بصرک فانک لن تراه ولن تناله.

(مصنف ابن ابی شیبہ2ص240)

ترجمہ: جناب شریح نے ایک آدمی کو دیکھا جو اپنا ہاتھ اُٹھا رہا تھا اور اپنی آنکھ آسمان کی طرف تو جناب شریح نے فرمایا کہ اپنا ہاتھ روک لے اور اپنی آنکھ نیچے کر لے۔ اس لئے کہ تو اسے نہیں دیکھ سکتا۔ بقدر الحاجۃ۔

اس روایت میں جناب شریح نے ایسے آدمی کو منع کیا جو آسمان کی طرف اپنے ہاتھ اور آنکھیں اُٹھا رہا تھا آپ نے اسے دونوں کاموں سے منع کیا رفع یدین سے بھی اور آسمان کی طرف دیکھنے سے بھی یہ قاضی شریح ثقہ تابعی ہیں ان کا رفع یدین سے منع کرنا اس بات کی طرف مشیر ہے کہ اس وقت رفع یدین بالکل

مروج نہیں تھا۔

اعتراض:

اس روایت میں ایک ہاتھ اُٹھانے کا ذکر ہے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا رکوع سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

جواب:

دیکھئے جناب جس طرح اس روایت میں ایک ہاتھ کا ذکر ہے اسی طرح ایک آنکھ کا بھی ذکر ہے۔ تو کیا وہ آدمی ایک ہی آنکھ اُٹھا رہا تھا۔ ذرا سوچئے تو سہی۔ دوسری بات یہ ہے کہ انسانی اعضاء میں جو عضو دو، دو ہیں ان میں ایک کا ذکر کرنا بطور جنس کے دوسرے کو بھی شامل ہے۔ معروف حدیث ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ **المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویده**۔ الحدیث۔

ترجمہ: مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

دیکھئے اسی حدیث میں بھی ایک ہی ہاتھ کا ذکر ہے لیکن مراد دونوں ہیں۔ اسی طرح اوپر والی روایت میں اگرچہ ایک ہاتھ کا ذکر ہے لیکن مراد دونوں ہاتھ ہی ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ رفع یدین متروک العمل ہے جس پر احناف کثرھم اللہ تعالیٰ عامل ہیں۔ یہ مذکورہ تمام روایات بخاری شریف کی رفع یدین کرنے والی حدیث کے خلاف ہیں۔ خیر ترک رفع یدین کی تفصیل انشاء اللہ تعالیٰ آگے آئے گی۔ اب اس حدیث کا تیسرا حصہ ملاحظہ فرمائیں۔

اس روایت کا تیسرا حصہ:

یہ ہے کہ سجدوں میں رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ اب تفصیل کے ساتھ

سجدوں کی رفع یدین کا بیان کیا جاتا ہے کہ یہ حصہ بھی کتنی حدیثوں کے خلاف ہے اور اس حصہ میں بھی کتنا اضطراب ہے۔ تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

بخاری شریف کے الفاظ یہ ہیں۔ **وکان لا یفعل ذلک فی السجود۔** اور سجدوں میں یہ نہیں کرتے تھے۔ (یعنی رفع یدین)

پہلی بات تو یہ ہے کہ اس میں سجدہ کو جاتے ہوئے اور سجدہ سے سر اُٹھاتے ہوئے رفع یدین کرنے کی ممانعت ہی نہیں ہے بلکہ فی السجود کی ممانعت ہے یعنی سجدوں میں پڑے ہوئے رفع یدین نہیں کرتے تھے یعنی حالت سجدہ میں ہاتھوں کو اوپر نہیں اُٹھاتے تھے۔

دوسری بات یہ ہے کہ **وکان لا یفعل ذلک فی السجود۔** یہ کس کے الفاظ ہیں کیا یہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے یا کہ کسی اور راوی کے یہ الفاظ ہیں کیونکہ حضرت امام بخاری ومسلم علیہما الرحمہ کے استاذ الحدیث سیدنا امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ نے اس حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ کو ان الفاظ کے بغیر بھی روایت کیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔ مسند امام احمد 2 ص 45 مسند امام احمد 2 ص 133,101,47,46 اسی لئے امام کبیر محدث جلیل حضرت امام ابو جعفر طحاوی علیہ الرحمہ شرح مشکل الآثار 2 ص 17 میں فرماتے ہیں۔ **فکان مافی ھذا الحدیث (وکان لا یفعل ذلک بین السجدتین) لایدری من قول من ھو؟** وانہ من ابن عمر او من ھو دونہ۔ ترجمہ: امام ابو جعفر طحاوی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ اس حدیث میں جو یہ الفاظ ہیں کہ دو سجدوں کے درمیان رفع یدین نہیں کرتے تھے، معلوم نہیں کہ یہ الفاظ کس کے ہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے الفاظ ہیں یا کہ کسی نچلے راوی کے۔ بہرحال اس میں بھی کئی احتمال پیدا ہو گئے ہیں دوسرا یہ

کہ اگر یہ الفاظ ثابت بھی ہو جائیں کہ یہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہی الفاظ ہیں تو پھر بھی سجدون میں رفع یدین کی نفی ہے نہ کہ سجدہ کو جاتے ہوئے یا سجدہ سے سر اُٹھاتے ہوئے۔

حضرت امام بخاری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے رسالہ جزء رفع یدین میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سجدہ کے وقت بھی رفع یدین روایت کی ہے یعنی خود اپنی صحیح بخاری کے خلاف روایت کی ہے اور اس سجدہ کی روایت پر نہ خود امام بخاری علیہ الرحمہ کا اپنا عمل ہے اور نہ ہی کسی غیر مقلد وہابی کا سوائے بعض کے۔ تو جو روایت خود ان کے اپنے عمل کے خلاف تھی نہ جانے کیوں امام بخاری علیہ الرحمہ نے اسے درج کر دیا۔ ملاحظہ فرمائیں حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث رفع یدین عند الرکوع اور بعد الرکوع بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔ **وزاد وکیع عن العمری عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہ کان یرفع یدیہ اذا رکع واذا سجد۔** (جزء رفع یدین ص 48)

سجدہ کی رفع یدین عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

ترجمہ: اور زیادہ بیان کیا وکیع نے عمری سے انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انہوں نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رفع یدین کرتے تھے جب رکوع کرتے اور جب سجدہ کرتے۔ دیکھئے جناب اس حدیث میں خود حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سجدے کی رفع یدین روایت کر رہے ہیں۔ جب کہ صحیح بخاری میں سجدوں کی رفع یدین کی نفی کی ہے صحیح بخاری میں نفی۔ جزء بخاری

میں اثبات۔ یہ تعارض نہیں تو اور کیا ہے اور خود غیر مقلدین حضرات سجدوں کی رفع یدین کے منکر ہیں جبکہ بیان کرنے والے خود حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ ہیں۔

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے سجدہ کی رفع یدین صرف حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی نہیں بیان کی بلکہ آپ نے حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں بھی سجدہ کی رفع یدین بیان کی ہے۔

سجدہ کی رفع یدین عن وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

ملاحظہ فرمائیں۔ وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یرفع یدیہ اذا رکع واذا سجد۔

(جزء رفع یدین ص 45 مطبوعہ جلال پور پیروالہ)

ترجمہ: حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رفع یدین کرتے تھے جب رکوع کرتے اور جب سجدہ کرتے۔ دیکھئے جناب اس روایت میں بھی حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے رکوع کی رفع یدین کے ساتھ سجدہ کی رفع یدین بھی روایت کی ہے۔ جس پر خود حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ کا اپنا عمل بھی نہیں اور نہ ہی موجودہ دور کے غیر مقلدین کا اور یہ سجدہ کی روایت پھر صحیح بخاری کی روایت کے بھی خلاف ہے۔ دونوں جگہ روایت کرنے والے امام بخاری علیہ الرحمہ ہیں صحیح بخاری میں سجدوں کی رفع یدین کی نفی اور جزء رفع یدین میں سجدوں کی رفع یدین کا اثبات۔ یہ تعارض نہیں تو اور کیا ہے۔ امام بخاری علیہ الرحمہ نے صرف یہی دو روایتیں بیان نہیں کہیں بلکہ سجدہ کی رفع یدین کی اور بھی روایات نقل کیں ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

سجدہ کی رفع یدین عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ موقوفاً:

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ اپنی سند کے ساتھ فرماتے ہیں۔

حدثنا موسی بن اسماعیل ثنا حماد بن سلمة عن یحییٰ ابن ابی اسحاق قال رأیت انس بن مالک رفع یدیه بین السجدتین.

(جزء رفع یدین للبخاری ص 60 مطبوعہ جلال پور پیروالہ)

ترجمہ: بحذف سند، یحیٰ بن ابی اسحاق نے فرمایا کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا رفع یدین کرتے تھے دو سجدوں کے درمیان۔

اس حدیث کے بیان کرنے والے بھی خود حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ ہیں اور یہ روایت جو کہ موقوف ہے یعنی حضرت انس بن مالک صحابی رسول جب نماز پڑھتے تو سجدوں کے درمیان میں رفع یدین کرتے تھے جبکہ یہ روایت انس بھی بخاری کی روایات کے خلاف ہے گویا کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کے خلاف نماز پڑھتے تھے اور اس روایت کو بیان کرنے والے بھی خود امام بخاری علیہ الرحمہ ہیں۔ جس کے غیر مقلدین حضرات منکر ہیں۔

ناظرین کرام حدیث انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امام بخاری علیہ الرحمہ نے موقوف بیان کیا ہے لیکن امام ابو یعلی نے اپنے مسند میں سند صحیح کے ساتھ اس حدیث کو مرفوع بیان کیا ہے۔ امام ابو یعلی اپنے مسند میں فرماتے ہیں۔

حدثنا ابوبکر بن ابی شیبة حدثنا عبدالوهاب الثقفی، عن حمید، عن انس، ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم کان یرفع یدیه فی الرکوع والسجود. (مسند ابو یعلی 3 ص 314 مطبوعہ بیروت لبنان)

ترجمہ: بحذف سند، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رفع یدین کرتے تھے رکوع اور سجود میں۔

اس حدیث کے متعلق مسند ابویعلی موصلی کا محقق مصطفےٰ عبدالقادر عطاء صاحب نے مسند ابویعلی موصلی کے حاشیہ میں فرمایا بحوالہ امام ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ۔ ورجالہ رجال الصحیح اوراس کے راوی صحیح بخاری کے راوی ہیں اوراس حدیث انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امام بخاری ومسلم کے استاذ الحدیث امام ابوبکر بن ابی شیبہ اپنے مصنف میں سند صحیح کے ساتھ بھی بیان فرماتے ہیں۔ ابوبکر بن ابی شیۃ، ثنا الثقفی عن حمید عن انس. ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یرفع یدیہ فی الرکوع والسجود۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ 1 ص235 محلی بن حزم 3 ص9)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ”بے شک نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رفع یدین کرتے تھے رکوع اور سجدوں میں“ اس ابن ابی شیبہ کی سند کے بارے میں غیر مقلد علامہ احمد شاکر صاحب شرح ترمذی 2 ص42 پر فرماتے ہیں۔ وھذا اسناد صحیح جداً۔ اس کی سند بہت زیادہ صحیح ہے۔

دوسرا غیر مقلد علامہ ابن حزم محلی 3 ص9 پر حدیث انس رضی اللہ تعالیٰ علیہ کے متعلق لکھتے ہیں۔ ثقہ ہے۔

تو ناظرین کرام! حدیث انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس میں سجدہ کی رفع یدین ہے موقوفاً ومرفوعاً صحیح ثقہ سند ہے اور یہ روایت صحیح بخاری کی روایت کے خلاف ہے اور نہ تو اس پر امام بخاری علیہ الرحمہ کا اپنا عمل ہے اور نہ ہی غیر مقلدوں کا جب ثقہ اسناد سے سجدہ کی رفع یدین بھی ثابت ہے تو غیر مقلدین

کو چاہیے کہ اگر رفع یدین پر عمل کرنا ہے ساری روایتوں پر عمل کریں اور سجدوں میں بھی رفع یدین کریں یا پھر سب کو ترک کردیں سوائے پہلی رفع یدین کے۔

سجدوں کی رفع یدین عن ابن عمر موقوفاً:

حضرت امام بخاری ومسلم کے استاذ الحدیث امام ابن ابی شیبہ اپنی سند ثقہ کے ساتھ اپنے مصنف میں حدیث بیان کرتے ہیں۔

حدثنا ابوبکر قال انا ابو اسامۃ عن عبیداللہ عن نافع عن ابن عمر انہ کان یرفع یدیہ اذا رفع راسہ من السجدۃ الاولیٰ.

(مصنف ابن ابی شیبہ 1 ص271)

ترجمہ: بحذف سند: جناب نافع حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رفع یدین کرتے تھے جب سر اُٹھاتے پہلے سجدے سے۔ امام بخاری علیہ الرحمہ نے صحیح بخاری میں سجدوں کی رفع یدین کی نفی کی ہے اور جزٔ رفع یدین میں جیسا کہ آپ گذشتہ صفحات میں پڑھ چکے ہیں، سجدوں کی رفع یدین کا اثبات کیا ہے، اسی طرح امام بخاری ومسلم کے استاذ الحدیث نے بھی حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت سجدوں کے وقت رفع یدین کی بیان کی ہے مذکورہ بالا، غیر مقلدین کی حالت بھی بڑی عجیب ہے اگر حدیث ابن عمر پر عمل کرنا ہے تو سجدوں میں بھی رفع یدین کرنی چاہیے یہ کیا ہوا۔ آدھی حدیث پر عمل اور آدھی حدیث جو مزاج کے خلاف ہے اس کا انکار غیر مقلدین کا علامہ ابن حزم بھی حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سجدوں کی رفع یدین روایت کرتے ہیں اور اسے ثقہ قرار دیتے ہیں۔

حدثنا یونس بن عبداللہ ثنا احمد بن عبداللہ بن عبدالرحیم

ثنا احمد بن خالد ثنا محمد بن عبدالسلام الخشني ثنا محمد بن بشار ثنا عبدالوهاب بن عبدالمجيد الثقفي عن عبيد الله بن عمر عن نافع عن ابن عمر. انه كان يرفع يديه اذا دخل في الصلاة، واذا ركع، واذا قال سمع الله لمن حمده، واذا سجد، و بين الركعتين يرفعهما الى ثدييه۔ (محلی ابن حزم 3 ص 10 مطبوعہ بیروت لبنان)

ترجمہ: بحذف سند: جناب نافع علیہ الرحمہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رفع یدین کرتے تھے جب نماز میں داخل ہوتے اور جب رکوع کرتے اور جب سمع اللہ لمن حمدہ کہتے (یعنی رکوع سے سر اُٹھاتے) اور جب سجدہ کرتے اور دو رکعتوں کے درمیان رفع یدین کرتے تھے پستانوں تک۔ ابن حزم نے کہا کہ اس کی سند میں مداخلت کی مجال نہیں ہے۔

ابن حزم نے کہا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سجدوں کے وقت رفع یدین اسی لئے کیا ہے کہ ان کے نزدیک یہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فعل ثابت ہے۔

لو جناب! گھر کی گواہی ہی مان لو۔ اب تو تمہارے علامہ محدث نے بھی اقرار کرلیا ہے کہ جناب ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سجدہ کرتے وقت رفع یدین کرتے تھے اور وہ اس لئے کرتے تھے کہ ان کے نزدیک یہ فعل نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ثابت ہے۔ اب غیر مقلدوں کو چاہیے کہ وہ سجدوں میں بھی رفع یدین کیا کریں لیکن اس رفع یدین کو وہ لوگ نہ کبھی کرتے ہیں نہ اس کو مانتے ہیں بلکہ اس رفع یدین سے منع کرتے ہیں۔

اور یہ تمام روایات صحیح بخاری کی رفع یدین والی حدیث کے خلاف ہیں۔ آپ غور فرمائیں جس ایک روایت میں اتنا تعارض ہو وہ کیسے لائق احتجاج ہوسکتی ہے کہیں نفی کہیں اثبات ہے یہ اضطراب ہے اور اضطراب موجب ضعف ہے۔

لو جناب ایک اور روایت ملاحظہ فرمائیں کہ حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی سجدوں میں رفع یدین کرتے تھے اور اس کو دیگر ائمہ کے ساتھ ساتھ بیان کرنے والے بھی خود حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ ہیں۔

سجدوں کی رفع یدین حضرت سالم سے:

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ جزء رفع یدین میں فرماتے ہیں کہ:

وقال عمر بن يونس حدثنا عكرمة بن عمار قال رايت القاسم وطاؤسا ومكحولا وعبدالله بن دينار وسالما يرفعون ايديهم اذا استقبل احدهم الصلوة وعند الركوع والسجود. (جز رفع يدين للبخاري ص 44 مطبوعه جلال پور پیروالہ)

ترجمہ: عکرمہ بن عمار نے کہا کہ میں نے دیکھا حضرت قاسم، طاوس، عبداللہ بن دینار اور سالم کو رفع یدین کرتے تھے جب نماز شروع کرتے اور جب رکوع و سجود کرتے تھے۔ حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے صحیح بخاری میں حضرت سالم کی روایت سے ہی حضرت ابن عمر کی حدیث میں سجدوں کی رفع یدین کی نفی کی ہے لیکن یہاں پر امام بخاری ہی بیان کرنے والے ہیں کہ جناب سالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب سجدہ کرتے تو اس وقت بھی رفع یدین کرتے تھے۔ گویا کہ حضرت سالم نے جس حدیث کو روایت کیا صحیح بخاری والی کو اسی کے خلاف خود عمل کرتے تھے۔

تو جس روایت پر خود اس کے اپنے راوی کا ہی عمل نہ ہو بلکہ اس کے خلاف ہو اب آپ ہی فرمائیں وہ روایت کیسے قابل احتجاج ہو سکتی ہے۔ پھر اس روایت سالم کے ساتھ اور حضرات بھی ہیں جو کہ بخاری کی حدیث رفع یدین کے خلاف نماز پڑھتے تھے یعنی حضرت سالم سجدے میں رفع یدین کرتے اسی طرح جناب قاسم، جناب طاؤس، جناب مکحول، جناب عبداللہ بن دینار یہ سب حضرات سجدے میں رفع یدین کرتے تھے۔ گویا ان سب حضرات کا بخاری کی حدیث پر عمل نہیں تھا۔

پھر حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بطریق نافع بھی روایت کیا ہے اور اسے مرفوعا بیان کیا ہے صحیح بخاری میں (مرفوع کی بحث آگے آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ) لیکن غیر مقلد علامہ محدث ابن حزم نے محلی میں اپنی سند کے ساتھ روایت کی ہے کہ جناب نافع سجدوں میں بھی رفع یدین کرتے تھے۔

سجدوں میں رفع یدین عن نافع:

بحذف سند: عن ایوب السختیانی قال رأیت طاؤسا ونافعا مولی ابن عمر یرفعان ایدیھما بین السجدتین قال حماد. وکان ایوب یفعله۔

(محلی ابن حزم 3 ص 10 مطبوعہ بیروت لبنان)

ترجمہ: جناب ایوب سختیانی نے فرمایا کہ میں نے طاؤس اور نافع کو دیکھا رفع یدین کرتے تھے دو سجدوں کے درمیان۔ اور کہا حماد نے کہ خود ایوب سختیانی بھی سجدوں کے درمیان رفع یدین کرتے تھے۔ لو جناب حضرت نافع بھی بخاری والی حدیث پر عمل نہیں کرتے تھے بلکہ اس کے خلاف عمل کرتے تھے اور جناب ایوب سختیانی بھی اس پر عمل نہیں کرتے تھے بلکہ اس کے خلاف سجدوں میں رفع یدین

کرتے تھے۔ گویا کہ ان تمام حضرات کی نماز صحیح بخاری کی حدیث کے خلاف تھی اور تو اور حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ کے استاذ الحدیث جناب عبدالرحمٰن بن مہدی نے سجدے کی رفع یدین کو سنت قرار دیا ہے اور ناقل خود حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

سجدے کی رفع یدین سنت ہے بقول امام عبدالرحمٰن بن مہدی:

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا۔

وقال وکیع عن الربیع قال رأیت الحسن ومجاھد او عطا وطاؤس وقیس بن سعد والحسن بن مسلم یرفعون ایدیھم اذا رکعوا واذا سجدوا وقال عبدالرحمن بن مھدی ھذا من السنة.

(جزء رفع یدین ص 44 مطبوعہ جلال پور پیر والہ)

ترجمہ: جناب ربیع نے کہا کہ میں نے دیکھا جناب حسن، مجاہد، عطا، طاؤس، قیس بن سعد، حسن بن مسلم کو رفع یدین کرتے تھے جب رکوع کرتے اور جب سجدے کرتے اور کہا عبدالرحمٰن بن مہدی نے کہ یہ سنت ہے (یعنی سجدے کی رفع یدین)۔

دیکھئے جناب یہ سب حضرات سجدے کے وقت بھی رفع یدین کرتے تھے جو کہ بخاری کی روایت کے خلاف ہے گویا کہ یہ سب حضرات بخاری کی حدیث پر عمل نہیں کرتے تھے اور امام بخاری علیہ الرحمہ کے استاد امام عبدالرحمٰن بن مہدی نے تو سجدے کی رفع یدین کو سنت فرما دیا ہے، بخاری میں سجدے کی رفع یدین کی نفی ہے۔ یہاں امام بخاری اپنے استاد سے اس رفع یدین کو سنت لکھ رہے ہیں۔ کیا یہ تعارض نہیں کیا یہ تضاد نہیں ہے کہ بخاری شریف میں جس کی نفی کی ہے۔ جزء رفع یدین میں اس کو سنت کہہ دیا۔ یا للعجب۔

حضرت امام بخاری ومسلم کے استاذ الحدیث امام ابن ابی شیبہ اپنی سند کے ساتھ فرماتے ہیں۔

سجدوں کے درمیان رفع یدین امام حسن بصری اور امام ابن سیرین سے:

حدثنا ابوبکر قال انا یزید بن ھارون عن اشعث عن الحسن وابن سیرین انھما کانا یرفعان ایدیھما بین السجدتین.

(مصنف ابن ابی شیبہ 1 ص 271)

ترجمہ: بحذف سند: جناب اشعث سے روایت ہے کہ جناب حسن (بصری) اور ابن سیرین دو سجدوں کے درمیان رفع یدین کرتے تھے۔ گویا کہ جناب ابن سیرین اور حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما بھی بخاری کی رفع یدین والی حدیث کے خلاف نماز پڑھتے تھے کہ سجدوں کے درمیان میں بھی رفع یدین کرتے تھے جب کہ صحیح بخاری میں سجدوں کی رفع یدین کی نفی ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سجدے کی رفع یدین مرفوعاً:

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ کے استاذ الحدیث امام المحدثین امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ اپنے مسند میں پہلے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث نقل کرتے ہیں جس میں رکوع اور سجدے کی رفع یدین کا ذکر ہے۔ پھر امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ نے اس سند کے ساتھ حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مرفوعاً بیان کیا اور آخر میں فرماتے ہیں مثل ذلک یعنی یہ حدیث پہلی حدیث کی طرح ہے۔ جس طرح اس میں سجدہ کی رفع یدین ہے اسی طرح اس روایت میں بھی سجدہ کی رفع یدین ہے۔ وہ سند یہ ہے۔

حدثنا عبداللہ حدثنی ابی ثنا الحکم بن نافع ثنا اسماعیل بن عیاش عن صالح بن کیسان عن نافع عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مثل ذلک. (مسند امام احمد 2 ص 133 مطبوعہ ادارہ احیاء السنہ گرجاکھ)

اس سند میں غیر مقلدین اسماعیل بن عیاش پر کلام کرتے ہیں کہ وہ ضعیف ہے۔ مختصراً اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ اسماعیل بن عیاش کے متعلق اپنی کتاب القول المسدد فی الذب عن مسند احمد میں فرماتے ہیں۔

قد وثقہ بعضھم مطلقا یعنی اسماعیل بن عیاش قال یعقوب بن سفیان تکلم ناس فی اسماعیل بن عیاش و اسماعیل ثقة عدل.

(القول المسدد ص 12)

ترجمہ: ابن حجر فرماتے ہیں کہ بعض حضرات نے تو مطلقاً اسماعیل بن عیاش کو ثقہ قرار دیا ہے محدث یعقوب بن سفیان نے کہا کہ کچھ لوگوں نے اسماعیل میں کلام کیا ہے حالانکہ اسماعیل بن عیاش ثقہ اور عادل راوی ہے۔

تو اس گفتگو سے معلوم ہوا کہ یہ صحیح مرفوع حدیث ہے جس میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سجدے کی رفع یدین بھی بیان کرتے ہیں۔ جس کے غیر مقلدین حضرات بڑی سختی سے منکر ہیں اور نہ ہی اس پر حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ کا عمل ہے؟ کیونکہ یہ روایت صحیح بخاری کی حدیث رفع یدین کے خلاف ہے۔ حضرت امام کبیر محدث جلیل امام طحاوی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب شرح مشکل الآثار میں سند صحیح کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث روایت کی ہے کہ جناب ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر تکبیر

کے ساتھ رفع یدین کیا کرتے تھے اور پھر فرماتے تھے کہ یہ میں اس لئے کرتا ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس طرح کرتے تھے۔ اس روایت کو ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت امام جلیل امام طحاوی علیہ الرحمہ اپنی سند صحیح کے ساتھ فرماتے ہیں۔

کما حدثنا اسحاق بن ابراھیم، حدثنا نصر بن علی الجھضمی، حدثنا عبدالاعلی بن عبدالاعلی، عن عبیداللہ، عن نافع، عن ابن عمر: انہ کان یرفع یدیہ فی کل خفض، ورفع ورکوع و سجود و قیام وقعود بین السجدتین ویزعم ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یفعل ذلک. (شرح مشکل الآثار 2ص20)

ترجمہ: امام طحاوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حدیث بیان کی ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے کہا حدیث بیان کی ہم سے نصر بن علی جھضمی نے کہا حدیث بیان کی ہم سے عبدالاعلی بن عبدالاعلی نے انہوں نے عبیداللہ سے انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ بے شک ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رفع یدین کرتے تھے ہر اونچ نیچ میں رکوع میں اور سجدوں میں اور قیام کے وقت اور جب بیٹھتے دو سجدوں کے درمیان اور خیال فرماتے تھے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس طرح کرتے تھے۔

لو جناب! اس حدیث کی سند ثقہ ہے اور حدیث صحیح ہے اور ہے بھی مرفوع اور وہ بھی خود حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نہ صرف روایت بلکہ خود بھی اس پر عمل کرتے تھے۔

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے تو حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سے مرفوعاً چار جگہ رفع یدین ثابت کیا اور سجدوں کی رفع یدین کی نفی کی ہے اور اس حدیث صحیح سے ثابت ہوا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرتے تھے اور قیام کے وقت بھی اور جب دو سجدوں کے درمیان بیٹھتے اس وقت بھی رفع یدین کرتے تھے اور اسے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی اسی طرح کیا کرتے تھے۔ بخاری میں تو چار جگہ رفع یدین تھی۔ ابتداء صلوٰۃ کے وقت، رکوع جاتے وقت، رکوع سے سر اُٹھاتے وقت، اور تیسری رکعت کی ابتداء میں اور سجدوں کی رفع یدین کی نفی، لیکن اس حدیث صحیح سے معلوم ہوا کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور خود حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر اونچ نیچ میں رفع یدین کرتے تھے ہر قیام کے وقت اور سجدوں میں رفع یدین کرتے تھے۔ تو معلوم ہوا کہ سجدوں کی رفع یدین بھی صحیح اسناد کے ساتھ ثابت ہے لیکن غیر مقلدین حضرات اس رفع یدین کے سختی سے منکر ہیں اور اس سے منع کرتے ہیں۔ اگر رفع یدین پر عمل کرنا ہے تو پھر ساری حدیثوں پر عمل کرو ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرو اور سجدوں کے درمیان بھی رفع یدین کرو۔ سجدے کو جاتے ہوئے بھی اور سجدے سے سر اُٹھاتے ہوئے بھی کرو ورنہ احناف کی طرح باقی تمام رفع یدین کو ترک کر کے صرف ابتداء صلوٰۃ کی رفع یدین کے قائل ہو جاؤ۔

نوٹ:- سجدے کی رفع یدین صرف حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی روایت نہیں بلکہ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ابو داؤد ص 112 اور حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ نسائی ص 123 حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ مسند ابو یعلیٰ موصل 3 ص314، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ

عنہ۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ابو داؤد ص 115، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ابن ماجہ ص 62 اور کئی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بھی ثابت ہے اور کئی تابعین سے بھی ثابت ہے جیسا کہ گذشتہ اوراق میں اس کی تفصیل ہے۔

تو ناظرین کرام! اس ساری تفصیل سے واضح ہو گیا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث رفع یدین اس میں اضطراب ہے اور اضطراب موجب ضعف ہے۔ کہیں نفی کہیں اثبات، کہیں ایک رکوع میں چار دفعہ رفع یدین کہیں دو مرتبہ کا ذکر کہیں سجدوں میں رفع یدین کی نفی کہیں سجدوں میں رفع یدین کا اثبات، اسی لئے تو حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امام اوزاعی کے ساتھ مناظرہ میں فرمایا کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے صحیح طریقے سے رفع یدین ثابت نہیں ہے۔ عینی شرح ہدایہ 3 ص 302 فتح القدیر ص 219 مرقات ملا علی قاری 2 ص 255 مظاہر حق 1 ص 544 مسند امام اعظم اردو ص 133 جامع المسانید 1 ص 352۔ پھر اس حدیث کو امام ربانی امام محمد بن حسن شیبانی علیہ الرحمہ موطا امام محمد میں روایت کرتے ہیں لیکن صرف ابتداء کی رفع یدین کو سنت قرار دیتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک بھی یہ روایت قابل احتجاج نہیں۔ خود حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو روایت کیا اور خود امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مذہب ترک رفع یدین ہے۔ دیکھئے۔ مدونۃ الکبریٰ 1 ص 68، بدایۃ المجتہد 1 ص 150، شرح مسلم نووی 1 ص 168 جوہر نقی علی البیہقی 2 ص 75 التمہید از ابن عبدالبر 9 ص 212۔ بلکہ امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو رفع یدین کو ضعیف قرار دیتے ہیں۔ (مدونۃ الکبریٰ 1 ص 68)

تو حضرات گرامی قدر! اگر یہ روایت لائق احتجاج ہوتی اور اس میں کسی قسم کا اضطراب نہ ہوتا تو حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرمانے کے باوجود اس کو کیوں ترک کرتے اور ہرگز رفع یدین کو ضعیف قرار نہ دیتے۔

معلوم ہوا کہ امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک بھی یہ روایت لائق احتجاج نہیں ہے، حضرت سفیان بن عیینہ بھی ہمیشہ اس پر عمل نہیں کرتے تھے بلکہ کبھی رفع یدین کرتے تھے اور کبھی نہیں کرتے تھے۔

(التمہید ابن عبدالبر 9 ص 226)

تو معلوم ہوا کہ ان ائمہ کے نزدیک یہ روایت ہرگز لائق احتجاج نہیں ہے ورنہ ایسے مقدس امام ہرگز ترک رفع یدین اختیار نہ کرتے۔

اس حدیث کا دوسرا جواب یہ ہے:

اسی حدیث کو حضرت سیدنا امام بخاری علیہ الرحمہ نے بخاری شریف میں بطریق نافع علیہ الرحمہ بھی بیان کیا ہے اور اس میں رفع یدین کا ذکر چار مرتبہ روایت فرمایا ہے یعنی نماز شروع کرتے وقت، رکوع جاتے وقت، رکوع سے سر اُٹھاتے وقت، تیسری رکعت کی ابتداء میں۔ یہ روایت بھی غیر مقلدین کے موقف کے مطابق نہیں ہے کیونکہ اس روایت میں سجدوں کی نفی نہیں ہے۔

کیا یہ روایت مرفوع ہے؟

ناظرین کرام آپ حضرات یہ پڑھ کر حیران ہوں گے کہ جس روایت کو غیر مقلدین مناظروں میں پیش کرتے ہیں اور جس روایت کی بنا پر اہل اسلام کی نمازوں کو باطل قرار دیتے ہیں۔ سرے سے وہ روایت مرفوع ہی نہیں ہے بلکہ موقوف روایت ہے۔

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ کے شاگرد رشید محدث جلیل امام المحدثین حضرت امام ابو داؤد علیہ الرحمہ نے اس کی بڑی وضاحت فرمائی ہے۔ امام ابو داؤد علیہ الرحمہ اپنی سنن میں 1 ص 115 مطبوعہ مکتبہ حقانیہ ملتان۔ پر یہی روایت درج فرمانے کے بعد فرماتے ہیں۔ **قال ابو داؤد الصحیح قول ابن عمر ولیس بمرفوع۔**

کہ ابو داؤد نے فرمایا کہ صحیح یہ بات ہے کہ یہ روایت حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر موقوف ہے۔ اور یہ روایت مرفوع نہیں ہے۔ اس کے بعد امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ اس کو ثقفی نے عبید اللہ سے موقوف ہی بیان کیا ہے۔ پھر امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ اس روایت کو لیث بن سعد اور (امام) مالک اور ایوب اور ابن جریج نے موقوف ہی بیان کیا ہے۔ (ابو داؤد 1 ص 115)

یہ امام ابو داؤد حدیث کے جلیل القدر عظیم الشان امام ہیں جن کی جلالت شان میں کسی کو اختلاف نہیں۔ آپ نے کتنی وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے کہ یہ روایت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوع نہیں ہے۔ (یعنی یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث نہیں ہے) بلکہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک موقوف ہے لیکن غیر مقلدین پھر بھی اپنی ضد میں اندھے بنے ہوئے ہیں۔

امام عقیلی کی گواہی کہ یہ روایت موقوف ہے:

امام عقیلی حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بطریق نافع عن ابن عمر ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں ولم یتابع علی رفعہ۔ کہ مرفوع روایت کرنے میں اس کا کوئی متابع نہیں ہے پھر نافع کی سند سے موقوف حدیث بیان کرنے کے بعد کہتے ہیں۔

ہذا اولیٰ: یہ (موقوف) ہی بہتر ہے۔ (ضعفاء کبیر عقیلی 2 ص 68)

امام دار قطنی کی گواہی کہ اس کے مرفوع و موقوف ہونے میں اختلاف ہے:

غیر مقلدین کا امام ممدوح معتمد علامہ محمد بن علی شوکانی، نے نیل الاوطار 2 ص 189 پر اسی روایت نافع کی تشریح میں کہا ہے کہ امام ابو داؤد نے فرمایا کہ روایت کیا اس کو ثقفی نے یعنی عبد الوہاب نے عبید اللہ بن عمر بن حفص سے تو اسے مرفوع بیان نہیں کیا اور یہ ہی صحیح ہے کہ یہ روایت مرفوع نہیں ہے، اسی طرح لیث بن سعد، ابن جریج، مالک نے بھی اسے موقوف ہی بیان کیا ہے۔ اس کے بعد شوکانی صاحب لکھتے ہیں کہ:

وحکی الدار قطنی فی العلل الاختلاف فی رفعہ ووقفہ.

اور امام دارقطنی نے اپنی کتاب العلل میں اس حدیث کے مرفوع اور موقوف ہونے کا اختلاف بیان کیا ہے۔

(نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار 2 ص 189)

حضرات گرامی قدر! دیکھا آپ نے کہ امام دارقطنی بھی اس حدیث کے مرفوع ہونے میں متفق نہیں ہیں کیونکہ یہ روایت ہے ہی موقوف۔

امام زرقانی کی گواہی:

حضرت علامہ زرقانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ: امام اصیلی نے کہا ہے کہ امام مالک رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس روایت پر عمل اس لئے نہیں کیا کہ حضرت نافع رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کو حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر موقوف بیان کیا ہے اور یہ روایت ان چار روایتوں میں سے ایک ہے جہاں سالم و نافع کا اختلاف ہے۔ الیٰ............ اس سے جب سالم و نافع رحمہما اللہ نے اس

کے مرفوع اور موقوف ہونے میں اختلاف کیا تو امام مالک نے اپنے مشہور قول میں رفع یدین کے استحباب کو ترک کر دیا ہے کیونکہ اصل بات یہ ہے کہ نماز کو افعال سے بچایا جائے۔ (زرقانی شرح موطا امام مالک 1 ص 143)

امام اسماعیلی کی گواہی:

حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ الدرایہ فی تخریج احادیث ہدایہ میں اسی حدیث کے متعلق امام اسماعیلی سے نقل کرتے ہیں کہ واشار الاسماعیلی الی ان عبدالاعلیٰ تفرد به ورواه ابن ادریس والمعتمر و عبدالوهاب عن عبیدالله فلم یذكروها ،لا موقوفا علی ابن عمر وقال ابو داؤد بعد تخریج روایة عبدالاعلیٰ الصحیح انه من فعل ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنه۔ (الدرایہ 1 ص 153 مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور)

یعنی امام اسماعیلی علیہ الرحمہ نے عبدالاعلیٰ کے تفرد کی طرف اشارہ فرمایا ہے اور ابن ادریس اور معتمر، عبدالوہاب ان تمام نے اس کو موقوف ہی روایت کیا ہے اور امام ابو داؤد نے اس روایت کے بعد فرمایا ہے کہ صحیح یہ ہے کہ یہ روایت حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہی فعل ہے یعنی موقوف ہے۔

حضرت امام محمد علیہ الرحمۃ بھی اسے موقوف ہی بیان کرتے ہیں:

حضرت امام محمد بن حسن شیبانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

اخبرنا مالک حدثنا نافع ان عبدالله بن عمر كان اذا ابتدأ الصلوٰة رفع یدیه حذو منكبیه و اذا رفع راسه من الركوع رفعهما دون ذلك۔ (موطا امام محمد ص 87 مطبوعہ سعید ایچ ایم کمپنی)

خبر دی ہمیں امام مالک نے کہا حدیث بیان کی ہم سے نافع نے کہ بے

شک عبداللہ بن عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) جب نماز شروع کرتے تو کندھوں تک ہاتھ اُٹھاتے تھے اور جب رکوع سے سر اُٹھاتے تو دونوں ہاتھوں کو اُٹھاتے ذرا نیچے کر کے۔

ناظرین! دیکھا آپ نے کہ امام محمد علیہ الرحمہ نے بھی امام مالک رحمتہ اللہ علیہ سے اسے بطریق نافع موقوف ہی روایت کیا ہے۔

حضرت امام الائمہ امام مالک علیہ الرحمہ کی گواہی:

حضرات گرامی قدر! آپ حیران ہوں گے کہ اس موقوف روایت کو حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے حضرت نافع سے مرفوع بیان کیا ہے جبکہ امام بخاری علیہ الرحمہ اور حضرت نافع علیہ الرحمہ کے درمیان تین واسطے ہیں جبکہ امام دارالہجرت حضرت امام مالک رحمتہ اللہ علیہ حضرت نافع علیہ الرحمہ کے خود شاگرد ہیں یعنی امام مالک اور حضرت نافع کے درمیان اور کوئی واسطہ نہیں ہے تو حضرت امام مالک علیہ الرحمہ حضرت نافع سے اس حدیث کو موقوف ہی بیان کرتے ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

مالک عن نافع ان عبدالله بن عمر كان اذا افتتح الصلوٰة رفع یدیه حذو منكبیه واذا ارفع راسه من الركوع رفعهما دون ذلك۔ (موطا امام مالک ص 61 مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب آرام باغ کراچی)

امام مالک حضرت نافع سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب نماز شروع کرتے تو کندھوں تک رفع یدین کرتے تھے اور جب رکوع سے سر اُٹھاتے تو رفع یدین ذرا کندھوں سے نیچے کرتے تھے۔

معلوم ہوا کہ اصل یہ روایت اسی طرح ہے جس طرح امام مالک رحمتہ

اللہ علیہ نے بیان کی ہے۔ (یعنی موقوف)

تو ناظرین کرام! گزشتہ اوراق میں آپ نے دلائل کے ساتھ پڑھا کہ اس روایت کو امام محمد علیہ الرحمہ نے موقوف بیان کیا ہے حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے موقوف بیان کیا ہے۔ حضرت امام ابوداؤد نے صراحتاً اس کے مرفوع ہونے کی نفی کی ہے اور اس کے موقوف ہونے کو بیان کیا ہے۔ امام اسماعیلی نے اس کے موقوف ہونے کی طرف اشارہ دیا ہے امام زرقانی علیہ الرحمہ بھی اسے موقوف ہی بیان کرتے ہیں۔ حافظ ابن حجر عسقلانی اور شوکانی وغیرہ نے بھی اس روایت کے موقوف ہونے کی طرف ہی گواہی دی ہے امام دارقطنی بھی اس کے مرفوع ہونے میں مشکوک ہیں تو ان جلیل القدر اماموں سے اتنی وضاحت کے بعد بھی اسے مرفوع کہنا اور اس کے موقوف ہونے کا انکار کرنا سوائے تعصب کے اور کچھ نہیں ہے۔ تو واضح ہو گیا کہ یہ روایت ابن عمر بطریق نافع جو امام بخاری علیہ الرحمہ نے مرفوعا بیان کی ہے۔ حقیقت میں دلائل کی روشنی میں یہ روایت مرفوع نہیں ہے بلکہ موقوف ہے اور موقوف آثار وہابیہ غیر مقلدین کے نزدیک حجت نہیں ہیں جیسا کہ نواب صدیق حسن خاں بھوبھالی وہابی غیر مقلد نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ (قول الصحابی لا تقوم بہ حجۃ) کہ قول صحابی حجت نہیں ہے۔ (الروضۃ الندیہ 1 ص 89)

تو جب آثار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ان گستاخوں کے نزدیک حجت ہی نہیں تو پھر یہ روایت کس منہ سے پیش کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرمائے۔ آمین۔

اس حدیث کا تیسرا جواب یہ ہے:

کہ یہ فعل رفع یدین منسوخ فعل کی حکایت ہے یعنی رفع یدین کی ممانعت سے پہلے کی روایت ہے تو جب رفع یدین منسوخ ہو گیا تو اب اس پر عمل کرنا جائز نہیں ہے۔ رفع یدین کی ممانعت کی بحث۔ ترک رفع یدین حصہ دوم میں ملاحظہ کریں۔

اس حدیث کا چوتھا جواب:

غیر مقلدین کا امام علامہ محدث مبارک پوری اپنی کتاب ابکار المنن میں امام محدث نیموی علیہ الرحمہ کی پیش کردہ ایک حدیث کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ حدیث کیسے صحیح ہو سکتی ہے کیونکہ اس کی سند میں زہری ہے اور وہ مدلس ہے اس نے عن کے ساتھ روایت کی ہے۔ (ابکار المنن ص61)

اگر ایسی بات ہم اہلسنت و جماعت کہیں کہ اس سند میں بھی زہری ہے اور وہ مدلس ہے اور اس نے عن سے روایت کی ہے تو یہ حدیث کیسے صحیح ہو سکتی ہے تو غیر مقلدین کو ناراض نہیں ہونا چاہیے۔

اس حدیث کا پانچواں جواب:

یہ ہے کہ یہ روایت فعلی ہے قولی نہیں جبکہ قولی میں دوام ہوتا ہے اور فعلی روایت میں دوام نہیں ہوتا جیسا کہ وہابیہ کے محدث علامہ صدیق حسن بھوبھالی صاحب نے لکھا ہے۔ والفعل لا عموم لہ۔ (الروضۃ الندیہ ص98)

اور فعل کے لئے عموم نہیں ہوتا۔ یہ وہابیوں کے گھر کی گواہی ہے کچھ تو پاس رکھیں۔

اس حدیث کا چھٹا جواب یہ ہے:

کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود رفع یدین پر عمل نہیں کرتے تھے جیسا کہ امام مجاہد نے روایت فرمائی ہے کہ میں نے آپ کو کبھی رفع یدین کرتے نہیں دیکھا سوائے افتتاح صلوٰۃ کے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ 1 ص 237 طحاوی شریف 1 ص 163)

نوٹ:- اس روایت کی توثیق کے لئے دیکھئے اسی کتاب کا ص..........

اس حدیث کا ساتواں جواب:

یہ ہے کہ اسے حضرت امام مالک رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا ہے اور خود امام مالک رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا اپنا مذہب ترک رفع یدین ہے۔ تفصیل دیکھئے اس کتاب کے ص.......... پر۔

اس حدیث کا آٹھواں جواب:

یہ ہے کہ یہ روایت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مضطرب ہے۔ بخاری شریف کی روایت میں ہے، رکوع کو جاتے ہوئے اور رکوع سے سر اُٹھاتے ہوئے رفع یدین کرتے تھے۔

جب کہ مسند ابوعوانہ 1 ص 423 اور مسند حمیدی 2 ص 277 پر اسی روایت میں ہے کہ رکوع جاتے ہوئے اور رکوع سے سر اُٹھاتے ہوئے رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ ایک میں اثبات تو دوسری میں نفی۔

کہیں رفع یدین فی السجود کی نفی ہے، تو کہیں سجدوں میں رفع یدین کا اثبات تفصیل گذشتہ اوراق میں۔

کہیں رفع یدین ایک مرتبہ — دیکھئے مدونۃ الکبریٰ

کہیں رفع یدین دو مرتبہ — دیکھئے موطا امام مالک

کہیں رفع یدین تین مرتبہ — دیکھئے بخاری

کہیں رفع یدین چار مرتبہ — دیکھئے بخاری

کہیں رفع یدین پانچ مرتبہ — جزء رفع یدین بخاری

کہیں ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین — شرح مشکل الآثار

تو جس روایت میں اتنا اضطراب ہو وہ کیسے لائق احتجاج ہو سکتی ہے۔
اسی لئے تو حضرت امام مالک نے اسے روایت کرنے کے باوجود اس پر عمل نہیں کیا۔

اس حدیث کا نواں جواب:

یہ ہے کہ بر سبیل تنزل اگر اسے صحیح بھی مان لیا جائے تو محدثین کے ضابطے کے تحت ابن عمر کی حدیث کے مقابل ترجیح حضرت عبداللہ بن[1] مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کو ہے۔ دیکھئے۔

(مستدرک حاکم 1 ص 139، دار قطنی 1 ص 213 سنن بیہقی 1 ص 136)

اس حدیث کا دسواں جواب:

یہ ہے ترک رفع یدین کی احادیث میں سے بعض قولی بھی ہیں جبکہ رفع یدین کرنے کی ایک بھی قولی نہیں ہے۔ جو ہیں وہ سب فعلی ہیں اور فعل میں عموم نہیں ہوتا اسی لئے عند المحدثین ترجیح قولی احادیث کو ہے دیکھئے۔

(نووی شرح مسلم 1 ص 453)

---

[1] حدیث عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چالیس اسناد بمع توثیق ترک رفع یدین حصہ اول میں ملاحظہ کریں۔

تلک عشرة کاملة فاعتبروایا اولی الابصار.

بخاری شریف میں دو ہی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے رفع یدین کی روایت ہے۔ ایک تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث جس پر ابھی بحث ختم ہوئی ہے اور دوسری حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث اب حضرت مالک بن حویرث (رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کی تفصیل حاضر خدمت ہے)۔

حدیث نمبر 2.

ابو قلابہ کہتے ہیں کہ میں نے مالک بن حویرث (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو دیکھا جب نماز پڑھتے تو تکبیر کہتے اور رفع یدین کرتے اور جب رکوع کا ارادہ کرتے تو رفع یدین کرتے اور جب رکوع سے سر اُٹھاتے تو رفع یدین کرتے اور حدیث سناتے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی ایسا کرتے تھے۔

(بخاری شریف 1 ص 102)

اس حدیث کا پہلا جواب:

پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ روایت غیر مقلدین کے موقف کے مطابق ہے ہی نہیں جب اس سے پورا موقف ہی واضح نہیں ہوتا تو اسے پیش کرنے کا کیا معنیٰ۔ غیر مقلدین حضرات تیسری رکعت کی ابتدا میں بھی رفع یدین کرتے ہیں اور اس رفع یدین کا ذکر اس حدیث میں نہیں ہے اور غیر مقلدین حضرات سجدوں میں رفع یدین نہیں کرتے بلکہ اس کی نفی کرتے ہیں جبکہ اس روایت میں سجدوں کی رفع یدین کی نفی بھی نہیں ہے بلکہ آپ آگے انشاء اللہ تعالیٰ پڑھیں گے کہ حدیث مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں سجدوں کی رفع یدین بھی ہے جس کے

وہابی غیر مقلد سخت منکر ہیں۔ تو جب یہ روایت ان کے موقف کے مطابق ہی نہیں تو پھر اسے رفع یدین کے دلائل میں پیش کرنا کیا معنی رکھتا ہے۔

اس حدیث کا دوسرا جواب:

یہ ہے کہ حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے یہ حدیث پوری نقل نہیں فرمائی کیونکہ اس روایت میں سجدوں کی رفع یدین کا بھی ذکر ہے جس کے وہابی منکر ہیں پوری روایت ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ سے قبل آپ کے استاذ محترم امام المحدثین سیدنا امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ اس حدیث کو اپنے مسند میں روایت فرماتے ہیں۔

حدیث:

حدثنا عبداللہ حدثنی ابی ثنا محمد بن ابی عدی عن سعید عن قتادة عن نصر بن عاصم عن مالک بن الحویرث انه رای نبی الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یرفع یدیه فی صلاته اذا رفع راسه من الرکوع واذا سجد واذا رفع راسه من سجوده حتی یحاذی بهما فروع اذنیه. (مسلم امام احمد 4 ص 524 مطبوعہ ادارہ گرجاکھ احیاء السنہ)

جناب مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ رفع یدین کرتے تھے اپنی نماز میں جب رکوع سے سر اُٹھاتے اور جب سجدہ کرتے اور جب سر اُٹھاتے سجدوں سے حتیٰ کہ آپ کے ہاتھ مبارک کانوں تک پہنچ جاتے۔

لو جناب! اس حدیث میں سجدہ جاتے وقت بھی رفع یدین ہے اور سجدہ سے سر اُٹھاتے وقت بھی رفع یدین کا ذکر ہے اور حضرت مالک بن حویرث رضی

اللہ تعالیٰ عنہ اسے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فعل قرار دیتے ہیں۔ تو اگر وہابیوں نے اس حدیث پر عمل کرنا ہے تو پوری حدیث پر عمل کریں اور سجدوں میں بھی رفع یدین کیا کریں لیکن وہابی اسے خلاف سنت سمجھتے ہیں۔

اس حدیث کی دوسری سند:

حضرت امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ فرماتے ہیں۔

حدثنا ابی ثنا محمد بن جعفر ثنا سعید عن قتادة عن نصر بن عاصم عن مالک بن الحویرث انه رأی رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یرفع یدیه اذا اراد ان یرکع واذا رفع راسه من الرکوع واذا رفع رأسه من السجود حتی یحاذی بهما فروع اذنیه.

(مسند امام احمد 4 ص 524)

جناب مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا آپ رفع یدین کرتے تھے جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اُٹھاتے اور جب سجدوں سے سر اُٹھاتے تو بھی رفع یدین کرتے حتی کہ ہاتھ کانوں کے برابر ہو جاتے۔

اس حدیث کی تیسری سند:

حدثنا عبدالله حدثنی ابی ثنا عفان ثنا همام ثنا قتادة عن نصر بن عاصم عن مالک بن الحویرث ان النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم کان یرفع یدیه حیال فروع اذنیه فی الرکوع والسجود۔

(مسند امام احمد 4 ص 525)

جناب مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رفع یدین کرتے تھے کانوں تک رکوع میں اور سجدوں میں۔

لو جناب اس تیسری سند میں سجدوں کی رفع یدین ہے اور وہ بھی مرفوعاً یعنی نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سجدوں میں بھی رفع یدین کرتے تھے لیکن وہابی غیر مقلدین حضرات رکوع والی رفع یدین تو کرتے ہیں لیکن سجدوں والی رفع یدین کے سخت منکر ہیں اور اسے خلاف سنت سمجھتے ہیں تو جناب اگر حدیث مالک بن حویرث پر عمل کرنا ہے تو پوری حدیث پر عمل کرو آدھی پر کیوں عمل کرتے ہو۔ کیا اسی کا نام عمل بالحدیث ہے؟

یہ تو تھے حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ کے استاذ الحدیث اور امام بخاری علیہ الرحمہ کے شاگرد رشید کی سنیے وہ بھی بخاری کی روایت کے خلاف بیان کرتے ہیں۔ حضرت امام نسائی علیہ الرحمہ امام بخاری کے شاگرد ہیں اپنی سند ثقہ کے ساتھ حدیث مالک بن حویرث نقل فرماتے ہیں اور اس میں سجدوں کی رفع یدین بھی ہے۔

اس حدیث کی چوتھی سند:

امام نسائی باب باندھتے ہیں۔ باب رفع الیدین للسجود۔ پھر حدیث بیان کرتے ہیں۔ اخبرنا محمد بن المثنی حدثنا ابن ابی عدی عن شعبة عن قتادة عن نصر بن عاصم عن مالک بن الحویرث انه رأی النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم رفع یدیه فی صلاته اذا رکع واذا رفع راسه من الرکوع واذا سجد واذا رفع راسه من السجود

حتی یحاذی بھما فروع اذنیہ۔ (نسائی شریف 1 ص 123)

اس حدیث کی پانچویں سند:

اخبرنا محمد بن المثنی حدثنا عبدالاعلیٰ قال حدثنا سعید عن قتادۃ عن نصر بن عاصم عن مالک بن الحویرث انہ رأی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رفع یدیہ فذکر مثلہ.

(نسائی شریف 1 ص 123)

اس حدیث کی چھٹی سند:

اخبرنا محمد بن المثنی حدثنا معاذ بن ھشام قال حدثنی ابی عن قتادۃ عن نصربن عاصم عن مالک بن الحویرث انہ رأی نبی اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان اذا دخل فی الصلوٰۃ فذکر نحوہ وزاد فیہ واذا رکع فعل مثل ذلک واذا رفع رأسہ من الرکوع فعل مثل ذلک واذا رفع رأسہ من السجود فعل مثل ذلک.

(نسائی شریف 1 ص 123)

تو حضرات گرامی قدر آپ نے دیکھا کہ امام نسائی علیہ الرحمہ نے حدیث مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تین سندوں کے ساتھ بیان فرمایا ہے اور تینوں سندوں میں ہی سجدوں والی رفع یدین کا ذکر فرمایا۔ معلوم ہوا کہ حضرت مالک بن حویرث کی حدیث میں سجدوں کے وقت بھی رفع یدین ہے سجدہ کو جاتے ہوئے اور سجدہ سے سر اُٹھاتے ہوئے بھی۔ لیکن غیر مقلدین حضرات سجدوں کی رفع یدین کے سخت منکر ہیں بلکہ اسے خلاف سنت سمجھتے ہیں۔ تو اگر مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث آپ لوگ پیش کرتے ہیں تو پھر اس پر عمل بھی

کریں یعنی سجدہ میں بھی رفع یدین کیا کریں لیکن کیا کریں خدا ضد کا بُرا کرے۔

اس حدیث کی ساتویں سند:

امام ابوعوانہ اپنے مسند مبارک میں یہ حدیث لائے اور اس میں سجدوں کی رفع یدین کا بھی ذکر موجود ہے۔ اس مسند ابی عوانہ کو امام ذھبی المسند الصحیح کہتے ہیں۔ یعنی اس کی ساری حدیثیں صحیح ہیں۔ امام ابوعوانہ فرماتے ہیں۔

حدثنا الصائغ بمکۃ قال ثنا عفان قال ثنا ھمام قال انبا قتادۃ باسنادہٖ ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یرفع یدیہ حیال اذنیہ فی الرکوع والسجود. (مسند ابوعوانہ 1 ص 427 مطبوعہ بیروت لبنان)

بے شک نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رفع یدین کرتے تھے کانوں تک رکوع میں اور سجدوں میں۔

ناظرین محترم! جب مسند ابوعوانہ کی تمام حدیثیں صحیح ہیں اور اس حدیث میں امام ابوعوانہ سند ثقہ کے ساتھ حضرت مالک بن حویرث کی حدیث میں سجدوں کی رفع یدین کا بھی ذکر فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سجدوں میں بھی رفع یدین کرتے تھے۔ پھر وہابیہ غیر مقلدین کیوں سجدوں کی رفع یدین کا انکار کرتے ہیں۔ اگر حدیث مالک بن حویرث پر عمل کرنا ہے تو پوری حدیث پر کرو یعنی سجدوں میں بھی رفع یدین کیا کرو ورنہ ہم احناف کی طرح تم بھی رفع یدین کی منسوخیت کے قائل ہو جاؤ۔

اس حدیث کی آٹھویں سند:

غیر مقلدین کا امام علامہ محدث ابن حزم محلی میں بیان کرتے ہیں۔

حدثنا عبداللہ بن ربیع ثنا محمد بن معاویۃ ثنا احمد بن

شعیب انا محمد بن المثنی ثنا معاذ بن ہشام الدستوائی وعبدالاعلیٰ و محمد بن ابی عدی عن سعید بن ابی عروبۃ عن قتادۃ. وقال معاذ حدثنی ابی عن قتادۃ ثم اتفقوا، عن نصر بن عاصم عن مالک بن الحویرث رأی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رفع یدیہ فی صلاتہ اذا رکع واذا رفع رأسہ من رکوعہ واذا سجدو اذا رفع رأسہ من سجودہ حتی یحاذی بھما فروع اذنیہ۔
(محلی ابن حزم 3 ص 8)

جناب مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رفع یدین کرتے اپنی نماز میں جب رکوع کیا اور جب رکوع سے سر اُٹھایا اور جب سجدہ کیا اور جب سجدوں سے سر اُٹھایا۔ حتیٰ کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک کانوں تک پہنچ گئے۔

دیکھئے جناب اس حدیث میں بھی سجدوں کی رفع یدین کا ذکر موجود ہے۔ جناب مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سجدوں میں رفع یدین کرتے دیکھا۔ مگر غیر مقلدین حضرات کبھی بھی اسے ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں بلکہ سجدوں کی رفع یدین کو خلاف سنت سمجھتے ہیں۔

علامہ ابن حزم نے رفع یدین کی کچھ روایات بیان کی ہیں جن میں سجدوں کی رفع یدین بھی موجود ہے۔ انہیں روایات کے بارے علامہ ابن حزم کہتے ہیں۔

قال علی: فھذہ آثار متاظرۃ متواترۃ عن ابن عمر، وابی حمید وابی قتادۃ ووائل بن حجر، ومالک بن الحویرث وانس وسواھم من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وھذا یوجب یقین العلم.
(محلی ابن حزم 3 ص 9)

اس عبارت میں علامہ ابن حزم نے رفع یدین کی روایات کو متواتر قرار دیا ہے اور ان میں سجدوں کی رفع یدین بھی موجود ہے تو ابن حزم کے نزدیک سجدوں کی رفع یدین بھی متواتر ہوئی اور غیر مقلدین وہابیہ اس متواتر رفع یدین کے (بقول ابن حزم) منکر ہوئے اور اس رفع یدین کے سخت مخالف ہیں نہ جانے کیوں، تو آخر میں گذارش یہ ہے کہ جناب اگر آپ نے حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث پر عمل کرنا ہے تو پوری حدیث پر عمل کریں آدھی پر عمل نہ کریں۔ (تومنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض) بعض پر ایمان بعض کا انکار احادیث کے ساتھ من مانی نہ کریں۔ یہودیوں والا طریقہ نہ اپنائیں۔ تو جب مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث آپ کے ہے ہی خلاف تو آپ کس منہ سے پیش کرنے کی جسارت کرتے ہیں۔ تو حضرات معلوم ہو گیا کہ حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث وہابیہ کے موافق نہیں بلکہ وہابیہ کے مخالف ہے۔

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے صحیح بخاری شریف میں انہی دو صحابہ حضرت ابن عمر اور حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایات درج کی ہیں اور ان کے جوابات آپ نے بالتفصیل پڑھ لئے ہیں۔

نوٹ:- امام نسائی علیہ الرحمہ جو کہ امام بخاری علیہ الرحمہ کے شاگرد ہیں وہ سنن نسائی میں حضرت ابن عمر اور حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایات رفع یدین بیان کرنے کے بعد حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے متروک قرار دیتے ہیں، کیونکہ پہلے رفع یدین کی یہ دونوں روایات بیان کیں پھر باب باندھتے ہیں (ترک ذلک[1]) یعنی اس رفع یدین کا چھوڑنا، پھر

[1] نسائی شریف 1 ص 117۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث[1] نقل کرتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ امام نسائی کے نزدیک یہ رفع یدین کی روایات متروک العمل ہیں۔

یہی دو حدیثیں امام مسلم علیہ الرحمہ نے بھی نقل کیں ہیں یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کا جواب تفصیل سے گزر چکا ہے۔

اب ابوداؤد شریف کی احادیث:

رفع یدین کا بیان ہوتا ہے اور ان کے جوابات۔

امام ابو داؤد علیہ الرحمہ نے رفع یدین کے باب میں ان صحابہ کرام سے روایات درج کیں ہیں۔

(۱) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۲) حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۳) حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۴) حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۵) حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۶) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۷) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۸) حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ان آٹھ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین سے امام ابو داؤد نے روایات نقل کی ہیں۔ ان میں سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی احادیث کا جواب ہو چکا ہے باقی سات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی روایات کے جوابات حاضر ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

---

[1] اخبرنا سوید بن نصر حدثنا عبداللہ بن المبارک عن سفیان عن عاصم بن کلیب عن عبدالرحمن بن الاسود عن علقمة عن عبداللہ قال الا اخبرکم بصلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال فقام فرفع یدین اول مرۃ ثم لم یعد۔ (نسائی شریف 1 ص 117)

حدیث وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حدثنا عبیداللہ بن عمر بن میسرۃ ثنا عبدالوارث بن سعید ثنا محمد بن جحادۃ حدثنی عبدالجبار بن وائل ابن حجر قال کنت غلاماً لا اعقل صلوٰۃ ابی فحدثنی وائل بن علقمة عن ابی وائل بن حجر قال صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وکان اذا کبر رفع یدیہ قال ثم التحف ثم اخذ شمالہ بیمینہ وادخل یدیہ فی ثوبہ قال فاذا اراد ان یرکع اخرج یدیہ ثم رفعھما واذا اراد ان یرفع راسہ من الرکوع رفع یدیہ ثم سجد ووضع وجھہ بین کفیہ واذا رفع راسہ من السجود ایضاً رفع یدیہ حتی فرغ من صلوتہ قال محمد فذکرت ذلک للحسن بن ابی الحسن فقال ھی صلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فعلہ من فعلہ وترکہ من ترکہ قال ابو داؤد روی ھذا الحدیث ھمام عن ابن جحادۃ لم یذکر الرفع مع الرفع من السجود۔ (ابوداؤد شریف 1 ص 112)

اس حدیث کا جواب:

یہ ہے کہ یہ حدیث بھی غیر مقلدین کے موافق نہیں ہے بلکہ ان کے خلاف ہے جس طرح اس حدیث میں رکوع والی رفع یدین کا ذکر ہے اسی طرح سجدوں کی رفع یدین کا بھی ذکر ہے اور سجدوں کی رفع یدین کے وہابی سخت منکر ہیں اور خلاف سنت سمجھتے ہیں تو جو روایت خود ان کے اپنے خلاف ہے اسے پیش کرتے ہوئے تو انہیں شرمانا چاہیے بشرطیکہ اگر شرم ہو بھی تو۔ واضح یہ ہوا کہ یہ روایت تو خود ان کے اپنے خلاف ہے یعنی وہابی تو خود اس حدیث کے منکر ہیں

کیونکہ اگر وہ منکر نہ ہوتے تو سجدوں کی رفع یدین بھی کرتے اور اسے ہرگز خلاف سنت نہ سمجھتے۔ حدیث وائل میں سجدہ کی رفع یدین کا ذکر امام بخاری علیہ الرحمہ نے بھی کیا ہے دیکھئے۔ (جزٔ رفع یدین ص 45 مطبوعہ جلال پور پیروالہ)

اس حدیث کا دوسرا جواب:

یہ ہے کہ امام جلیل جناب ابراہیم نخعی علیہ الرحمہ کے سامنے جب یہ روایت پیش کی گئی تو آپ نے نہ صرف یہ کہ اسے رد کیا بلکہ غضب ناک بھی ہو گئے اور پھر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالہ سے ترک رفع یدین بیان کیا۔ اگر یہ روایت قابل احتجاج ہوتی تو اتنا بڑا محدث فقیہ تابعی اسے کیوں رد کرتا ملاحظہ فرمائیں اصل عبارت۔

قال محمد اخبرنا یعقوب بن ابراهیم اخبرنا حصین بن عبدالرحمن قال دخلت انا وعمرو بن مرة علی ابراهیم النخعی قال عمرو حدثنی علقمة بن وائل الحضرمی عن ابیه انه صلی مع رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فراه یرفع یدیه اذا کبرو اذا رکع واذا رفع قال ابراهیم ما ادری لعله لم یر النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یصلی الا ذلک الیوم فحفظ هذا منه ولم یحفظه ابن مسعود واصحابه ماسمعته من احد منهم انما کانوا یرفعون ایدیهم فی بدا الصلوٰة حین یکبرون. (موطا امام محمد ص 90 دار قطنی ص 394 مسند امام اعظم ص 47، شرح معانی الاثار ص 162-163، مسند ابو یعلی موصلی ص)

جناب حصین بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ میں اور عمرو بن مرہ ابراہیم نخعی کے پاس حاضر ہوئے تو حصین بن عبدالرحمٰن نے کہا کہ حدیث بیان کی مجھ سے

علقمہ بن وائل بن حجر نے اپنے باپ سے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی تو دیکھا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رفع یدین کرتے تھے جب تکبیر کہتے اور جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اُٹھاتے تو جناب ابراہیم نخعی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ میرے خیال میں تو انہوں نے اسی دن ہی حضور علیہ السلام کو نماز پڑھتے دیکھا ہے تو کیا انہوں نے یہ بات یاد کر لی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے باقی ساتھیوں نے یاد نہ رکھا؟ میں نے تو یہ بات (یعنی رفع یدین والی) ان میں سے کسی سے سنی تک نہیں ہے بے شک وہ رفع یدین کرتے تھے نماز کی ابتداء میں جب تکبیر کہتے فقط۔

تو دیکھا جناب ابراہیم نخعی علیہ الرحمہ نے حدیث وائل کو جو کہ رفع یدین کے بارے ہے قبول نہیں فرمایا اور اس کے مقابل حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ترجیح دی ہے۔

اس پر اعتراض:

وہابیہ اس جواب پر یہ کہتے ہیں کہ جناب وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی ہیں اور جناب ابراہیم نخعی علیہ الرحمہ تابعی ہیں تو تابعی کی بات سے صحابی کی روایت کو کیسے رد کیا جا سکتا ہے۔

اس کا جواب:

یہ ہے کہ جناب ابراہیم نخعی علیہ الرحمہ نے اپنی بات سے حدیث وائل بن حجر کو مسترد نہیں کیا بلکہ ان کے مقابل حضرت عبداللہ بن مسعود صحابی رسول کو پیش کیا ہے اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقیناً افضلیت رکھتے ہیں۔ تو جب امام ابراہیم نخعی نے اپنا قول پیش ہی نہیں کیا تو پھر اعتراض کیسا بلکہ

امام ابراہیم نخعی علیہ الرحمہ نے تو اس روایت کے مقابل حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے باقی ساتھیوں کو پیش کیا ہے۔

امام احمد بن حنبل کی نظر میں حدیث وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

امام ابن عبدالبر اندلسی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ: امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

ولا انا اذهب الى حديث وائل بن حجر لانه مختلف فى الفاظه. (التمہید لابن عبدالبر 9 ص 224)

کہ میں حدیث وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر عمل نہیں کرتا اور امام ابن عبدالبر علیہ الرحمۃ خود بھی حدیث وائل کی طرف مائل نہیں ہیں۔ آپ نے حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حدیث وائل سے اچھا سمجھا ہے۔

(التمہید لابن عبدالبر اندلسی 9 ص 227)

تو ایک امام ابراہیم نخعی ہی کیا حضرت امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ بھی تو اس پر عامل نہیں ہیں اور امام ابن عبدالبر بھی اس کے مقابل حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف مائل ہیں۔ تو معلوم یہ ہوا کہ حدیث وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رفع یدین والی قابل احتجاج نہیں ہے۔

اور پھر حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب دوسری بار آتے ہیں تو انہوں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صرف ابتداء میں رفع یدین کرتے تھے۔ اصل روایت ملاحظہ فرمائیں۔

عن وائل بن حجر رضى الله تعالىٰ عنه قال رايت النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم حين افتتح الصلوٰة رفع يديه حيال اذنيه قال ثم

اتيتهم فرايتهم يرفعون ايديهم الى صدورهم فى افتتاح الصلوٰة وعليهم برانس واكسيه.

جناب وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا جب نماز شروع کی تو رفع یدین کیا کانوں تک کہا پھر ایک بار میں آیا تو میں نے انہیں دیکھا کہ رفع یدین کرتے تھے سینوں کے مقابل نماز کے شروع میں اور ان پر گرم کپڑے تھے۔

(ابوداؤد شریف 1 ص 112)

اس روایت میں جناب وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوبارہ آمد پر صرف ابتداء کی رفع یدین کا ذکر فرمایا ہے اگر رکوع والی رفع یدین ہوتی تو اس کا بھی ذکر فرماتے۔

اس حدیث کا تیسرا جواب:

یہ ہے کہ اس حدیث وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں وہابیہ کا پورا موقف ہی نہیں ہے تو اس حدیث کے مطابق تو ان کی اپنی نماز خلاف سنت ہے۔ جب اس میں ان کا پورا موقف ہی نہیں تو پھر اس میں ان کے لئے حجت کہاں سے آ گئی۔ یعنی چار رکعت نماز میں رفع یدین کے مواقع۔ نماز شروع کرتے وقت رفع یدین کرنا، رکوع جاتے ہوئے، رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے اور دو رکعتوں سے کھڑے ہو کر تیسری رکعت کی ابتداء میں رفع یدین کرنا اور سجدوں کی رفع یدین کی نفی۔ یہ ہے موقف غیر مقلدین کا رفع یدین کے بارے میں اس کو سنت دائمہ قائمہ سمجھتے ہیں۔ اب حدیث وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں غور فرمائیں تو اس میں رفع یدین نہ تو تیسری رکعت کا ہے اور نہ ہی سجدوں میں رفع

یدین کی نفی بلکہ سجدوں کی رفع یدین کا اثبات ہے تو پھر یہ حدیث ان کے خلاف ہوئی نہ کہ موافق۔

ایک اعتراض:

امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں راوی ھمام نے سجدوں کی رفع یدین کا ذکر نہیں کیا۔ (ابوداؤد 1 ص 105)

اس کا جواب:

یہ ہے کہ اگر ھمام نے ذکر نہیں کیا تو عبدالوارث بن سعید نے تو ذکر کیا ہے۔ دیکھئے ابوداؤد 1 ص105 اور عبدالوارث بن سعید نہایت ثقہ ہے۔

(تہذیب التہذیب: سجدوں میں رفع یدین کی حدیث وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ علامہ ابن حزم نے محلی میں نقل کی ہے۔ 3 ص 8 اور اس حدیث کو بھی متواتر قرار دیا ہے 1 ص 9)۔

اس کا چوتھا جواب:

یہ ہے کہ نسائی شریف 1 ص 124 پر امام نسائی علیہ الرحمہ نے جو حدیث وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ ذکر فرمائی ہے اس میں رفع یدین کا ذکر صرف دو بار ہے۔ تو یقیناً یہ وہابیہ کے خلاف ہے کیونکہ وہ چار جگہ رفع یدین کرتے ہیں جبکہ اس میں صرف دو بار ذکر ہے تو جو حدیث ان کے اپنے خلاف وہ ہمارے لئے بطور حجت کیسے پیش کر سکتے ہیں۔ اور پھر یہ کہ اس حدیث وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تمام سندیں مجروح ہیں غالباً اسی لئے امام بخاری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کو صحیح بخاری میں جگہ نہیں دی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

حدیث ابوحمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

امام ابوداؤد علیہ الرحمہ نے سنن ابوداؤد میں ایک حدیث حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ذکر کی ہے۔ جس میں دس صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ذکر ہے کہ ان کی موجودگی میں آپ نے حدیث بیان کی اور اس میں رکوع جاتے ہوئے رکوع سے سر اُٹھاتے ہوئے رفع یدین کا ذکر فرمایا تو سب نے کہا کہ آپ نے سچ بیان فرمایا ہے۔ (ابوداؤد 1 ص113)

اس حدیث کا جواب:

یہ ہے کہ یہ روایت مضطرب ہے۔ مضطرب حدیث حجت نہیں ہوتی دیکھئے کسی روایت میں تورک کا اثبات ہے۔ (ابوداؤد 1 ص113 اور کسی روایت میں تورک کی نفی ہے۔ دیکھئے ابوداؤد 1 ص114)

اس کا دوسرا جواب:

یہ ہے کہ اس میں عبدالحمید بن جعفر ہے جو کہ بدعتی اور تقدیر کا منکر ہے اور سخت ضعیف ہے۔

امام ابن حجر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ صدوق رمی بالقدر وربما وھم۔ (تقریب التہذیب 1 ص554)

ہے سچا لیکن قدری ہے اور کئی مرتبہ حدیث کی روایت میں اسے وھم ہو جاتا ہے۔ امام سفیان رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اس راوی کو ضعیف جانتے تھے۔ ابوحاتم نے کہا اس کی حدیث کے ساتھ حجت نہ پکڑی جائے۔

(میزان لاعتدال 2 ص539)

امام جلیل امام عراقی کے استاذ الحدیث علامہ ابن ترکمانی علیہ الرحمہ جوہر

نقی میں فرماتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ اس کی حدیث مین طعن کیا گیا ہے۔ اسی طرح ہی امام یحیٰی بن سعید نے فرمایا اور وہ لوگوں کے امام ہیں اس بارے میں اور امام طحاوی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ اس روایت میں محمد بن عمرو نے ابوحمید سے کچھ نہیں سنا نہ ہی قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کچھ سنا ہے کیونکہ اس روایت جناب قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی ذکر ہے جبکہ آپ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ شہید ہو گئے تھے اور آپ پر نماز بھی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھی ہے۔ اسی طرح ہی کہا ہے ہیثم بن عدی نے اور امام ابن عبدالبر نے کہا کہ یہ بات ہی صحیح ہے اسی لئے علامہ ابن حزم نے کہا کہ اس روایت میں عبدالحمید کو وھم ہوگیا ہے۔ (جوہر نقی علی البیہقی 2 ص 69)

تو معلوم ہوا کہ یہ روایت منقطع بھی ہے کیونکہ محمد بن عمرو بن عطا کا سماع حضرت ابوقتادہ سے ہرگز ثابت نہیں ہے حالانکہ حدیث میں ہے کہ منھم ابوقتادہ کہ ان میں سے ایک حضرت ابوقتادہ بھی ہیں۔ اسی لئے امام طحاوی فرماتے ہیں۔ **وفاة ابی قتادة قبل ذلک وصلی علیه علی۔**

(شرح معانی الاثار 1 ص 185)

کہ حضرت قتادہ کی وفات اس محمد بن عمرو بن عطا کی ولادت سے بھی پہلے ہے اور ان کی نماز جنازہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھائی۔

چنانچہ امام بخاری ومسلم کے استاذ الحدیث امام ابوبکر بن ابی شیبہ سند ثقہ کے ساتھ روایت درج فرماتے ہیں۔ **صلی علی علی ابی قتادة۔** (مصنف ابن ابی شیبہ 3 ص 304) کہ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز جنازہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھائی۔

یہی مضمون سنن الکبریٰ بیہقی ص تاریخ بغداد۔ طبقات ابن سعد میں بھی

ہے۔ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ چالیس ہجری میں شہید ہوئے اور محمد بن عمرو بن عطا ایک سو بیس ہجری کے بعد فوت ہوئے۔ تو اس کی کل عمر اسی سال سے کچھ زائد ہوئی تو اس عمر کے مطابق محمد بن عمرو بن عطا نے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ نہیں پایا۔ اسی لئے تو امام ابن ابی حاتم نے فرمایا کہ: **قال ابی فصار الحدیث مرسلا۔** (کتاب العلل ص 163)

کہ میرے باپ ابوحاتم نے فرمایا کہ پس یہ حدیث منقطع ہے۔

تو ناظرین! جب اس میں اتنی خرابیاں ہیں تو پھر یہ کیسے حجت ہوسکتی ہے۔

اس حدیث کا تیسرا جواب:

یہ ہے کہ اس کی سند میں بھی اضطراب ہے اور اضطراب موجب ضعف ہے۔ دیکھئے کسی روایت میں آتا ہے محمد بن عمرو بن عطاء قال سمعت ابا حمید الساعدی۔ (ابوداؤد ص 113 مصنف ابن ابی شیبہ 1 ص 235، طحاوی شریف 1 ص 162، ابن ماجہ ص 62)

اور کسی روایت میں ہے: **محمد بن عمرو اخبرنی مالک عن عیاش او عباس بن سهل الساعدی انه کان فی مجلس فیه ابوه۔**

(شرح معانی الآثار 1 ص 184، ابوداؤد ص 114)

اور کسی روایت میں ہے: **محمد بن عمرو بن عطاء قال حدثنی رجل انه وجد عشرة من اصحاب النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم۔** طحاوی شریف 1 ص 184 تو جب اتنا سخت اضطراب ہے تو پھر یہ حدیث صحیح کیسے ہوسکتی ہے بلکہ یہ روایت انتہائی درجہ کی ضعیف ہے۔

اس حدیث کا چوتھا جواب:

یہ ہے کہ اس حدیث کو حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے صحیح بخاری میں سند متصل کے ساتھ درج فرمایا ہے اور اس میں صرف پہلی رفع یدین کا ذکر ہے باقی کسی رفع یدین کا ذکر نہیں ہے کیونکہ اس میں نہ تو عبدالحمید بن جعفر بدعتی ہے نہ ہی اس میں رفع یدین کا ذکر۔ (دیکھئے صحیح بخاری شریف 1 ص 114)

اسی لئے تو امام ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ الدرایہ میں حدیث ابوحمید ساعدی بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ اصلہ فی البخاری۔

(الدرایہ 1 ص 153)

کہ ابوحمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اصل حدیث بخاری شریف میں ہے اور بخاری میں جو حدیث ہے حضرت ابوحمید ساعدی کی اس میں رکوع والی رفع یدین نہیں ہے تو معلوم ہوا کہ اصلاً حدیث میں صرف ابتدا کی رفع یدین ہے۔ رکوع کی رفع یدین نہیں ہے۔ اب غیر مقلدین حضرات صحیح بخاری کی حدیث چھوڑ کر جسے ابن حجر اصل حدیث قرار دیتے ہیں۔ ضعیف راویوں کی روایت کو قبول کرتے ہیں اور بطور دلیل پیش کرتے ہیں۔ (یاللعجب)

حدیث ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

امام ابوداؤد علیہ الرحمہ نے رفع یدین کے بارے میں ایک حدیث حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بھی درج فرمائی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب تکبیر کہتے نماز کے لئے تو اپنے دست مبارک کندھوں کے مقابل کرتے تھے اور جب رکوع کرتے اسی طرح ہاتھوں کو

اُٹھاتے اور جب سجدوں سے سر اُٹھاتے تو اسی طرح ہاتھوں کو اُٹھاتے اور جب دو رکعتوں سے کھڑے ہوتے تو بھی ہاتھوں کو اُٹھاتے۔ (ابوداؤد 1 ص 115)

اس کا جواب:

یہ ہے کہ یہ روایت سنداً بھی ضعیف ہے کیونکہ اس میں ابن جریج ہے جس نے نوے عورتوں سے متعہ کیا ہے۔ دیکھئے تذکرۃ الحفاظ للذھبی 1 ص 128 تو ایسے آدمی کی روایت کیسے قبول ہو سکتی ہے۔

نوٹ:۔ یہ راوی ثقہ ہے اور اس کی حدیث صحیح ہے۔ مؤلف نے اس کے ضعیف ہونے کے قول سے رجوع کر لیا ہے۔

دوسرا جواب:

دوسری بات یہ ہے کہ اس روایت میں غیر مقلدین کا پورا موقف ہی نہیں ہے تو پھر اسے بطور دلیل پیش کرنا کیسے صحیح ہو سکتا ہے۔

تیسرا جواب:

تیسری بات یہ ہے کہ یہ حدیث تو غیر مقلدین وہابیہ کے خلاف ہے کیونکہ اس حدیث میں مرفوعاً سجدوں کی رفع یدین کا بھی ذکر ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب سجدوں سے سر اُٹھاتے تو رفع یدین کرتے اور وہابی سجدوں کی رفع یدین کے سخت منکر ہیں بلکہ اسے خلاف سنت سمجھتے ہیں۔ تو جو جواب وہابی سجدے کی رفع یدین کا دیں گے وہی ہماری طرف سے رکوع والی رفع یدین کا سمجھ لیں۔

سجدے والی رفع یدین کی روایت مرفوعاً حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ نے بھی فرمائی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ کے صاحبزادے حضرت امام عبداللہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

حدثنی ابی ثنا الحکم بن نافع ثنا اسماعیل بن عیاش عن صالح بن کیسان عن عبدالرحمن الاعرج عن ابی ہریرۃ ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یرفع یدیہ حذو منکبیہ حین یکبر و یفتتح الصلاۃ و حین یرکع وحین یسجد۔ (مسند امام احمد 2 ص 133)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ بے شک نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رفع یدین کرتے تھے کندھوں تک جب تکبیر کہہ کر نماز شروع کرتے اور جب رکوع کرتے اور جب سجدہ کرتے۔ تو حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں امام ابوداؤد کی طرح امام المحدثین امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ نے بھی سجدوں کی رفع یدین بیان کر دی ہے۔ تو اگر جناب اس حدیث پر عمل کرنا ہے تو پھر سجدوں کی رفع یدین بھی کرو تا کہ پوری حدیث پر عمل ہو جائے ورنہ ہم احناف کی طرح تم بھی کہہ دو کہ رفع یدین عند الرکوع ہو یا بعد الرکوع یا تیسری رکعت کی ابتداء میں یا سجدوں کے درمیان یا سجدوں سے سر اُٹھاتے وقت یہ سب رفع یدین منسوخ ہے تا کہ کسی حدیث کا انکار بھی نہ ہو اور ترک و منع کی احادیث پر عمل بھی ہو جائے۔

اس پر ایک اعتراض:

آپ نے جو روایت پیش کی ہے جس میں سجدہ کی رفع یدین کا ذکر ہے اس کی سند ضعیف ہے کیونکہ اس کی سند میں ایک راوی اسماعیل بن عیاش ہے جو کہ ضعیف ہے۔ لہٰذا آپ کی پیش کردہ روایت قابل احتجاج نہیں ہے۔

اس اعتراض کا جواب:

یہ ہے کہ جناب آپ نے جس راوی کو ضعیف کہا ہے اس راوی کے

متعلق حافظ الدنیا حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ اپنی کتاب القول المسدد فی الذب عن مسند احمد کے ص 11-12 پر فرماتے ہیں۔ قد وثقہ بعضھم مطلقا۔ (یعنی اسماعیل بن عیاش)۔

ضرور بعض حضرات نے تو اس راوی کو مطلقاً ثقہ کہا ہے۔

قال یعقوب بن سفیان تکلم ناس فی اسماعیل بن عیاش و اسماعیل ثقۃ۔

ترجمہ: محدث یعقوب بن سفیان نے کہا کہ لوگوں نے اسماعیل بن عیاش میں کلام کیا ہے حالانکہ اسماعیل بن عیاش ثقہ ہے۔

تو جناب ثابت ہوا کہ راوی ضعیف نہیں بلکہ ثقہ ہے جب یہ راوی ثقہ ہے تو پھر اس کی روایت بھی قبول ہونی چاہیے۔

اس اعتراض کا ایک اور جواب:

یہ ہے کہ جناب اگر اسماعیل بن عیاش کی وجہ سے ہی یہ روایت قابل احتجاج نہیں تو چلو امام ابو داؤد علیہ الرحمہ نے سنن ابو داؤد میں جو روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیش کی ہے اس سند میں تو یہ راوی نہیں ہے لیکن اس میں سجدہ کی رفع یدین ضرور ہے۔ تو چلو اسی کو ہی مان لو۔ (این المفر) لیکن کیا کر لیا اس فرقہ کے نزدیک ہر وہ روایت ضعیف نا قابل احتجاج ہوتی ہے جو ان کی خواہشِ نفس کے خلاف ہو۔ جو ان کے مزاج کے مخالف ہے وہ ضرور ضعیف ہے اگرچہ اس کی سند کیسی ہی ثقہ کیوں نہ ہو۔ اس کے راوی کیسے ہی اعلیٰ درجے کے مضبوط کیوں نہ ہوں تو الحاصل یہ ہے کہ جناب اگر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث پر عمل کرنا ہے تو پھر پوری حدیث پر عمل کرو اور سجدہ میں بھی رفع

یدین کیا کریں۔

تو اگر آپ حضرات غیر مقلدین سجدوں کی رفع یدین ترک کرنے کے باوجود حدیث کے منکر نہیں ہیں تو آپ کو پھر یہ یقین کر لینا چاہیے کہ احناف بھی اسی طرح رکوع و بعد الرکوع کی رفع یدین ترک کرنے کے باوجود حدیث کے منکر نہیں ہیں اگر آپ ہمیں مجرم ثابت کرتے ہیں تو پھر آپ بھی یقیناً اسی جرم کے مرتکب ہیں۔ (فافھم ولا تکن من المتعصبین)

چوتھا جواب اس روایت کا:

یہ ہے کہ جناب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً بڑی مضبوط سند کے ساتھ صرف ابتدا کی رفع یدین ہی ثابت ہے۔ ملاحظہ فرمائیں امام ابو داؤد علیہ الرحمہ سند ثقہ کے ساتھ فرماتے ہیں کہ:

حدثنا مسدد نا یحییٰ بن ابی ذئب عن سعید بن سمعان عن ابی ھریرۃ قال کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا دخل فی الصلوٰۃ رفع یدیہ مداً۔

(ابوداؤد 1 ص 117 باب من لم یذکر الرفع عند الرکوع)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز میں داخل ہوتے تو رفع یدین کرتے ہاتھوں کو دراز کر کے۔

اس حدیث میں جناب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسئلہ رفع یدین بیان کیا ہے اور وہ کیونکہ صرف ابتدا کے ساتھ متعلق ہے نہ کہ رکوع اور سجدے کے ساتھ اس لئے جناب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صرف ابتداء کی رفع یدین کا ہی ذکر کیا ہے۔ اگر عند الرکوع و بعد الرکوع اور تیسری رکعت

کی ابتداء میں ہوتا تو آپ اس حدیث میں اُس کا بھی ذکر فرماتے۔

اس پر ایک اعتراض:

یہ ہے کہ اس حدیث میں صرف ابتدا کی رفع یدین کا ذکر ہے یہ تو درست ہے لیکن اس میں اگر رکوع و بعد رکوع کا رفع یدین مذکور نہیں تو اس کی نفی بھی تو نہیں ہے لہٰذا اس حدیث کو رکوع اور بعد رکوع کی رفع یدین کی نفی میں پیش کرنا درست نہیں ہے اور یہ ایک قاعدہ بھی ہے کہ عدم ذکر عدم وجود کو مستلزم نہیں۔

اس اعتراض کا جواب:

یہ ہے کہ جناب امام ابو داؤد علیہ الرحمہ جو کہ امام بخاری علیہ الرحمہ کے شاگرد رشید ہیں اور بالاتفاق حدیث کے مسلّم جلیل القدر امام ہیں انہوں نے دو باب باندھے ہیں ایک باب رفع یدین کرنے کا اور دوسرا باب رفع یدین نہ کرنے کا۔ رفع یدین کے اثبات کے باب میں وہ ان صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے روایت لائے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان میں ایک حدیث رفع یدین کرنے کی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی بیان کی ہے۔ پھر امام ابو داؤد علیہ الرحمہ نے دوسرا باب باندھا ہے۔ رفع یدین نہ کرنے کا۔ اس باب میں تین صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی روایات لائے ہیں۔ وہ یہ ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ

عنہ، حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان تینوں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے عدم رفع یدین کی روایات بیان کی ہیں اور اس باب من لم یذکر الرفع عند الرکوع میں ہی یہ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لائے ہیں۔ تو امام ابو داؤد نے تو اس حدیث سے یہی سمجھا ہے کہ اس حدیث میں رکوع اور بعد رکوع کی نفی کی دلیل ہے تبھی تو اس باب میں اس حدیث کو لائے ہیں۔ اس تمام گفتگو سے معلوم ہوا کہ اس حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ترک رفع یدین رکوع اور بعد رکوع کی نفی کی دلیل ہے اور غیر مقلدین کا اس قاعدہ سے استدلال کرنا کہ (عدم ذکر عدم وجود کو مستلزم نہیں) یہ ان کو مفید نہیں بایں وجہ۔ حضرت امیر المومنین فی الحدیث جناب سیدنا امام بخاری علیہ الرحمہ اس قاعدہ کو نہیں مانتے دیکھئے صحیح بخاری شریف 1 ص 139,138 پر آپ نے ایک حدیث ذکر فرمائی ہے اور اس روایت میں جو آپ کا استدلال ہے وہ عدم ذکر پر ہی موقوف ہے اور عدم ذکر کو دلیل بنا کر آپ نے اس کے وجود کا انکار ثابت کیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں وہ حدیث شریف یہ ہے۔

حدیث بخاری:

حضرت امام المحدثین امیر المومنین فی الحدیث امام بخاری علیہ الرحمہ نے صحیح بخاری میں یہ حدیث بیان کرنے سے قبل یہ باب باندھا ہے۔ باب ماقیل ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لم یحول ردآئہ فی الاستسقآء یوم الجمعة باب کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن دعائے استقاء میں اپنی چادر نہیں الٹی۔

عن انس بن مالک ان رجلا شکا الیٰ النبی صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم هلاک المال وجهد العیال فدعا الله یستسقی ولم یذکر حول ردآء ہ ولا استقبل القبلة۔

(بخاری شریف 1 ص 138-139 مطبوعہ سعید ایچ ایم کمپنی کراچی)

(بخاری مترجم 1 ص 413 مطبوعہ فرید بک سٹال اردو بازار لاہور)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں مال تباہ ہونے اور بچوں کے زحمت اُٹھانے کی شکایت کی آپ نے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی لیکن (راوی) نے یہ بیان نہیں کیا کہ آپ نے چادر اُلٹی تھی اور نہ اس کا ذکر کیا کہ قبلہ کی طرف منہ کیا تھا۔

لو جناب! اس روایت میں واضح طور پر موجود ہے کہ راوی نے چادر اُلٹنے کا ذکر نہیں کیا اور امام بخاری علیہ الرحمہ نے اس عدم ذکر سے استدلال کرتے ہوئے اس حدیث پر باب ہی وہ باندھ دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن دعائے استقاء میں اپنی چادر نہیں اُلٹی۔ الغرض امام بخاری علیہ الرحمہ اگر اس قاعدہ کو مانتے کہ عدم ذکر عدم وجود کو مستلزم نہیں تو پھر آپ علیہ الرحمہ عدم ذکر سے عدم وجود پر دلیل نہ لاتے۔ غیر مقلدین حضرات کو کم از کم امام بخاری علیہ الرحمہ کا خیال تو ضرور کرنا چاہیے۔ تو معلوم ہوا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث جس کو امام ابو داؤد علیہ الرحمہ نے (باب من لم یذکر الرفع عند الرکوع) میں درج کیا ہے یہ حدیث ترک رفع یدین کی دلیل ہے اور ضد کا کوئی علاج نہیں۔ حضرت امام مجتہد محدث استاذ الامام شافعی استاذ الامام یحییٰ بن معین، حضرت سیدنا امام محمد بن حسن شیبانی علیہ الرحمہ اپنی سند ثقہ کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ترک رفع یدین روایت کرتے ہیں۔ بروایت امام مالک علیہ الرحمہ۔

حدیث:

حضرت امام محمد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ ان فقیھھم مالک بن انس قدروی عن نعیم بن عبدالله المجمر وابی جعفر القاری انهما اخبراه ان ابا هریرة رضی الله عنه کان یصلی بهم فیکبر کلما خفض ورفع قالا. وکان یرفع یدیه حین یکبرو یفتتح الصلاة فهذا حدثکم موافق لعلی وابن مسعود رضی الله عنهما۔

کتاب الحجۃ علیٰ اہل المدینہ 1 ص95-96 (مطبوعہ دارالمعارف النعمانیہ لاہور)

حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جناب نعیم بن عبداللہ مجمر اور ابوجعفر قاری دونوں سے روایت کی ہے۔ دونوں نے امام مالک کو خبر دی کہ بے شک حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہیں نماز پڑھاتے تھے تو تکبیر تو ہر اونچ نیچ میں کہتے تھے۔ پھر دونوں راویوں نے کہا کہ رفع یدین اس وقت کرتے تھے جب تکبیر کہہ کر نماز شروع کرتے تھے۔

امام محمد علیہ الرحمہ اہل مدینہ کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جو کہ حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے بیان کی ہے۔ یہ حدیث (ترک رفع یدین میں) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کے موافق ہے۔ یعنی جس طرح حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ترک رفع یدین ماسوا تکبیر افتتاح کے واضح ہے اسی طرح حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس حدیث میں بھی ترک رفع یدین واضح ہے۔ حضرت امام محمد بن حسن شیبانی علیہ الرحمہ نے اس حدیث کو موطا امام محمد میں بھی بیان کیا ہے اور اس سے ترک رفع

یدین پر دلیل پکڑی ہے۔ موطا امام محمد ص88 (مطبوعہ سعید ایچ ایم کمپنی) اور حضرت امام محدثِ اندلس ابن عبدالبر علیہ الرحمہ نے اس حدیث کو التمہید میں اس طرح روایت کیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

وحجتهم ایضا مارواه نعیم المجمر وابو جعفر القاری عن ابی هریرة انه کان یرفع یدیه اذا افتتح الصلاة ویکبر کلما خفض ورفع ویقول انا اشبهکم صلاة برسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم

(التمهید لما فی الموطا من المعانی ولا سانید 9 ص215 مطبوعہ مکتبہ قدوسیہ لاہور)

ترجمہ: اور ان کی (یعنی احناف کی) ترک رفع یدین کی ایک دلیل یہ حدیث ہے جس کو ابونعیم مجمر اور ابوجعفر قاری نے بیان کیا ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ بے شک جناب ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رفع یدین تو اس وقت کرتے جب نماز شروع کرتے اور تکبیر ہر اونچ نیچ میں کہتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں ازروئے نماز کے زیادہ مشابہ ہوں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز کے بنسبت تمہاری۔

تو لو جناب! امام ابن عبدالبر علیہ الرحمہ نے بھی اس حدیث کو احناف کے دلائل ترک رفع یدین میں پیش کیا ہے اور پھر ابن عبدالبر علیہ الرحمہ نے اس کو اس طرح روایت کیا ہے جس سے اس کے مرفوع ہونے میں ذرہ برابر بھی شک باقی نہیں رہتا۔ ناظرین گرامی! طوالت کی معذرت کرتا ہوں لیکن کیونکہ اس مسئلہ کو واضح کرنا مقصود ہے۔ اس لئے اگر کچھ قدر طوالت ہو جائے تو محسوس نہ فرمائیں۔ الحاصل حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اب دو قسم کی روایات ثابت ہو گئیں۔ نمبر ایک رفع یدین بوقت رکوع اور بعد رکوع اور بوقتِ سجدہ اور

دوسری قسم سوائے افتتاح صلوٰۃ کے باقی رفع یدین کا ترک۔ اب غیر مقلدین نے ترک کی روایات کو چھوڑ دیا اور رفع یدین کی روایت کو اپنا لیا لیکن اس پر بھی مکمل عامل نہ ہوئے یعنی بوقت سجدہ رفع یدین کے منکر ہیں بلکہ اس کو خلاف سنت سمجھتے ہیں۔

اگر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث رفع یدین پر ہی عمل کرنا ہے تو پھر پوری حدیث پر عمل کرو یعنی سجدوں کے وقت بھی رفع یدین کیا کرو یا پھر احناف کی طرح کرو کہ کسی حدیث کا انکار نہ ہو یعنی رفع یدین کی روایات منسوخ ہیں اور ترک پر عمل ہے۔

ناظرین گرامی! آپ کو یاد ہوگا کہ ابو داؤد کی رفع یدین کی روایات کے جوابات شروع تھے جن میں سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایات کے جوابات ہو چکے ہیں۔ اب حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت عرض کیا جاتا ہے ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

امام ابو داؤد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

حدثنا قتیبة بن سعیدنا ابن لهیعة عن ابی هبیرة عن میمون المکی انه رای عبدالله بن الزبیر وصلی بهم یشیر بکفیه حین یقوم و حین یرکع و حین یسجدو حین ینهض للقیام فیقوم فیشیر بیدیه فانطلقت الی ابن عباس فقلت انی رایت ابن الزبیر صلی صلوٰة لم

ار احد یصلیها فوصفت له هذه الاشارة فقال ان احببت ان تنظر الی صلوٰة رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فاقتد بصلوٰة عبدالله بن الزبیر۔ (ابو داؤد شریف 1 ص115 مطبوعہ حقانیہ ملتان)

(ابو داؤد مترجم 1 ص300 مطبوعہ فرید بک سٹال لاہور)

ترجمہ: ابو هبیرہ نے میمون مکی سے روایت کی ہے کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا اور ان کے ساتھ نماز پڑھی تو وہ اپنی ہتھیلیوں سے اشارہ کرتے جب کھڑے ہوتے جب رکوع کرتے جب سجدہ کرتے اور جب کھڑے ہونے لگتے جب وہ کھڑے ہو جاتے تو اپنے ہاتھوں سے اشارہ کرتے پس میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا کہ میں نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس طرح نماز پڑھتے دیکھا ہے کہ کسی دوسرے کو اس طرح پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا اور انہیں ان اشاروں کے متعلق بتایا۔ انہوں نے فرمایا کہ اگر تم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز دیکھنا چاہتے ہو تو عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسی نماز پڑھو۔

ناظرین گرامی! یہ حدیث ہے ابو داؤد کی جس کی بنا پر حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی رفع یدین کرنے والوں میں سے شمار کیا جاتا ہے۔ لیکن یقین جانیے کہ یہ روایت نہ تو غیر مقلدین وہابیہ کے موافق ہے نہ ہی اس پر ان کا عمل ہے اور نہ ہی اس کی سند صحیح ہے۔ اب ترتیب وار اس کے جوابات حاضر خدمت ہیں۔

پہلا جواب:

اس کا یہ ہے کہ یہ روایت غیر مقلدین حضرات کے اپنے موقف کے ہی

خلاف ہے، غیر مقلدین وہابیہ سجدوں کے وقت اور سجدوں سے سر اُٹھاتے وقت رفع یدین کے سخت منکر ہیں اور اس روایت میں سجدوں کی رفع یدین واضح طور پر موجود ہے جس کے وہابیہ منکر ہیں بڑی عجیب بات ہے کہ جس روایت کو اپنی دلیل میں بچارے غیر مقلد شمار کرتے ہیں وہ خود ان کے اپنے موقف کے خلاف ہے۔

جب اس حدیث میں غیر مقلدین کا موقف ہی نہیں ہے بلکہ یہ روایت تو بخاری کی روایت کے خلاف ہے کہ بخاری میں سجدوں کی رفع یدین کی نفی ہے اور ابوداؤد کی اس روایت میں سجدوں کی رفع یدین کا اثبات ہے اگر غیر مقلدین اس پر عمل کرتے ہیں تو بخاری کی روایت کا انکار لازم آتا ہے اگر بخاری کی روایت پر عمل ہے تو پھر اس کا انکار لازم۔ الغرض یہ حدیث تو غیر مقلدین کے اپنے خلاف ہے نہ کہ یہ ان کی دلیل ہے۔

فائدہ:

غیر مقلدین وہابیہ جب رفع یدین کرنے والے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا شمار کرتے ہیں تو ان میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی شمار کرتے ہیں جہاں تک میری ناقص معلومات ہیں اس کے مطابق حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کوئی حدیث ایسی نہیں جس میں رکوع کی رفع یدین اور تیسری رکعت کی ابتدا میں رفع یدین کا ذکر ہو اور سجدے کی رفع یدین کا ذکر نہ ہو۔ یعنی حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو بھی رفع یدین رکوع والی حدیث مروی ہے اس میں سجدے کی رفع یدین ضرور ہے۔ جس کے وہابیہ منکر ہیں تو جب عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کوئی حدیث بھی وہابیہ کے موافق نہیں ہے تو پھر ان کو قائلین رفع یدین میں شمار کرنا بڑا عجیب ہے۔

اس روایت کا دوسرا جواب:

یہ ہے کہ اس کی سند میں ابن لھیعہ راوی ہے جو کہ سخت ضعیف منکر الحدیث بلکہ متروک الحدیث ہے ملاحظہ فرمائیں۔

علامہ ذھبی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ **قال ابن معین ضعیف لا یحتج بہ۔** ابن معین نے فرمایا کہ یہ راوی ضعیف ہے اور اس سے دلیل نہ پکڑی جائے۔

عن یحیی بن سعید انہ کان لا یراہ شیئا۔

امام یحیٰی بن سعید اس کو کچھ نہیں سمجھتے تھے۔

ابن المدینی عن ابن مھدی قال لا احمل عن ابن لھیعۃ شیئا۔

ابن المدینی نے ابن مھدی سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں ابن لھیعہ سے کوئی چیز نہیں اٹھاتا۔ (یعنی کچھ روایت نہیں کرتا)

احمد بن محمد الحضرمی نے کہا کہ میں نے ابن معین سے ابن لھیعہ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ **لیس بقوی** کہ یہ راوی قوی نہیں ہے۔

قال النسائی۔ ضعیف: امام نسائی نے کہا کہ یہ راوی ضعیف ہے۔

قال ابوزرعۃ و ابو حاتم. امرہ مضطرب۔ ابوزرعہ اور ابوحاتم نے کہا کہ اس کی حدیث مضطرب ہے۔ **قال الجوزقانی لا نور علی حدیثہ ولا ینبغی ان یحتج بہ۔** جوزقانی نے کہا کہ اس کی حدیث بے نور ہے اور کسی کے لائق نہیں کہ اس کے ساتھ دلیل پکڑے۔

(ملخصاً میزان الاعتدال 2 ص 475 تا 477)

اسی طرح تہذیب التہذیب کتاب الضعفاء لابن الجوزی۔ کتاب الضعفآ کبیر عقیلی کی اور بہت سی کتب میں ابن لھیعہ کو ناقابل احتجاج ضعیف الحدیث

مضطرب الحدیث بیان کیا گیا ہے تو ایسے راوی کی روایت کیسے حجت ہو سکتی ہے۔معلوم ہوا کہ یہ روایت بھی انتہائی درجہ کی ضعیف ترین روایت ہے جو کہ قابل استدلال نہیں۔

اس کا تیسرا جواب یہ:

یہ ہے کہ ثقہ سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صرف افتتاح رفع یدین کی روایت ثابت ہے ملاحظہ فرمائیں کہ حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ کے استاذ الحدیث امام المحدثین سیدنا امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ اپنی سند کے ساتھ یہ روایت بیان فرماتے ہیں۔

حدیث:

حدثنا عبدالله حدثني ابي ثنا عبدالقدوس بن بكر بن خنيس قال انا حجاج عن عامر بن عبدالله بن الزبير عن ابيه قال رأيت رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم اذا افتتح الصلوٰة فرفع يديه حتى يحاذى بهما اذنيه قال قرئ عن سفيان وانا شاهد سمعت ابن عجلان و زياد بن سعد عن عامر بن عبدالله عن ابيه قال رأيت النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم هكذا وعقد ابن الزبير۔ (مسند امام احمد 3 ص 466)

اس روایت کا مفہوم یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے جب نماز شروع کی تو رفع یدین کیا کانوں تک۔

ناظرین گرامی! اس صحیح السند حدیث میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسئلہ رفع یدین بیان کیا ہے کیونکہ رفع یدین صرف ابتداء ہی میں

ہے اس لئے جناب عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صرف ابتداء میں رفع یدین ہی بیان کیا ہے اگر رکوع اور بعد رکوع اور تیسری رکعت کی ابتدا میں رفع یدین ہوتا تو آپ وہ بھی بیان کرتے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ مسئلہ رفع یدین بیان کریں مکمل بیان نہ کریں۔تو معلوم ہو گیا کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو صحیح السند روایت ہے اس میں بس افتتاح صلوٰۃ کے وقت ہی رفع یدین ہے۔جس پر سب کا اتفاق و عمل ہے۔ بلکہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک روایت نماز میں رفع یدین کی ممانعت کی بھی موجود ہے۔غیر مقلد مولوی عبدالرحمٰن مبارک پوری نے تحفہ الاحوذی 2 ص 123 پر طبرانی کے حوالہ سے یہ حدیث بیان کی ہے جس میں آپ نے یعنی حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز میں رفع یدین کرنے سے منع کیا ہے ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث:

ان عبدالله بن الزبير راى رجلا رافعا يديه يدعو قبل ان يفرغ من صلاته فلما فرغ منها قال ان رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم لم يكن يرفع يديه حتى يفرغ من صلاته وراه الطبراني ورجاله ثقات۔ (المعجم الكبير جلد 13 ص 102)

(تحفہ الاحوذی 2 ص 123 مطبوعہ بیروت لبنان)

امام ابن کثیر اس حدیث کی سند کے بارے ارشاد فرماتے ہیں۔"رواه الطبرانی عن ابی کامل الجحدری عن الفضل بن سلیمان عنه به"۔

(جامع المسانید والسنن لابن کثیر جلد 7 ص 526)

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس

آدمی کو دیکھا جو کہ رفع یدین کر کے دعا کر رہا تھا نماز سے فارغ ہونے سے قبل۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رفع یدین نہیں کرتے تھے حتی کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی نماز سے فارغ ہو جاتے۔ روایت کیا اس کو طبرانی نے اور اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

اسی روایت کو مبارک پوری نے تحفۃ الاحوذی 2 ص 211 مطبوعہ لبنان پر بھی ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا ہے ملاحظہ فرمائیں۔

عن محمد بن یحییٰ الا سلمی قال رایت عبداللہ بن الزبیر، ورای رجلا رافعا یدیہ قبل ان یفرغ من صلاتہ، فلما فرغ منھا قال ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لم یکن یرفع یدیہ حتی یفرغ من صلاتہ قال رجالہ ثقات۔

(تحفہ الاحوذی 2 ص 221 مطبوعہ بیروت لبنان)

خلاصہ اس کا یہ ہے کہ جناب محمد بن یحیٰ اسلمی فرماتے ہیں کہ جناب عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک آدمی کو دیکھا جو کہ رفع یدین کر رہا تھا نماز سے فارغ ہونے سے قبل جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رفع یدین نہیں کرتے تھے حتی کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہو جاتے۔ اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

ناظرین گرامی! اس روایت میں بالکل واضح طور پر یہ بات موجود ہے کہ جو آدمی اپنی نماز میں قبل از فراغت رفع یدین کر رہا تھا حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو رفع یدین کرنے سے منع کیا اور ساتھ یہ دلیل بھی دی

کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز میں رفع یدین نہیں کرتے تھے حتی کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہو جاتے۔

اس پر ایک اعتراض:

یہ ہے کہ اس روایت میں رفع یدین کی ممانعت تو ہے لیکن اس میں رکوع اور بعد رکوع اور تیسری رکعت کی ابتدا کی رفع یدین کا ذکر نہیں ہے اس لئے اس روایت کو رکوع والی رفع یدین کی ممانعت کی دلیل بنانا درست نہیں ہے۔

اس اعتراض کا جواب:

یہ ہے کہ جناب ہم صرف رکوع اور بعد رکوع کی ہی بات نہیں کرتے بلکہ ہم ساری نماز کی بات کرتے ہیں کہ نماز شروع کر لینے کے بعد سلام تک رفع یدین کرنا اس کی ممانعت ہے چاہے وہ رفع یدین رکوع کے وقت ہو یا رکوع کے بعد ہو یا سجدہ کے وقت ہو یا سجدہ سے سر اُٹھانے کے بعد ہو یا دوسجدوں کے درمیان ہو یا عند التشھد ہو غرض یہ کہ اس سے ساری نماز میں رفع یدین کی ممانعت موجود ہے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہی تو فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رفع یدین نہ کرتے تھے حتی کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہو جاتے۔

اگر آپ رکوع کا نام لیتے تو صرف رکوع کا رفع یدین منع ہوتا اگر سجدے کا نام لیتے تو صرف سجدے کا رفع یدین منع ہوتا آپ نے ساری نماز کی بات کی ہے تا کہ یہ الفاظ اپنے عموم میں ساری نماز کو شامل رہیں جیسا کہ ایک ضابطہ بھی ہے کہ العبرۃ بعموم اللفظ۔ (الدرایہ 1 ص 157) کہ اعتبار الفاظ کے عموم کا ہوتا ہے۔ تو یہ اپنے عموم کی وجہ سے ساری نماز کو شامل ہے جس میں

رکوع اور بعد رکوع اور تیسری رکعت کی ابتداء کا رفع یدین ضرور شامل ہے لہٰذا اس رفع یدین کی ممانعت واضح ہے۔

تو ناظرین گرامی قدر! اس ساری گفتگو سے واضح ہو گیا کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رفع یدین عند الرکوع اور بعد رکوع والی روایت ضعیف ناقابل احتجاج ہے بلکہ اس کے خلاف آپ سے ترک رفع یدین واضح ہو گیا جیسا کہ ابھی تفصیل گزری ہے۔

اب حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث رفع یدین والی بروایت ابوداؤد ذکر ہوتی ہے تفصیلاً ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث:

امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ: حدثنا قتیبة بن سعید و محمد بن ابان المعنی قالانا النضر بن کثیر یعنی السعدی قال صلی الیٰ جنبی عبداللہ بن طاؤس فی مسجد الخیف فکان اذا سجدا السجدة الاولیٰ فرفع راسه منها رفع یدیه تلقاء وجهه فانکرت ذلک فقلت لوهیب بن خالد فقال له وهیب بن خالد تصنع شیئالم ارا احدا یصنعه فقال ابن طاؤس رایت ابی یصنعه وقال ابی انی رایت ابن عباس یصنعه ولا اعلم الا انه قال کان النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یصنعه۔

(ابوداؤد شریف 1 ص 115 مطبوعہ مکتبہ حقانیہ ملتان)

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ: نضر بن کثیر سعدی نے کہا کہ میرے پہلو میں عبداللہ بن طاؤس نے مسجد خیف میں نماز پڑھی جب انہوں نے پہلا سجدہ کرنے کے بعد سر اُٹھایا تو رفع یدین کیا اپنے چہرے کے برابر میں نے اس کا انکار کیا اور

میں نے یہ بات وھیب بن خالد کو کہی تو وھب بن خالد نے عبداللہ بن طاؤس کو کہا کہ آپ نے ایسا کام کیا ہے اس طرح تو کوئی بھی نہیں کرتا۔ تو عبداللہ بن طاؤس نے کہا کہ میں نے اس طرح کرتے ہوئے اپنے والد طاؤس کو دیکھا ہے اور طاؤس نے کہا کہ میں نے اس طرح کرتے ہوئے حضرت عبداللہ بن عباس کو دیکھا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس نے فرمایا کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس طرح کرتے تھے۔

ناظرین گرامی! یہ روایت ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جس کی بنا پر غیر مقلدین وہابیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی قائلین رفع یدین میں سے شمار کرتے ہیں لیکن یقین سے جان لیں کہ یہ روایت نہ تو صحیح السند ہے نہ ہی غیر مقلدین وہابیہ کے موافق۔ جب یہ روایت ہی ثابت نہیں تو پھر اس کی بنا پر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رکوع کی رفع یدین کرنے والوں میں سے شمار کرنا بھی غلط ہوگا۔ بلکہ آپ تفصیل سے پڑھیں گے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بسند جید رفع یدین کی ممانعت کی حدیث موجود ہے۔ اب تفصیل حاضر خدمت ہے۔

اس کا پہلا جواب:

یہ ہے کہ یہ روایت وہابیہ کے موافق نہیں بلکہ ان کے خلاف ہے کیونکہ اس روایت میں پہلے سجدہ سے سر اُٹھانے کے بعد رفع یدین کا ذکر موجود ہے اور وہابی اس کے منکر ہیں ثابت ہوا کہ یہ حدیث وہابیہ کے خلاف ہے تو جو حدیث خود ان کے اپنے خلاف ہے اس کی بنا پر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قائلین رفع یدین میں سے شمار کرنا کتنی غلط بات ہے اور کتنا بڑا فریب ہے۔

اس کا دوسرا جواب:

یہ ہے کہ اس کی سند میں ایک راوی نضر بن کثیر سعدی ہے جو کہ سخت ضعیف ہے اس لئے یہ روایت انتہائی ضعیف۔ معلول ہے یہ کیونکر حجت ہو سکتی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔ علامہ ذھبی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

قال ابو حاتم فیہ نظر وقال ابن حبان یروی الموضوعات عن الثقات قال البخاری عندہ مناکیر ۔ (میزان الاعتدال 4 ص 262 مطبوعہ مکتبہ الاثریہ سانگلہ ہل) ابو حاتم نے کہا کہ اس میں نظر ہے (یعنی یہ ضعیف ہے)

امام ابن حبان نے کہا کہ یہ راوی ثقہ راویوں سے من گھڑت روایات بیان کرتا ہے۔ حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ اس کے پاس منکر روایات ہیں۔ امام ذھبی علیہ الرحمہ نے تقریباً یہی کچھ المغنی فی الضعفآء میں کہا ہے۔ (سوائے قول بخاری کے)۔

(المغنی فی الضعفآء 2 ص 460 مطبوعہ بیروت لبنان)

علامہ ابن الجوزی علیہ الرحمہ نے اس کے متعلق فرمایا ہے۔

قال ابن حبان یروی الموضوعات عن الثقات لایجوز الاحتجاج بہ دجال۔ کہا ابن حبان نے کہ یہ راوی ثقہ راویوں سے من گھڑت جعلی روایات بیان کرتا ہے۔ اس کے ساتھ دلیل پکڑنا جائز نہیں ہے یہ راوی دجال ہے۔

(کتاب الضعفآء والمتروکین لابن الجوزی 3 ص 162 مطبوعہ مکتہ المکرمہ)

حافظ الدنیا علامہ ابن حجر علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ العابد، ضعیف، تقریب التہذیب 2 ص 247 مطبوعہ قدیمی کتب خانہ۔ عبادت گزار ہے لیکن ضعیف

ہے۔ اس تمام گفتگو سے معلوم ہوگیا کہ یہ روایت نا قابل احتجاج ہے سخت معلول ہے تو جب یہ روایت اس قابل ہی نہیں کہ اس کو استدلال میں پیش کیا جا سکے تو پھر اسے رفع یدین کی روایات میں تعداد بڑھانے کے لئے درج کرتے رہنا مناسب نہیں ہے۔ تو یہ روایت ثابت نہ ہوئی تو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قائلین رفع یدین میں شمار کرنا بھی درست نہ رہا۔ اس گفتگو پر ایک اعتراض اور اس کا جواب۔

اس پر ایک اعتراض:

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک یہی روایت ہی نہیں بلکہ اور روایات بھی ہیں جن کی بنا پر انہیں رفع یدین کرنے والوں میں سے شمار کیا جاتا ہے مثلاً امام بخاری علیہ الرحمہ نے جزٔ رفع یدین ص 15 پر یہ حدیث درج فرمائی ہے۔ ابوحمزہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا رفع یدین کرتے تھے جب تکبیر کہتے اور جب رکوع سے سر اُٹھاتے تو ثابت ہوگیا کہ جناب ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ رفع یدین کرنے والوں سے ہیں۔

اس اعتراض کا جواب:

یہ ہے کہ اس اثر کی سند بھی انتہائی ضعیف ہے اور یہ اثر بھی نا قابل احتجاج ہے اس کی تفصیل حاضر خدمت ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اس میں غیر مقلدین کا مکمل موقف ہی نہیں ہے تو پھر اسے پیش کرنا چہ معنی دارد۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس کی سند میں ایک راوی ابوحمزہ ہے جو کہ سخت ضعیف ہے ملاحظہ فرمائیں۔ امام ذھبی علیہ الرحمہ اس راوی کے متعلق تفصیل کرتے ہیں۔ ابو حمزہ عمران بن ابی عطار اسدی القصاب حدث عن ابن عباس. قال

ابوزرعة لین وقال العقیلی لا یتابع علی حدیثه قال ابو حاتم والنسائی لیس بقوی۔ ملخصاً۔ (میزان الاعتدال 3 ص 239)

ابوزرعہ نے کہا یہ راوی کمزور ہے۔ عقیلی نے کہا اس کی متابعت نہیں کی جاتی۔ ابو حاتم اور نسائی نے کہا کہ یہ راوی قوی نہیں ہے۔ علامہ ابن حجر علیہ الرحمہ نے اس راوی کے متعلق فرمایا ہے۔

صدوق له اوهام۔ (تقریب التہذیب 1 ص 752 مطبوعہ قدیمی کتب خانہ آلام باغ) ہے سچا لیکن اس کے بہت سے وھم ہیں۔

اس اثر میں دوسرا راوی ہے۔ ھیشم۔ یہ اگرچہ فی نفسہ ثقہ صدوق ہیں مگر یہ مدلس ہیں۔ تدلس کیا کرتے تھے دیکھئے علامہ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ وقال العجلی هیشم واسطی ثقة وکان یدلس۔

امام عجلی نے فرمایا کہ ہیشم ثقہ ہے لیکن تدلس کرتا تھا۔

وقال ابن سعد کان ثقة کثیر الحدیث ثبتا یدلس کثیرا فما قال فی حدیثه انا فهو حجة ومالم یقل فلیس بشی۔

(تہذیب التہذیب 6 ص 42 مطبوعہ بیروت لبنان)

علامہ ابن سعد نے کہا کہ یہ راوی ثقہ کثیر الحدیث ثبت ہے لیکن نسبتاً زیادہ تدلیس کرتا تھا۔ جب یہ کہے کہ مجھے خبر دی تو یہ حجت ہے اور یہ نہ کہے تو یہ راوی کچھ بھی نہیں ہے۔

علامہ ابن سعد کی گفتگو سے واضح ہوگیا کہ جب یہ اخبرنا کہے تو حجت ہے اس روایت میں اس نے عن سے روایت کی ہے لہٰذا یہ اثر حجت نہیں ہے۔

یہ طے شدہ قاعدہ ہے کہ مدلس جب عن سے روایت کرے تو اس کی روایت حجت نہیں ہوتی۔ علامہ نووی علیہ الرحمہ نے فرمایا۔ المدلس اذا روی

معنعنة لا یحتج به۔ (شرح مسلم نووی 1 ص 172) کہ جب مدلس عن سے روایت کرے تو وہ روایت قابل احتجاج نہیں ہوتی۔ پس معلوم ہوگیا کہ یہ اثر بھی ناقابل احتجاج ہے انتہائی درجہ کا معلول مجروح ہے۔ اس مجروح معلول اثر کی بنا پر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رفع یدین کرنے والوں سے شمار کرنا صحیح نہ ہوا۔

ایک اور اعتراض:

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے ایک اور اثر جزء رفع یدین میں بیان کیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ رکوع کی رفع یدین کے قائلین میں سے تھے۔ ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے فرمایا۔

حدثنا مالک بن اسماعیل ثنا شریک عن لیث عن عطاء قال رایت ابن عباس و ابن الزبیر وابا سعید و جابرا رضی الله تعالیٰ عنهم. یرفعون ایدیهم اذا افتتحوا الصلوٰة واذا رکعوا۔

(جزء رفع یدین ص 14)

ترجمہ: جناب عطاء سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رفع یدین کرتے تھے جب نماز شروع کرتے اور جب رکوع کرتے۔

ثابت ہوگیا کہ حضرت ابوسعید، حضرت جابر، حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی رفع یدین کرنے

والے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے تھے۔ لہٰذا ان کو قائلین رفع یدین میں سے شمار کرنا درست ہے۔

اس اعتراض کا جواب:

یہ ہے کہ جناب اس اثر کی سند بھی صحیح نہیں ہے بلکہ سخت ضعیف ہے اس کی تفصیل حاضر خدمت ہے۔ پہلی بات تو یہ کہ یہ اثر غیر مقلدین کو نافع نہیں کیونکہ اس میں غیر مقلدوں کا مکمل موقف ہی نہیں ہے تو پھر اسے پیش کرنا مناسب بھی نہیں ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس اثر کی سند میں ایک راوی لیث ہے جو کہ سخت ضعیف اور نا قابل احتجاج ہے۔

علامہ ذھبی علیہ الرحمہ میزان الاعتدال میں فرماتے ہیں کہ: **لیث بن ابی سلیم. قال احمد مضطرب الحدیث قال یحیی والنسائی، ضعیف. قال ابن حبان اختلط فی آخر عمرہ. قال مومل بن الفضل سالت عیسی بن یونس عن لیث فقال قدرایتہ و کان قداختلط۔**

(میزان الاعتدال 3 ص 421)

امام احمد نے فرمایا یہ راوی مضطرب الحدیث ہے۔ امام یحیٰی اور نسائی نے کہا کہ یہ راوی ضعیف ہے۔ ابن حبان نے کہا کہ آخر عمر میں اس کا (حافظہ خراب ہونے کی وجہ سے) اسے اختلاط ہو گیا۔ مول بن فضل نے کہا کہ میں نے اسے دیکھا ہے یہ مختلط ہے۔

پس ثابت ہو گیا کہ یہ اثر بھی نا قابل احتجاج۔ سخت مجروح ہے جس طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رفع یدین کرنے والوں سے شمار کرنا غلط ٹھہرا۔ اسی طرح حضرت ابن زبیر، حضرت ابو سعید، حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ

عنہم کو بھی رفع یدین شمار کرنے والوں سے شمار کرنا غلط ٹھہرا بلکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً بسند جید رفع یدین کی ممانعت کی حدیث موجود ہے سوائے افتتاح صلوٰۃ کے۔

پہلے جناب ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قرآن کی ایک آیت کی تفسیر ملاحظہ کر لیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

الذین ھم فی صلوتھم خشعون۔ پ 18 سورۃ المومنون آیت نمبر 2

ترجمہ: جو اپنی نماز میں گڑگڑاتے ہیں۔

اس کی تفسیر میں جناب ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا۔ **مخبتون متواضعون لا یلتفتون یمینا ولا شمالا، لایرفعون ایدیھم فی الصلوٰۃ۔** (تفسیر ابن عباس ص 359)

ترجمہ: عاجزی وانکساری کرنے والے جو دائیں اور بائیں نہیں دیکھتے اور نہ وہ اپنی نماز میں رفع یدین کرتے ہیں۔

نوٹ: یہ یاد رکھیں کہ فی الصلوٰۃ کے الفاظ ساری نماز کو شامل ہیں جو کہ رکوع اور بعد رکوع وغیرہ کو ضرور شامل ہے۔

تو جب ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رفع یدین کی ممانعت موجود ہے تو پھر آپ کو رفع یدین ترک کرنے والوں میں سے شمار کرنا چاہیے جیسا کہ ثابت بھی یہی ہے۔ اسی طرح اس آیت کی تفسیر حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ سے بھی مروی ہے ملاحظہ ہو۔ امام محدث فقیہ علامہ ابولیث سمرقندی علیہ الرحمہ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا۔ **خاشعون الذین لا یرفعون ایدیھم فی الصلوٰۃ الافی التکبیرۃ الاولیٰ۔** (تفسیر سمرقندی 2 ص 408 مطبوعہ عرب)

ترجمہ: آپ نے فرمایا کہ: عاجزی کرنے والے وہ لوگ جو نماز میں رفع یدین نہیں کرتے سوائے تکبیر افتتاح کے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ نے بھی اس آیت سے رفع یدین ممنوع سمجھا ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

اب حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوع حدیث جو کہ بسند جید ہے ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث شریف:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لا ترفع الایدی الا فی سبع مواطن حین تفتتح الصلوٰۃ و حین یدخل مسجد الحرام فینظر الی البیت وحین یقوم علی الصفا و حین یقوم علی المروۃ وحین یقف مع الناس عشیۃعرفۃ وبجمع والمقامین حین یرمی الجمرۃ۔ (معجم طبرانی کبیر 11 ص304-305)

ترجمہ: رفع یدین نہ کیا جائے مگر سات مقامات میں جب نماز شروع کی جائے اور جب مسجد حرام میں داخل ہوتے ہوئے بیت اللہ پر نظر پڑے اور جب صفا اور مروہ پہاڑی پر کھڑا ہو اور عرفہ میں بعد زوال جب لوگوں کے ساتھ وقوف کرے اور مزدلفہ میں وقوف کے وقت اور جمرتین کی رمی کرتے وقت۔

اس حدیث کے متعلق غیر مقلدین کا علامہ محدث نواب صدیق حسن خان بھوپالی اپنی کتاب نزل الابرار ص 44 پر کہتے ہیں۔ **من حدیث ابن عباس بسند جید۔** کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس حدیث کی سند جید یعنی بڑی عمدہ ہے۔

اس حدیث کے متعلق علامہ امام محدث شیخ عزیزی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں حدیث صحیح: السراج المنیر شرح جامع صغیر 2 ص 258

شیخ عزیزی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

ثابت ہوا کہ یہ حدیث صحیح ہے اس کی سند جید ہے اور اس حدیث میں جناب ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ نے نماز میں رفع یدین کی نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ممانعت روایت کی ہے سوائے تکبیر افتتاح کے۔ پس ثابت ہوگیا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک ترک رفع یدین ثابت ہے۔

سطور بالا میں تو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوع حدیث نقل ہوئی اب جناب ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنا فتویٰ بھی ملاحظہ فرمالیں۔

ابن عباس کا فرمان:

جناب امام بخاری ومسلم نسائی ابوداؤد کے استاذ الحدیث جناب امام ابن ابی شیبہ علیہ الرحمہ اپنے مصنف میں سند ثقہ کے ساتھ یہ روایت لائے ہیں۔

حدثنا ابن فضیل عن عطاء عن سعید بن جبیر عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال لا ترفع الایدی الا فی سبع مواطن واذا قام الی الصلوٰۃ واذا رای البیت وعلی الصفا و المروۃ وفی عرفات وفی جمع وعند الجمار۔ (مصنف ابن ابی شیبہ 1 ص235)

ترجمہ: بحذف سند: جناب سعید بن جبیر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا۔ رفع یدین نہ کیا جائے سوائے سات مقام کے نماز شروع کرتے وقت اور بیت اللہ کی زیارت کے وقت اور صفا پہاڑی

پر اور وقوف عرفہ کے وقت اور مزدلفہ کے وقت اور رمی جمار کے وقت۔

(امام الوہابیہ ابن قیم نے اس موقوف حدیث کو صحیح کہا ہے۔ دیکھئے المنار المنیف ص138 مطبوعہ بیروت)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے فرمان سے ثابت کر دیا کہ نماز شروع کرتے وقت رفع یدین کرنا چاہیے اس کے علاوہ نہیں کرنا چاہیے۔

اس پر ایک اعتراض:

آپ نے جو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فتویٰ نقل کیا ہے اور اس سے رفع یدین کی ممانعت پر دلیل قائم کی ہے سوائے تکبیر افتتاح کے۔ کیا اس سے قبل بھی کسی نامور محدث مسلم شخصیت نے اس حدیث سے تکبیر افتتاح کے سوا میں رفع یدین کی ممانعت پر دلیل پکڑی ہے؟ یا یہ صرف آپ کا ہی استدلال ہے

اس اعتراض کا جواب:

ہاں جناب دیکھئے حضرت امام بخاری و مسلم و ابوداؤد ونسائی و ابن ماجہ کے استاذ الحدیث جو کہ ثقہ صدوق محدث کبیر ہیں انہوں نے اس حدیث کو اس باب میں نقل کیا ہے۔ من كان يرفع يديه فى اول تكبيرة ثم لا يعود۔

(مصنف ابن ابی شیبہ 1 ص 236)

یعنی باب جس نے رفع یدین پہلی تکبیر میں کیا پھر دوبارہ نہیں کیا۔ امام ابن ابی شیبہ نے اس باب میں اس حدیث کو درج فرما کر واضح کر دیا کہ حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں تکبیر افتتاح کے بغیر نماز میں رفع یدین کرنے کی ممانعت موجود ہے۔ (فافهم و تدبر ولا تكن من المتعصبين)

تو ثابت ہو گیا کہ ابو داؤد اور جزء رفع یدین بخاری میں جو ابن عباس

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رفع یدین منقول ہے وہ درست نہیں بلکہ آپ سے سند جید کے ساتھ مرفوعاً اور سند صحیح کے ساتھ موقوفاً ترک رفع یدین ثابت ہے جیسا کہ ابھی تفصیل گزری ہے۔ ناظرین گرامی قدر! آپ کو یاد ہوگا کہ ابوداؤد کی رفع یدین کی حدیثوں کے جوابات شروع تھے اب ابوداؤد کی وہ حدیث پیش کی جاتی ہے جس کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بطریق مرفوع روایت کیا گیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

امام ابوداؤد فرماتے ہیں۔

حدثنا الحسن بن على نا سليمان بن داؤد الهاشمى نا عبدالرحمن بن ابى الزناد عن موسى بن عقبة عن عبدالله بن الفضل بن ربيعة بن الحارث بن عبدالمطلب عن عبدالرحمن الا عرج عن عبيد الله بن ابى رافع عن على بن ابى طالب عن رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم . انه كان اذا قام الى الصلوة المكتوبة كبرورفع يديه حذو منكبيه ويصنع مثل ذلك اذا قضى قرأته وارا دان يركع ويصنعه اذا رفع من الركوع ولا يرفع يديه فى شى من صلاته وهو قاعد واذا قام من السجدتين رفع يديه كذلك و كبر.

(ابوداؤد شریف 1 ص116 مطبوعہ مکتبہ حقانیہ ملتان)

(ابوداؤد مترجم 1 ص302 مطبوعہ فرید بک سٹال لاہور)

ترجمہ: عبید اللہ بن ابو رافع نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب فرض نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو

تکبیر کہتے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو کندھوں تک اُٹھاتے اور جب قرأت سے فارغ ہوتے تو اسی طرح کرتے جبکہ رکوع کا ارادہ کرتے اور جب رکوع سے اُٹھتے اور نماز میں کسی اور جگہ پر نہ اٹھاتے جبکہ بیٹھے ہوئے ہوتے اور جب سجدوں سے کھڑے ہوتے تو اسی طرح دونوں ہاتھوں کو اُٹھاتے اور تکبیر کہتے۔

اس کا پہلا جواب:

یہ ہے کہ غیر مقلدین کے اپنے ہی خلاف ہے کیونکہ اس میں دو سجدوں سے کھڑے ہو کر بھی رفع یدین کرنے کا ذکر ہے جس کے غیر مقلدین خود منکر ہیں جب یہ روایت خود ان کے اپنے ہی خلاف ہے تو اسے اپنے دلائل میں بھرتی کرنا سوائے دھوکہ دہی کے اور کیا ہوسکتا ہے یا تو پھر غیر مقلدین کو چاہیے کہ خود بھی اس حدیث پر عمل کریں اور ہر رکعت میں دو سجدوں سے کھڑے ہوتے وقت رفع یدین شروع کردیں اور جو نمازیں اس رفع یدین (یعنی دو سجدوں سے کھڑے ہو کر کرنا) کے بغیر آج ادا کر چکے ہیں وہ ساری نمازیں دوبارہ پڑھیں مگر غیر مقلدین کبھی ایسا نہ کریں گے۔ ہاں ان واضح الفاظ کی غلط تاویل ضرور کریں گے اور سجدتین کو رکعتیں بنانے کی کوشش کرتے ہیں مگر لا حاصل۔

اس کا دوسرا جواب:

یہ ہے کہ اس کی سند میں ایک راوی ہے عبدالرحمٰن بن ابی زناد۔ یہ مجروح ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ اس راوی کے متعلق فرماتے ہیں۔ صدوق تغیر حفظه ۔ (تقریب التہذیب 1 ص 569) ہے سچا مگر اس کا حافظہ خراب ہو گیا تھا۔ اس خراب حافظے والے کی روایت کیونکر حجت ہوسکتی ہے۔ علامہ ابن جوزی اس کے متعلق لکھتے ہیں۔

كان ابن مهدى لا يحدث عنه ۔ کہ ابن مہدی اس سے حدیث بیان نہیں کرتے تھے۔ وقال احمد مضطرب الحديث ۔ امام احمد نے فرمایا کہ اس کی حدیث میں اضطراب ہے۔ وقال النسائی ضعيف ۔ امام نسائی نے فرمایا کہ یہ راوی ضعیف ہے۔ وقال يحيى، والرازی، لا يحتج به ۔ امام یحیٰی اور رازی نے کہا کہ اس کے ساتھ دلیل نہ پکڑی جائے۔ وثقه مالك ۔ اور امام مالک نے اس کی توثیق کی ہے۔

(کتب الضعفاء والمتروکین لابن الجوزی 2 ص 94 مطبوعہ مکتبۃ المکرمہ عرب)

اس گفتگو سے واضح ہو گیا کہ یہ راوی خطا کار، ضعیف الحدیث مضطرب الحدیث ہے اور اس کی حدیث حجت نہیں۔ تو پھر روایت کیسے حجت ہوسکتی ہے۔

اگر یہ اعتراض کریں کہ امام مالک علیہ الرحمہ نے اس کی توثیق کی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ جب جرح مفسر غیر مبہم ہو تو وہ توثیق پر مقدم ہوتی ہے۔ حافظہ کا خراب ہونا، مضطرب الحدیث ہونا، یہ جرح مفسر ہے جو کہ تعدیل پر مقدم ہے لہذا امام مالک علیہ الرحمہ کا اس کو ثقہ کہنا غیر مقلدین کے کام نہیں آسکتا۔

حافظ ابن حجر عسقلانی تہذیب میں لکھتے ہیں کہ:

قال ابن محرز عن يحيى بن معين ليس ممن يحتج به اصحاب الحديث ليس بشئى. وقال معاوية بن صالح وغيره عن ابن معين. ضعیف، ابن محرز نے کہا کہ یہ ان میں سے نہیں ہے جن کے ساتھ محدثین نے دلیل پکڑی ہے اور یہ راوی کوئی چیز نہیں ہے۔ معاویہ بن صالح نے ابن معین سے اس کا ضعیف ہونا بیان کیا ہے۔

وقال الدوری عن ابن معين لا يحتج بحديثه

عباس دوری نے ابن معین سے بیان کیا ہے کہ اس کی حدیث کے

ساتھ حجت نہ پکڑی جائے۔

قال صالح بن احمد عن ابیه مضطرب الحدیث.

صالح بن احمد نے اپنے باپ سے اس کا مضطرب الحدیث ہونا بیان کیا ہے۔

وقال محمد بن عثمان عن ابن المدینی. کان عند اصحابنا ضعیفا.

محمد بن عثمان نے ابن مدینی سے بیان کیا ہے کہ یہ راوی ہمارے اصحاب کے نزدیک ضعیف ہے۔ ملخصاً (تہذیب التہذیب 3 ص 359)

تو ثابت ہو گیا کہ یہ راوی ناقابل احتجاج مجروح مضطرب الحدیث ہے۔

اس کا تیسرا جواب:

یہ ہے کہ ثقہ راوی جب اس حدیث کو بیان کرتے ہیں تو اس میں رفع یدین کا ذکر نہیں کرتے بلکہ رفع یدین کے بغیر اس کو بیان کرتے ہیں ملاحظہ فرمائیں۔ امام ابوداؤد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

حدثنا عبید الله بن معاذنا ابی ناعبدالعزیز بن ابی سلمة عن عمه الماجشون بن ابی سلمة عن عبدالرحمن الاعرج عن عبید الله بن ابی رافع عن علی بن ابی طالب قال کان رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم اذا قام الی الصلوٰة کبر ثم قال وجهت وجهی للذی فطر السموٰت والارض ـ الخ (ابوداؤد شریف 1 ص 117 مطبوعہ مکتبہ حقانیہ ملتان)

ترجمہ: عبید اللہ بن ابی رافع حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تکبیر کہتے پھر یہ دعا پڑھتے۔ الخ

اس روایت میں رفع یدین کا ذکر نہیں کیونکہ اس میں عبدالرحمٰن بن ابی

زناد ضعیف راوی نہیں ہے۔ ثقہ راویوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں رفع یدین کا ذکر نہیں ہے۔

حدیث:

حضرت مطرف اور حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں صرف تکبیر کا ذکر کرتے ہیں۔ حضرت امام مسلم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

حدثنا یحیی بن یحیی و خلف بن هشام جمیعا عن حماد قال یحیی انا حماد بن زید عن غیلان بن جریر عن مطرف قال صلیت انا و عمران بن حصین خلف علی بن ابی طالب فکان اذا سجد کبر واذا رفع راسه کبر واذا نهض من الرکعتین کبز فلما انصرفنا من الصلوٰة قال اخذ عمران بیدی ثم قال لقد صلی بنا هذا صلوٰة محمد صلی الله تعالیٰ علیه وسلم۔

(مسلم شریف 1 ص 169 مطبوعہ قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی)

ترجمہ: جناب مطرف نے فرمایا کہ میں نے اور جناب عمران بن حصین نے جناب علی المرتضیٰ کے پیچھے نماز پڑھی جب آپ نے سجدہ کیا تو تکبیر کہی اور جب سجدہ سے سر اُٹھایا تو تکبیر کہی اور جب دو رکعتوں سے کھڑے ہوئے ہو تو تکبیر کہی جب ہم نماز سے فارغ ہوئے تو جناب عمران نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا کہ جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز پڑھائی ہے۔

ناظرین گرامی قدر! یہ حدیث صحیح مسلم کی حدیث ہے اس حدیث علی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں صرف تکبیر کا ہی ذکر ہے کہیں بھی رفع یدین کا ذکر نہیں ہے۔

اس کے علاوہ جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بسند ثقہ حدیث ہے کہ آپ جناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ صرف نماز شروع کرتے وقت رفع یدین کرتے تھے دوبارہ کسی جگہ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

حدیث:

امام بخاری و مسلم و ابو داؤد و نسائی اور ابن ماجہ کے استاذ الحدیث امام کبیر ابن ابی شیبہ علیہ الرحمہ اپنے مصنف میں سند ثقہ کے ساتھ یہ حدیث لائے۔

حدثنا وکیع عن ابی بکر بن عبداللہ بن قطاف النھشلی عن عاصم بن کلیب عن ابیہ ان علیا کان یرفع یدیہ اذا افتتح الصلوٰۃ ثم لا یعود.

(مصنف ابن ابی شیبہ 1 ص 236 مطبوعہ ادارۃ القرآن والعلوم السلامیہ کراچی)

ترجمہ: جناب عاصم بن کلیب اپنے باپ جناب کلیب سے روایت کرتے ہیں کہ جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رفع یدین نماز شروع کرتے وقت کرتے تھے پھر دوبارہ (کسی جگہ) رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

اس حدیث جلیل کو امام المحدثین جناب امام طحاوی علیہ الرحمہ نے بھی اپنی شہرۂ آفاق حدیث کی کتاب شرح معانی الآثار 1 ص 163 پر روایت فرمائی ہے۔ محدث بے مثال فقیہ علامہ عبدالرحمٰن بن قاسم نے مدونۃ الکبریٰ 1 ص 69 پر روایت فرمائی ہے اور مسند امام زید بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں یہی حدیث دوسری سند کے ساتھ مروی ہے۔ (مسند امام زید ص 90)

یہ حدیث پاک جو کہ ترک رفع یدین میں صریح ہے صحیح السند روایت ہے

اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ شافعی المذہب ہونے کے باوجود وہ بھی اس کے تمام راویوں کو ثقہ کہنے پر مجبور ہیں کیونکہ اس کے تمام راوی ہیں ہی ثقہ۔ ملاحظہ فرمائیں۔ علامہ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں۔

ورجالہ ثقات۔ الدرایہ فی تخریج احادیث الھدایہ 1 ص 152

اور اس کے تمام رجال ثقہ ہیں۔

علامہ زین الدین عراقی علیہ الرحمہ کے استاذ الحدیث اور علامہ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ کے دادا استاذ الحدیث محدث جلیل علامہ ابن ترکمانی علیہ بھی اس کے رجال کو ثقہ قرار دیتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں۔

ورجالہ ثقات۔ جوہر نقی علی البیہقی 2 ص 78۔ اور اس کے تمام رجال ثقہ ہیں۔

علامہ ابن ترکمانی علیہ الرحمہ جوہر نقی علی البیہقی کے 2 ص 79 پر پھر فرماتے ہیں۔ **قد تقدم تصحیح الطحاوی ذلک عن علی والسند بذلک صحیح کمامو۔**

اور اس سے قبل امام طحاوی کا اس حدیثِ علی کو صحیح کہنا گزرا ہے اور یہ سند صحیح ہے۔

اور امام محدث بے مثال فقیہ مجتہد امام محمد بن حسن شیبانی علیہ الرحمہ اپنی کتاب الحجہ 1 ص 94 پر فرماتے ہیں۔ **جآء الثبت عن علی بن ابن طالب و عبداللہ بن مسعود. انھما کانا لا یرفعان فی شی من ذلک الافی تکبیرۃ الافتتاح۔** کہ حضرت علی اور ابن مسعود سے بڑے مضبوط طریقے سے ثابت ہے کہ وہ سوائے تکبیر افتتاح کے رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

محدث اجل امام کبیر علامہ زیلعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

وھو اثر صحیح۔نصب الرایہ ص406

اور یہ اثر صحیح ہے۔

شارح حدیثِ نبوی امام علامہ محدث فقیہ علامہ بدر الدین عینی علیہ الرحمہ اس حدیث علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق فرماتے ہیں۔

حدیث عاصم بن کلیب صحیح علی شرط مسلم۔

(البنایہ فی شرح الھدایہ 2 ص 301)

عاصم بن کلیب کی حدیثِ علی مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

جب اس کی سند ثقہ ہے اور علامہ ابن حجر امام زیلعی امام طحاوی امام بدر الدین عینی علیہ الرحمہ جیسے جلیل القدر حضرات اس کو ثقہ کہنے والے بھی موجود ہیں تو پھر اس کو صحیح نہ ماننا سوائے تعصب کے اور کیا ہوسکتا ہے۔ غیر مقلدین کی حالت بھی بڑی عجیب ہے جو روایت ان کے مزاج کے خلاف ہو اگرچہ وہ کیسی ہی ثقہ صحیح السند روایت ہو۔ غیر مقلدین اس کو ضعیف ہی کہیں گے اور جو روایت ان کے موافق نظر آئے اس کی سند میں اگرچہ کذاب، دجال جیسے راوی موجود ہوں۔ اس کو صحیح مانتے ہیں دیکھئے۔ قرأت خلف الامام کے بارے میں جو غیر مقلدین حدیث عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بروایت ابو داؤد پیش کرتے ہیں اس کی سند میں محمد بن اسحاق بن یسار ایک راوی ہے۔ اگرچہ چند حضرات نے اس کو ثقہ بھی کہا ہے تاہم کثیر محدثین نے اس پر جرح مفسر کی ہے اور اس کو کذاب یعنی بڑا جھوٹا اور دجال تک قرار دیا ہے۔ لیکن اس کے باوجود غیر مقلدین حضرات اس کی روایت سے امام کے پیچھے فاتحہ کا پڑھنا فرض ثابت کرتے ہیں اور ترک رفع یدین کی یہ حدیثِ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس کی سند میں نہ کوئی کذاب و دجال ہے اور نہ ہی کوئی متھم بالکذب ہے بلکہ اس روایت کے تمام راوی ثقہ ہیں لیکن پھر بھی

غیر مقلدین حضرات اس حدیث صحیح کو ثقہ ماننے کے لئے تیار نہیں بلکہ امام دارمی اور امام بیہقی کی تقلید میں اس حدیث کو بلا دلیل ضعیف ہی کہتے ہیں حالانکہ علامہ ابن ترکمانی نے جوہر نقی میں دارمی اور بیہقی دونوں کا رد کر کے اس حدیث کو صحیح ثابت کیا ہے۔

الحاصل حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا کا نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کے بعد رکوع کی رفع یدین کے بغیر نماز پڑھنا اس بات کی دلیل ہے کہ رفع یدین متروک ہے ورنہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عمل مبارک کے خلاف نماز نہ پڑھتے واضح ہوگیا کہ نماز شروع کرتے وقت رفع یدین کرنا چاہیے اور اس کے ماسوا میں یعنی رکوع جاتے وقت رکوع سے سر اُٹھاتے وقت اور دو رکعتوں سے اُٹھتے وقت اور سجدوں کے وقت رفع یدین متروک و منسوخ ہے۔

یہاں تک ابو داؤد شریف کی رفع یدین کی تمام روایات کے جوابات مکمل ہوگئے۔ الحمد للہ رب العالمین۔

ابن ماجہ کی روایات اور ان کے جوابات:

امام ابن ماجہ نے رفع یدین کی روایات دس صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بیان کیں ہیں جن کی تفصیل یہ ہے: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عمیر بن حبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت جابر بن

عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ امام ابن ماجہ علیہ الرحمہ نے اس دس صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے رفع یدین کی روایات بیان کیں ہیں۔ ان میں سے حضرت ابن عمر، حضرت مالک بن حویرث، حضرت وائل بن حجر، حضرت ابو ہریرہ، حضرت علی، حضرت ابن عباس، حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی روایات کے جوابات گذشتہ صفحات میں گزر چکے ہیں۔ حضرت عمیر بن حبیب اور حضرت انس اور جابر بن عبداللہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی روایات کے جوابات حاضر ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث عمیر بن حبیب:

امام ابن ماجہ فرماتے ہیں۔ **حدثنا هشام بن عمار ثنا وفدة بن قضاعة النسائی ثنا الاوزاعی عن عبدالله بن عبید بن عمیر عن ابیه عن جده عمیر بن حبیب. قال کان رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یرفع یدیه مع کل تکبیرة فی الصلوٰة المکتوبة** ۔ (ابن ماجہ ص62 مطبوعہ مجتبائی لاہور، ابن ماجہ مترجم 1 ص259 مطبوعہ نئی دہلی)

ترجمہ: حضرت عبید بن حبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز فرض میں ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرتے تھے۔

اس کا پہلا جواب:

یہ ہے کہ یہ روایت ابن ماجہ کی خود غیر مقلدین وہابیہ کے اپنے خلاف ہے خود وہابیہ کا اس پر عمل نہیں کیونکہ اس روایت میں موجود ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرتے تھے۔ (یعنی نماز شروع کرتے وقت رکوع میں اور سجدہ کرتے وقت سجدہ سے سر اُٹھاتے وقت) دو سجدوں سے

کھڑے ہونے کے بعد الغرض نماز میں جتنی بار تکبیر یعنی اللہ اکبر کہا جاتا ہے اتنی بار رفع یدین کرنا اس روایت میں موجود ہے جو کہ غیر مقلدین کے خلاف ہے۔ جب یہ روایت خود ان کے اپنے ہی خلاف ہے تو پھر اس کو وہابیہ کا اپنے دلائل میں بھرتی کرنا بددیانتی نہیں تو اور کیا ہے۔

اس کا دوسرا جواب:

یہ ہے کہ اس کی سند بھی انتہائی مجروح ہے۔ اس کی سند میں ایک راوی ہے وفدہ بن قضاعہ جو کہ ناقابلِ احتجاج اور مجروح، متروک ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

قال ابو حاتم منکر الحدیث.

ابو حاتم نے کہا کہ یہ راوی منکر الحدیث ہے۔

وقال البخاری فی حدیثه بعض المناکیر لا یتابع فی حدیثه.

امام بخاری نے فرمایا کہ اس کی حدیث میں بعض منکر چیزیں ہیں اور اس کی متابعت نہیں کی جاتی۔

وقال النسائی لیس بقوی.

نسائی نے کہا کہ یہ راوی قوی نہیں ہے۔

وقال العقیلی لا یتابع علی حدیثه.

عقیلی نے کہا کہ اس کی متابعت نہیں کی جاتی۔

وقا الدارقطنی متروک.

امام دارقطنی نے کہا کہ یہ راوی متروک ہے۔

ابن حجر کہتے ہیں کہ: **قلت وقال ابن حبان کان ممن یتفرد بالمنا**

کیر عن المشاهیر لا یحتج به اذا وافق الثقات فکیف اذا انفرد بالا
شیاء المقلوبات روی عن الاوزاعی بسنده ان النبی صلی الله تعالیٰ
علیه وسلم کان یرفع یدیه فی کل خفض ورفع وهذا خبر اسناده
مقلوب و متنه منکر۔ ملخصاً۔

میں کہتا ہوں کہ ابن حبان نے کہا ہے کہ یہ راوی مشاہیر سے منکر روایات بیان کرنے میں متفرد ہے جب یہ ثقات کے موافق بیان کرے اس وقت بھی یہ حجت نہیں چہ جائیکہ جب یہ مقلوب روایات بیان کرے اس نے اوزاعی سے روایت کی ہے اپنی سند کے ساتھ کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر اونچ نیچ میں رفع یدین کرتے تھے اس کی سند مقلوب اوراس کا متن منکر ہے۔

(تہذیب التہذیب 2ص 167-168 مطبوعہ بیروت لبنان)

علامہ ذھبی علیہ الرحمہ اس کے متعلق فرماتے ہیں۔

قال البخاری لا یتابع علیٰ حدیثه وقال الدارقطنی متروک.

امام بخاری نے فرمایا کہ اس کی حدیث میں متابعت نہیں کی جاتی اور امام دارقطنی نے فرمایا کہ یہ راوی متروک ہے۔

(المغنی فی الضعفآء 1ص 354 مطبوعہ بیروت لبنان)

علامہ ابن جوزی علیہ الرحمہ اس کے متعلق فرماتے ہیں کہ:

قال النسائی لیس بالقوی وقال ابو حاتم الرازی، منکر الحدیث، وقال ابن عدی لا یتابع علیٰ حدیثه. وقال ابن حبان ینفرد بالمناکیر عن المشاهیر لا یحتج به۔

(کتاب الضعفآء والمتروکین لابن الجوزی 2ص 285 مطبوعہ مکتبہ المکرمہ)

نسائی نے کہا یہ قوی نہیں ہے، ابو حاتم رازی نے کہا کہ یہ راوی منکر

الحدیث ہے۔ ابن عدی نے کہا کہ اس کی متابعت نہیں کہ جاتی ابن حبان نے کہا کہ یہ شاہیر سے منکر روایات بیان کرنے میں منفرد ہے اس کے ساتھ دلیل نہ پکڑی جائے۔ الغرض سند کے اعتبار سے یہ روایت انتہائی مجروح ہے تو ایسی منکر مقلوب جعلی روایت کیسے صحیح ہو سکتی ہے۔ نہ یہ روایت صحیح اور نہ ہی غیر مقلدین کا اس سے استدلال درست۔

اس کا تیسرا جواب یہ ہے:

کہ اس کی سند میں عبداللہ بن عبید ہیں وہ اگرچہ ثقہ ہیں لیکن انہوں نے اپنے باپ سے سماع نہیں کیا۔ جیسا کہ علامہ ابن حجر نے اس کی وضاحت کی ہے۔

علامہ فرماتے ہیں۔ روی عن ابیه وقیل لم یسمع منه.

اس نے اپنے باپ سے روایت کی ہے اور کہا گیا ہے کہ اس نے اپنے باپ سے نہیں سنا۔ قال البخاری فی التاریخ الاوسط. لم یسمع من ابیه شیآء ولا یذکره۔ امام بخاری علیہ الرحمہ نے تاریخ اوسط میں فرمایا کہ اس نے اپنے باپ سے کچھ نہیں سنا۔

(تہذیب التہذیب 3ص 20 مطبوعہ بیروت لبنان)

جب ثابت ہو گیا کہ اس عبداللہ بن عبید بن عمیر نے اپنے باپ سے کچھ نہیں سنا تو یہ روایت منقطع ہو گئی۔ کیونکہ یہ روایت اس نے اپنے باپ ہی سے روایت کی ہے اور منقطع حدیث غیر مقلدین کے ہاں خود حجت نہیں ہے تو پھر جو روایت خود ان کے اپنے ہاں حجت نہیں وہ دلیل میں پیش کرنا سوائے خیانت اور دجل بازی کے اور کیا ہو سکتا ہے۔ اب ابن ماجہ کی حدیث انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تفصیل بیان کی جاتی ہے ملاحظہ فرمائیں۔

حدیثِ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حدثنا محمد بن بشار ثنا عبدالوھاب ثنا حمید عن انس ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یرفع یدیہ اذا دخل فی الصلوٰۃ واذا رکع۔ (ابن ماجہ ص 62 مطبوعہ مجتبائی لاہور،
ابن ماجہ مترجم 1 ص 260 مطبوعہ نئی دہلی)

ترجمہ: جناب انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز شروع فرماتے اور جب رکوع میں جاتے تو رفع یدین کرتے تھے۔

اس کا پہلا جواب:

یہ ہے کہ یہ روایت غیر مقلدین کی دلیل نہیں بن سکتی کیونکہ اس میں صرف دو جگہ کا رفع یدین ہے یعنی نماز شروع کرتے وقت اور رکوع کرتے وقت۔ باقی کسی رفع یدین کا ذکر نہیں ہے تو اگر غیر مقلدین اس حدیث پر عمل کریں گے تو ان دو جگہ کے علاوہ میں انہیں رفع یدین چھوڑنا پڑے گا کیونکہ اس روایت میں دو ہی جگہ کا رفع یدین مذکور ہے۔ تو جب اس روایت میں غیر مقلدین حضرات کا مکمل مسئلہ رفع یدین کا ہے ہی نہیں تو پھر اسے دلیل میں پیش کرنا مناسب نہیں۔

اس کا دوسرا جواب:

یہ ہے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سجدہ کی رفع یدین بھی مروی ہے امام بخاری ومسلم کے استاذ الحدیث امام کبیر ابن ابی شیبہ اپنے مصنف میں حدیث لائے۔

حدیث:

حدثنا ابوبکر قال ثنا وکیع عن حماد بن سلمة عن یحییٰ بن

ابی اسحاق عن انس انه کان یرفع یدیه بین السجدتین.

(مصنف ابن ابی شیبہ 1 ص 271 مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی)

یحییٰ بن ابی اسحاق نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دو سجدوں کے درمیان رفع یدین کرتے تھے اس موقوف اثر کو امام بخاری نے جزء رفع یدین ص 60 پر بھی نقل کیا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً بھی سجدے کی رفع یدین مروی ہے۔

حدیث:

امام ابن ابی شیبہ فرماتے ہیں کہ:

حدثنا الثقفی عن حمید عن انس ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یرفع یدیه فی الرکوع والسجود۔

(مصنف ابن ابی شیبہ 1 ص 235)

ترجمہ: جناب انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ بے شک نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رفع یدین کرتے تھے رکوع اور سجود میں۔

اس روایت کے متعلق غیر مقلد احمد شاکر کا فیصلہ:

غیر مقلد وہابی احمد شاکر نے شرح ترمذی میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث محلی ابن حزم کے حوالے سے بطریق ابن ابی شیبہ روایت کرنے کے بعد اس کی اسنادی حیثیت کو اس طرح واضح کرتے ہیں۔

وھذا اسناد صحیح جداً۔

(جامع ترمذی بتحقیق وشرح احمد شاکر 2 ص 42 مطبوعہ بیروت لبنان)

کہ اس کی سند بہت زیادہ صحیح ہے۔

تو جب حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بہت زیادہ صحیح سند کے ساتھ (بقول احمد شاکر وہابی) مرفوعاً سجدے کی رفع یدین بھی ثابت ہے تو غیر مقلدین کو اس پر عمل کرنا چاہیے تھا لیکن غیر مقلدین حضرات اس کے سخت منکر ہیں اور سجدے کی رفع یدین کو خلاف سنت سمجھتے ہیں۔ تو واضح ہوگیا کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو مرفوع روایت ہے اس میں سجدے کی رفع یدین کا بھی ذکر ہے تو اگر حدیث انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے دلائل میں پیش کرنی ہے تو پھر سجدے میں بھی رفع یدین کرنا پڑے گا اگر نہیں کرنا تو پھر اسے اپنے دلائل میں مت پیش کیا کرو اور لوگوں کو دھوکہ میں مبتلا نہ کیا کرو۔ دلائل کا رعب جمانے کے لئے کئی غیر مقلدین نے اس روایت کو اپنے دلائل میں بھرتی کر دیا ہے جو کہ لا حاصل اور بے سود ہے۔

اس کا تیسرا جواب:

یہ ہے کہ اس روایت کے مرفوع ہونے میں ہی اختلاف ہے۔ اسی لئے امام دارقطنی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ: لم یروہ عن حمید مرفوعاً غیر عبدالوھاب والصواب من فعل انس۔

(سنن دارقطنی 1 ص 393 مطبوعہ ادارہ نشر السنہ ملتان)

عبدالوہاب کے بغیر کسی نے اس روایت کو مرفوع بیان نہیں کیا صحیح بات یہی ہے کہ یہ روایت حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر موقوف ہے۔

امام جلیل طحاوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

واما حدیث انس بن مالک فھم یزعمون انه خطاء وانه لم یرفعه احداً. الا عبدالوھاب الثقفی خاصته والحفاظ یوقفونه علیٰ انس۔

(شرح معانی الآثار 1 ص 164 مطبوعہ مکتبہ حقانیہ ملتان)

ترجمہ: یعنی یہ روایت مرفوع نہیں ہے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فعل ہے صرف عبدالوہاب ثقفی ہی اس کو مرفوع کرتے ہیں باقی سب حفاظ نے اس کو حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ہی موقوف کیا ہے۔

جب اس روایت کے مرفوع ہونے میں ہی کوئی ثبوت نہیں تو پھر اس کو نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرنا مناسب نہیں۔ امام دارقطنی اور امام طحاوی کی وضاحت سے ثابت ہوگیا کہ یہ روایت موقوف ہے اور موقوف روایات غیر مقلدین کے نزدیک حجت نہیں ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

موقوف روایات غیر مقلدین کے نزدیک حجت نہیں ہیں:

غیر مقلدین کا علامہ محدث مفسر نواب صدیق حسن خاں بھوپالی صاحب لکھتے ہیں۔ وقول الصحابی لاتقوم به حجة۔

(الروضۃ الندیہ ص 89 مطبوعہ قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی)

ترجمہ: اور صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول کے ساتھ حجت قائم نہیں ہوتی۔ یہی نواب صدیق حسن خاں صاحب اس کتاب کے ص 98 پر لکھتے ہیں۔

وفھم الصحابی لیس بحجة۔ اور فہم صحابی حجت نہیں ہے۔

تو جب ان غیر مقلدین کے نزدیک آثار صحابہ حجت ہی نہیں تو پھر اسے پیش کرنا چہ معنی دارد۔

اس کا چوتھا جواب:

یہ ہے کہ اس کی سند میں حمید طویل ہے مناسب ہے کہ اس کے متعلق غیر مقلدین کے محدث علامہ عبدالرحمٰن مبارک پوری کی ہی رائے پیش کر دی جائے تا کہ غیر مقلدین کو انکار کرنے میں کچھ تو شرم محسوس ہو۔ (بشرطیکہ اگر ہو بھی)

مبارک پوری نے اپنی کتاب ابکار المنن میں ایک حدیث کی صحت کا انکار صرف اس لئے کر دیا ہے کہ اس کی سند میں یہی حمید طویل راوی ہے مبارک پوری صاحب لکھتے ہیں۔ قلت فی اسنادہ حمید الطویل وھو مدلس وقدرواہ عن انس بالعنعنة فکیف یکون اسنادہ جیدا واما کون حمید الطویل مدلسا فقد صرح بہ الحافظ ابن حجر فی طبقات المدلسین۔

(ابکار المنن ص 125 مطبوعہ مکتبہ القرآن والحدیث پشاور)

خلاصہ اس عبارت کا یہ ہے کہ مبارک پوری نے کہا کہ میں کہتا ہوں کہ اس کی سند میں حمید طویل ہے اور وہ مدلس ہے اس نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عن کے ساتھ روایت کی ہے تو یہ روایت کیسے جید ہو سکتی ہے اور اس کا مدلس ہونا۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے طبقات المدلیسن میں بیان کیا ہے۔

تو ناظرین! معلوم ہو گیا کہ مبارک پوری کے نزدیک بھی یہ روایت درست نہیں ہے کیونکہ اس میں بھی حمید طویل ہے اور اس نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عن کے ساتھ روایت کی ہے جو کہ غیر مقلدین کے نزدیک حجت نہیں۔ پس واضح ہو گیا کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث موقوف حجت نہیں۔

اب ابن ماجہ کی حدیث بطریق جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

تفصیل بیان کی جاتی ہے۔

حدیث جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

امام ابن ماجہ فرماتے ہیں کہ:

حدثنا محمد بن یحییٰ ثنا ابو حذیفة ثنا ابراھیم بن طھمان عن ابی الزبیر ان جابر بن عبداللہ کان اذا افتتح الصلوٰة رفع یدیه واذا رکع واذا رفع راسه من الرکوع فعل مثل ذلک ویقول رایت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم فعل مثل ذلک ورفع ابراھیم بن طھمان یدیه الی اذنیه۔

(ابن ماجہ ص 62 مطبوعہ مجتبائی لاہور۔ ابن ماجہ مترجم 1 ص 261 مطبوعہ نئی دہلی)

ترجمہ: جناب جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب نماز شروع کی تو رفع یدین کیا اور جب رکوع کیا اور جب رکوع سے سر اٹھایا تو بھی اس کی مثل کیا اور فرماتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کی مثل کرتے دیکھا ہے۔ ابراہیم بن طھمان نے رفع یدین کانوں تک کیا۔

اس کا پہلا جواب:

یہ ہے کہ اس حدیث میں بھی غیر مقلدین کا مکمل موقف نہیں ہے نہ تیسری رکعت کی ابتدا کا رفع یدین اور نہ ہی سجدوں کی رفع یدین کی نفی۔ جب اس میں مکمل موقف ہی نہیں تو پھر غیر مقلدین کی دلیل کیسے بن گئی۔

اس کا دوسرا جواب:

یہ ہے کہ یہ روایت غیر مقلدین کے عمل کے خلاف ہے کیونکہ اس کے راوی ابراہیم بن طھمان نے اس روایت میں کانوں تک رفع یدین کا بیان کیا ہے

جو کہ غیر مقلدین کے عمل کے خلاف ہے۔

اس کا تیسرا جواب:

یہ ہے کہ اس کی سند بھی مجروح، ضعیف ہے۔ اس کی سند میں ایک راوی ابراہیم بن طھمان ہے جس کے متعلق تفصیل حاضر خدمت ہے۔

علامہ ابن جوزی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ **رجل صالح قال محمد ابن عبدالله بن عمار. هو ضعيف مضطرب الحديث۔**

(کتاب الضعفآء والمتروکین 1 ص 36 مطبوعہ بیروت لبنان)

آدمی نیک ہے لیکن محمد بن عبداللہ بن عمار نے کہا ہے کہ یہ راوی ضعیف ہے اس کی حدیث مضطرب ہے۔

امام عقیلی نے اس راوی کا شمار کتاب الضعفآء میں کیا ہے اور لکھتے ہیں کہ کسان یغلوفی الارجآء۔ کہ یہ راوی مرجیہ فرقے سے تعلق رکھتا ہے اور اس میں غالی تھا۔ پھر لکھتے ہیں امام سفیان اس کو حقیر سمجھتے تھے۔

(کتاب الضعفآء کبیر عقیلی 1 ص 56)

حافظ ابن حجر عسقلانی نے اس کی جرح اور توثیق نقل کرنے کے بعد اپنا فیصلہ یوں دیا ہے۔ قلت۔ **الحق فيه انه ثقة صحيح الحديث اذا روى عنه ثقة۔**

(تہذیب التہذیب 1 ص 86)

میں کہتا ہوں کہ حق بات یہ ہے کہ یہ راوی ثقہ ہے اور اس کی حدیث صحیح ہے جبکہ اس سے روایت کرنے والا ثقہ ہو۔

حافظ ابن حجر کے فیصلہ سے معلوم ہو گیا کہ جب اس سے روایت کرنے والا ثقہ ہو تو اس کی روایت صحیح ہو گی مگر زیر بحث روایت میں اس سے روایت

کرنے والا راوی ثقہ نہیں بلکہ انتہائی ضعیف ترین ہے ملاحظہ فرمائیں۔

اس روایت میں ابراہیم بن طھمان سے روایت کرنے والا۔ موسی بن مسعود، ابو حذیفہ نھدی ہے اور یہ راوی ضعیف ہے۔ علامہ ابن حجر عسقلانی تہذیب میں فرماتے ہیں۔

قال بندار. موسى بن مسعود ضعيف فى الحديث كتبت عنه كثير اثم تر كته۔

ترجمہ: بندار نے کہا کہ یہ راوی حدیث میں ضعیف ہے میں نے کثیر روایات اس سے لکھیں پھر میں نے اس کو ترک کر دیا۔

قال الترمذى يضعف فى الحديث۔

امام ترمذی نے فرمایا کہ حدیث کی روایت میں اس کو ضعیف کہا گیا ہے۔ ابن حبان نے کہا کہ ثقہ ہے لیکن خطاء کار ہے۔

قال عمروبن على الفلاس لايحدث عنه من يبصر الحديث.

عمرو بن علی فلاس نے کہا کہ جس کو حدیث میں بصیرت ہو گی وہ اس سے روایت نہیں کرے گا۔

قال ابن خزيمة لا يحتج به.

ابن خزیمہ نے کہا کہ اس سے دلیل نہ پکڑی جائے۔

قال ابو احمد الحاكم ليس بالقوى عندهم.

ابو احمد حاکم نے کہا کہ یہ راوی محدثین کے نزدیک قوی نہیں ہے۔

وقال ابن قانع. فيه ضعف.

ابن قانع نے کہا کہ اس میں کمزوری ہے۔

وقال الحاكم ابو عبدالله. كثير الوهم سى الحفظ.

امام حاکم ابوعبداللہ نے کہا کہ یہ راوی کثیر الوھم ہے اور اس کا حافظہ خراب ہے۔

ساجی نے کہا کہ ضعیف ہے اور کمزور ہے۔

دارقطنی نے کہا کہ بخاری نے اس کی حدیث بیان کی ہے اور یہ راوی کثیر الوھم ہے۔ محدثین نے اس میں کلام کیا ہے۔ ملخصاً۔

(تہذیب التہذیب 5 ص 580 مطبوعہ بیروت لبنان)

عقیلی نے ضعفآء کبیر میں نقل کیا ہے کہ امام عبداللہ بن احمد نے اپنے باپ امام احمد علیہ الرحمہ سے روایت کی ہے کہ یہ راوی کچھ نہیں ہے۔

(ضعفآء کبیر عقیلی 4 ص 167 مطبوعہ بیروت لبنان)

علامہ ذھبی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ:

یہ راوی سچا اور مشہور آدمی ہے امام بخاری کے مشائخ میں سے ہے۔ امام احمد نے اس میں کلام کیا ہے اور اس کو کمزور کہا ہے۔ حتی کہ امام ترمذی نے بھی اس کو ضعیف قرار دیا ہے۔ ابن خزیمہ نے کہا کہ میں اس سے حدیث بیان نہیں کرتا۔ ابوحفص فلاس نے کہا کہ جس کو حدیث کی بصیرت ہوگی وہ اس سے روایت نہیں کرے گا۔ ابواحمد حاکم نے کہا کہ یہ راوی قوی نہیں ہے۔

(المغنی فی الضعفآء للذھبی 2 ص 443 مطبوعہ بیروت لبنان)

ناظرین گرامی ! اس تمام گفتگو سے واضح ہوگیا کہ ابراہیم بن طھمان سے روایت کرنے والا شخص ثقہ نہیں بلکہ ضعیف اور ناقابل احتجاج ہے تو پھر یہ روایت کیسے درست ہوسکتی ہے۔ پس اظہر من الشمس واضح ہوگیا کہ نہ یہ روایت صحیح اور نہ اس سے غیر مقلدین کا احتجاج درست۔

ناظرین گرامی قدر! یہاں تک ابن ماجہ کی روایات کے جوابات مکمل

ہوئے اب ترمذی شریف کی رُوایات کے جوابات حاضر خدمت ہیں۔

ترمذی شریف کی روایات کے جوابات:

امام ترمذی علیہ الرحمہ نے سند کے ساتھ صرف ایک صحابی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث بیان کی ہے دیکھئے۔

(ترمذی شریف 1 ص 59 مطبوعہ سعید ایچ ایم کمپنی)

باقی کچھ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اسماء گنے ہیں لیکن باسند صرف حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہی روایت ہے اس کا جواب تفصیل کے ساتھ بخاری شریف کی احادیث میں گزر چکا ہے۔

اب نسائی شریف کی روایات کے جوابات حاضر خدمت ہیں۔

نسائی کی روایات اور ان پر تبصرہ:

امام نسائی علیہ الرحمہ، نسائی شریف 1 ص 117 مطبوعہ سعید ایچ ایم کمپنی کراچی پر یہ باب باندھا ہے۔ رفع الیدین للرکوع حذاء فروع الاذنین کہ رفع یدین کرنا کانوں تک رکوع کے لئے۔ پھر اس میں حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث لائے جس میں رکوع اور بعد رکوع رفع یدین کا ذکر ہے۔ حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث پر تفصیلاً۔ بخاری شریف کی روایات کے جواب میں گفتگو ہو چکی ہے وہیں پر ملاحظہ فرمائیں۔

پھر امام نسائی علیہ الرحمہ اسی کے متصل یہ باب قائم کیا ہے۔

باب رفع الیدین للرکوع حذو المنکبین۔

باب رفع یدین کرنا رکوع کے لئے کندھوں تک۔

اس باب میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث لائے

جس میں رکوع اور بعد رکوع رفع یدین کندھوں تک کا بیان ہے۔حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بھی بخاری شریف کی روایات کے جواب میں مفصل گفتگو ہو چکی ہے وہیں پر ملاحظہ فرمائیں۔

پھر اس کے فوراً بعد امام نسائی علیہ الرحمہ نے یہ باب قائم کیا ہے۔

ترک ذلک۔ یعنی اس کا (یعنی رفع یدین کا) چھوڑ دینا۔

پھر اس ترک رفع یدین کے باب میں سند صحیح، ثقہ کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث لائے جس میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بغیر رفع یدین کے نماز پڑھ کر دکھائی اور اسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز قرار دیا۔

امام نسائی علیہ الرحمہ، حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رفع یدین کی حدیث بیان کر کے پھر ترک کا باب باندھ کر حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث اس میں بیان کر کے دونوں صحابہ کی روایات کو متروک قرار دے دیا۔ پھر امام نسائی علیہ الرحمہ نے۔ نسائی شریف ص119 پر پھر یہ باب باندھا۔

باب رفع اليدين عند الرفع من الركوع.

باب رفع یدین کرنا کانوں تک رکوع سے اُٹھتے وقت۔

اس باب حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث لائے۔ جس میں رفع یدین کا ذکر ہے۔

حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث یہ گذشتہ اوراق میں مفصل بحث ہو چکی ہے وہیں پر ملاحظہ فرمائیں۔

پھر امام نسائی نے اس کے متصل یہ باب باندھا ہے۔

باب رفع اليدين حذوا المنكبين عند الرفع من الركوع.

باب رفع یدین کرنا کندھوں تک رکوع سے اُٹھتے وقت۔

اس باب حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رفع یدین والی حدیث لائے۔ گذشتہ اوراق میں اس پر مفصل بحث گزر چکی ہے وہیں پر ملاحظہ فرمائیں۔

پھر اس باب کے فوراً بعد یہ باب باندھا۔

الرخصة فی ترک ذلک.

کہ رفع یدین کے ترک میں رخصت۔

پھر اس باب میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سند ثقہ صحیح کے ساتھ بیان فرمائی۔ رفع یدین کی تینوں روایات میں حضرت وائل بن حجر، حضرت مالک بن حویرث، حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی روایات کو حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے متروک قرار دیا۔

یہی ہم احناف کہتے ہیں کہ رفع یدین عند الرکوع اور بعد الرکوع وغیرہ کی روایات متروک العمل ہیں یعنی منسوخ ہیں جن روایات میں رفع یدین کرنے کا ذکر ہے یہ اس وقت کی بات ہے جب رفع یدین کیا جاتا تھا جب اسے ترک کر دیا گیا اور اس سے منع کر دیا گیا تو یہ رفع یدین منسوخ و متروک ٹھہرا۔ جس پر الحمدللہ ہم احناف کا عمل ہے۔

الحمدللہ! اللہ تعالیٰ کی توفیق سے یہاں تک صحاح ستہ کی رفع یدین کی تمام روایات کے جوابات مکمل ہو گئے ہیں۔

سنن دار قطنی کی روایات اور ان پر تبصرہ:

امام دار قطنی اپنی سنن میں ان صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے

روایات بیان کیں ہیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان سات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے رفع یدین کرنے کی روایات بیان کیں۔ ان میں سوائے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کے باقی سب صحابہ کی روایات کے جوابات گزشتہ اوراق میں تفصیلاً مذکور ہو چکے ہیں وہیں پر ملاحظہ فرمائیں۔ اب حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کی تفصیل حاضر خدمت ہے ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث ابو موسیٰ اشعری:

امام دارقطنی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

حدثنا دعلج بن احمد ثنا عبدالله بن شيرويه ثنا اسحاق بن راهويه نا النضر بن شميل نا حماد بن سلمة عن الازرق بن قيس عن حطان بن عبدالله عن ابى موسىٰ الاشعرى قال. هل اريكم صلاة رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فكبر ورفع يديه ثم كبر ورفع يديه للركوع ثم قال سمع الله لمن حمده ثم رفع يديه ثم قال هكذا فاصنعوا ولا يرفع بين السجدتين.

(سنن دارقطنی 1 ص 395 مطبوعہ نشر السنہ ملتان)

ترجمہ: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کیا میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز نہ دکھاؤں پس آپ نے تکبیر کہی اور رفع یدین کیا

پھر تکبیر کہی اور رفع یدین کیا رکوع کے لئے پھر کہا سمع اللہ لمن حمدہ پھر رفع یدین کیا پھر کہا کہ تم بھی اسی طرح کرو اور دو سجدوں کے درمیان رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

اس کا پہلا جواب:

یہ ہے کہ اس حدیث میں غیر مقلدین حضرات کا مکمل موقف ہی نہیں ہے۔ اس حدیث میں تیسری رکعت کی ابتداء کا رفع یدین نہیں ہے پھر اس میں سجدوں کے وقت رفع یدین کی ممانعت نہیں ہے بلکہ دو سجدوں کے درمیان میں رفع یدین کی ممانعت ہے۔ نہ کہ سجدہ کو جاتے وقت کی ممانعت۔ پس جب اس میں مکمل موقف ہی نہیں تو پھر اس کو دلائل میں بھرتی کرنا بھی مناسب نہیں۔

اس کا دوسرا جواب:

یہ ہے کہ اس روایت کے مرفوع ہونے میں ہی اختلاف ہے۔ دیکھئے اسی روایت کے بعد امام دارقطنی اس روایت کو ایک اور سند سے بیان کرتے ہیں اور ان دو سندوں میں حماد بن سلمۃ سے۔ زید بن حباب اور نضر بن شمیل اس کو مرفوع کرتے ہیں جبکہ پھر امام دارقطنی فرماتے ہیں۔

ووقفه غيرهما عنه۔ (دارقطنی 1 ص 396 مطبوعہ نشر السنہ ملتان)

اور ان دونوں کے غیر نے اس کو حماد بن سلمۃ سے اس روایت کو موقوف بیان کیا ہے۔

پھر اس کے حاشیہ میں غیر مقلد علامہ شمس الحق عظیم آبادی نے کہا ہے۔

ورواه ابن المبارك عن حماد بن سلمة فوقفه عن ابى موسىٰ۔ الخ

اور روایت کیا اس کو امام عبداللہ بن مبارک نے حماد بن سلمہ سے اس کو پس انہوں نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اس کو موقوف کیا ہے۔ پس

ثابت ہو گیا کہ یہ روایت مرفوع نہیں بلکہ موقوف ہے اور موقوف روایات غیر مقلدین حضرات کے ہاں حجت نہیں ہیں۔ تو جو روایت خود ان کے اپنے نزدیک دلیل نہیں بن سکتی اس کو ہمارے خلاف پیش کرنا مناسب نہیں ہے۔

اس کا تیسرا جواب:

یہ ہے کہ اس حدیث موقوف کا دارومدار بھی جناب حماد بن سلمہ پر ہے۔ حماد بن سلمہ اگرچہ کثیر الحدیث ثقہ مامون ہے لیکن آخر میں متغیر الحفظ ہو گئے تھے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ:

قال البهيقى هو احدائمة المسلمين الا انه لما كبر ساء حفظه فلهذاتر كه البخارى.

امام بیہقی نے کہا کہ یہ ائمہ مسلمین میں سے ایک امام ہیں مگر جب یہ بوڑھے ہو گئے تو ان کا حافظہ خراب ہو گیا تھا۔ اسی لئے امام بخاری علیہ الرحمہ نے اس کو ترک کر دیا تھا۔

ابن حجر نے امام ابن سعد سے نقل کیا ہے کہ:

كان ثقه كثير الحديث وربما حدث بالحديث المنكر.

امام ابن سعد علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ یہ راوی ثقہ ہے کثیر الحدیث ہے لیکن کبھی منکر حدیث بھی بیان کر جاتا ہے۔

(تہذیب التہذیب 2 ص 12 مطبوعہ بیروت لبنان)

اس تمام گفتگو سے واضح ہو گیا کہ اس کی روایت درست نہیں ہے نہ ہی یہ روایت درست اور نہ ہی غیر مقلدین کا اس سے احتجاج صحیح۔

مصنف ابن ابی شیبہ کی روایات اور تبصرہ:

امام بخاری علیہ الرحمہ کے استاذ الحدیث امام ابن ابی شیبہ نے اپنے مصنف میں رفع یدین کے باب میں جو روایات مرفوع بیان کیں ہیں وہ یہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ ان پانچ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے پانچ مرفوع روایات کی ہیں جن میں رکوع کی رفع یدین کا بیان ہے۔

ان پانچوں روایات کے جوابات مدلل ومفصل گذشتہ اوراق میں بیان ہو چکے ہیں وہیں پر ملاحظہ فرمائیں۔ اعادہ کی ضرورت نہیں۔ امام ابن ابی شیبہ نے ایک روایت مرسل بھی بیان کی ہے اس کی تفصیل یہ ہے۔

حدیثِ مرسل:

حدثنا هشيم قال اخبرنا يحيىٰ بن سعيد عن سليمان بن يسار عن النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم مثل ذلك.

(مصنف ابن ابی شیبہ 1 ص 235)

اس کا پہلا جواب:

یہ ہے کہ یہ روایت منقطع ہے سلیمان بن یسار تابعی ہیں انہوں نے براہ راست نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے درمیان میں صحابی کا یا ممکن ہے ایک سے زیادہ واسطے ہوں یعنی تابعی، صحابی کا۔ واسطہ ترک کیا ہے اس لئے یہ روایت منقطع ہونے کی وجہ سے ناقابل احتجاج ہے کیونکہ خود غیر مقلدین کے

نزدیک منقطع روایت قابل احتجاج نہیں ہے اگرچہ احناف کے ہاں ہے کیونکہ الزامات خصم کے مسلمات پر مبنی ہوتے ہیں اس لئے میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ کیونکہ منقطع روایت کو خود غیر مقلدین حجت نہیں سمجھتے تو پھر ہمارے خلاف وہ کیونکر پیش کر سکتے ہیں۔

غیر مقلد عبدالرحمٰن مبارک پوری نے تحفۃ الاحوذی 2 ص 122 مطبوعہ بیروت لبنان پر درج کیا ہے۔

والمرسل علی القول الراجح لیس بحجة.

راجح قول پر مرسل حدیث حجت نہیں ہے۔

پس واضح ہوگیا کہ یہ روایت مذکورہ بھی حجت نہیں ہے۔

اس کا دوسرا جواب:

یہ ہے کہ سلیمان بن یسار علیہ الرحمہ سے روایت کرنے والے جناب یحییٰ بن سعید ہیں یہ اگرچہ ثقہ ثبت حجت ہیں لیکن امام دمیاطی علیہ الرحمہ نے کہا کہ **یقال انه کان یدلس۔** (تہذیب التہذیب 6 ص 142 مطبوعہ بیروت لبنان)

کہا جاتا ہے کہ یہ تدلیس کرتا تھا اور مدلس جب عن سے روایت کرے تو وہ حجت نہیں خصوصاً غیر مقلدین کے نزدیک۔ دیکھئے مبارک پوری کی تصنیف ابکار المنن۔ اس کتاب میں مبارک پوری نے کتنی ہی ایسی احادیث کو رد کر دیا ہے جن میں کوئی مدلس راوی تھا اور اس نے عن سے روایت کی ہے۔ مذکورہ بالا روایات کو بھی یحییٰ بن سعید نے عن سے روایت کیا ہے لہٰذا یہ بھی پھر حجت نہیں۔

ایک موقوف حدیث:

امام ابن ابی شیبہ نے ایک اثر موقوف یہ نقل کیا ہے جس میں حضرت ابو

سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رفع یدین کرنا مذکورہ ہے اب اس کی تفصیل حاضر خدمت ہے۔

حدثنا هشيم قال اخبرنا ليث عن عطاء قال رايت اباسعيد الخدری وابن عمر و ابن عباس وابن الزبير يرفعون ايديهم نحوا من حديث الزهری۔ (مصنف ابن ابی شیبہ 1 ص 235)

ترجمہ: جناب عطاء نے فرمایا کہ میں نے دیکھا حضرت ابوسعید خدری، حضرت ابن عمر، حضرت ابن عباس، حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم رفع یدین کرتے تھے۔ یہ حدیث زہری کی حدیث کی مثل ہے۔

اس کا جواب:

یہ ہے کہ اس کی سند مجروح ہے۔ انتہائی ضعیف ہے۔ تفصیل حاضر خدمت ہے ملاحظہ فرمائیں۔ اس کی سند میں ایک راوی لیث ہے جو کہ ضعیف ہے۔ لیث بن ابی سلیم کے متعلق علامہ ابن حجر عسقلانی نے تفصیلاً بیان کیا ہے، فرماتے ہیں کہ:

قال عبدالله بن احمد عن ابيه مضطرب الحديث.

عبداللہ بن احمد نے اپنے باپ امام احمد سے نقل کیا ہے یہ راوی مضطرب الحدیث ہے۔

معاویہ بن صالح نے ابن معین سے اس کا ضعیف ہونا بیان کیا ہے۔

عن یحییٰ بن معین: **کان یحیی بن سعید لا یحدث عنه.**

ابن معین نے بیان کیا ہے کہ یحییٰ بن سعید اس سے روایت نہیں کرتے

تھے۔ اسی طرح عمرو بن علی، ابن المثنیٰ، علی بن مدینی (بھی اس سے روایت نہیں کرتے تھے) ابو معمر نے کہا کہ ابن عینیہ اس کو ضعیف قرار دیتے تھے۔

قال ابن ابی حاتم سمعت ابی وابازرعة یقولان لیث لا یشتغل به هو مضطرب الحدیث.

ابن ابی حاتم نے کہا کہ میں نے اپنے باپ اور ابوزرعہ سے سنا دونوں کہتے تھے اس کی حدیث مضطرب ہے۔

ابن سعد نے کہا کہ اس کی حدیث ضعیف ہے۔

ابن حبان نے کہا کہ آخر عمر میں اس کا حافظہ مختلط ہو گیا تھا۔ جس کی وجہ سے مرسل کو مرفوع کر دیتا اور ثقہ راویوں سے وہ باتیں نقل کر دیتا۔ جو ان کی روایت میں نہ ہوتیں تھی۔

قطان، ابن مھدی، ابن معین اور امام احمد نے اس کو ترک کر دیا۔

قال الحاکم ابو عبدالله مجمع علیٰ سوء حفظه.

امام حاکم نے فرمایا کہ اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ اس کا حافظہ گندہ ہے۔

ساجی نے کہا کہ ہے تو سچا لیکن اس کا حافظہ ردی ہے اور کثیر الغلط ہے۔ (تہذیب التہذیب 4 ص 612-613 مطبوعہ بیروت لبنان)

اس تفصیلی جرح سے ثابت ہو گیا کہ یہ روایت جو کہ موقوف ہے ہرگز ہرگز لائق احتجاج نہیں جب یہ روایت صحیح نہ ہوئی تو مذکورہ بالا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا رفع یدین بھی ثابت نہ ہوا۔

اس کا دوسرا جواب:

یہ ہے کہ یہ روایت موقوف ہے اور موقوف روایات کو غیر مقلدین

حضرات خود حجت نہیں مانتے تو جو روایت وہ خود حجت نہیں مانتے وہ ہمارے خلاف کیوں پیش کرتے ہیں۔ ابن ابی شیبہ نے حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ سے ایک روایت درج فرمائی ہے جس میں اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بوقت رکوع اور بعد رکوع رفع یدین کرنا مذکور ہے۔

اثر حسن بصری:

حدثنا معاذ بن معاذ عن ابن ابی عروبة عن قتادة عن الحسن قال کان اصحاب النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فی صلاتهم کان ایدیهم المراوح اذا رکعوا واذا رفعوا رؤسهم.

(مصنف ابن ابی شیبہ 1 ص 235)

جناب حسن بصری علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب نماز میں رفع یدین کرتے تھے جب رکوع کرتے اور جب سر اٹھاتے۔ گویا کہ ان کے ہاتھ پنکھے تھے۔

اس کا پہلا جواب:

یہ ہے کہ یہ اثر خود غیر مقلدین کے موافق نہیں کیونکہ اس میں تیسری رکعت کی ابتداء کا رفع یدین منقول نہیں اور دوسری بات یہ ہے کہ اس میں سجدوں کی نفی نہیں ہے تیسری بات یہ ہے کہ اس کی سند بھی محفوظ نہیں ہے۔ اس کی سند میں ایک تو سعید بن ابی عروبہ ہے اور دوسرا قتادہ ان دونوں کی تفصیل حاضر خدمت ہے۔

قتادہ راوی اگر چہ ثقہ ہے لیکن مدلس ہے۔ عبدالرحمٰن مبارک پوری غیر مقلد نے ایک حدیث کا انکار صرف اس لئے کر دیا کہ اس کی سند میں یہی قتادہ

راوی ہے اور اس نے عن سے روایت کی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں اصل عبارت مبارک پوری کہتا ہے کہ: قلت فی اسنادہ قتادۃ وھو مدلس ورواہ عن ابی العالیہ العنعنۃ فکیف یکون اسنادہ قویا۔ الخ (ابکار المنن ص66)

میں (مبارک پوری) کہتا ہوں کہ اس کی سند میں قتادہ ہے اور وہ مدلس ہے۔ اس نے ابو العالیہ سے عن کے ساتھ روایت کی ہے پھر کیسے یہ روایت قوی ہو سکتی ہے۔ مذکورہ بالا رفع یدین کی روایت میں بھی قتادہ ہے اور وہ مدلس ہے۔اس نے جناب حسن بصری سے عن کے ساتھ روایت کی ہے پھر یہ روایت کیسے قوی ہوسکتی ہے۔

پھر اس کی سند میں سعید بن ابی عروبہ ہے اور وہ بھی مدلس ہے، اس نے بھی قتادہ سے عن کے ساتھ روایت کی ہے۔

واضح ہوگیا کہ یہ روایت ہرگز نہ صحیح ہے اور نہ اس سے احتجاج درست۔

اس کا دوسرا جواب:

یہ ہے کہ یہ روایت موقوف ہے اور موقوف روایات غیر مقلدین حضرات کے ہاں حجت نہیں ہیں۔ تو جو روایت خود ان کے اپنے ہاں دلیل نہیں بن سکتیں انہیں ہمارے خلاف پیش کرنا ناانصافی نہیں تو اور کیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا موقوف اثر بھی نقل کیا ہے۔ اس کی تفصیل گذشتہ اوراق میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث کے بیان میں گزر چکی ہے وہیں پر تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

پھر امام ابن ابی شیبہ علیہ الرحمہ نے کچھ مقطوع روایات نقل کیں ہیں۔
یعنی تابعین کا عمل۔

یہ مقطوع روایات خود غیر مقلدین کے ہاں قابل احتجاج نہیں ہیں۔ جب ان کے نزدیک صحابی کا قول وفعل حجت نہیں تو تابعی کا کیونکر ہوسکتا ہے۔

الحمد للہ! یہاں تک مصنف ابن ابی شیبہ کی روایات کے جوابات مکمل ہوئے اب سنن کبریٰ بیہقی کی روایات اور ان کے جوابات پیش کیے جاتے ہیں تفصیلاً ملاحظہ فرمائیں۔

امام بیہقی کی سنن کبریٰ سے رفع یدین کی روایات اور ان کے جوابات:

حضرت امام بیہقی علیہ الرحمہ نے سنن کبریٰ میں رفع یدین کی روایات ان صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بیان کی ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

امام بیہقی علیہ الرحمہ نے ان چھ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے مرفوع روایات بیان کی ہیں۔ ان میں سے سوائے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کے باقی تمام کے جوابات گذشتہ صفحات میں بیان ہو چکے ہیں وہیں پر ملاحظہ کریں۔

اب حضرت امیر المومنین خلیفہ راشد خلیفہ بلافصل سیدنا ومولانا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کی تفصیل حاضر خدمت ہے ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

امام بیہقی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ:

اخبرنا ابو عبدالله الحافظ ثنا ابو عبدالله محمد بن عبدالله الصفار الزاهد املاء من اصل كتابه قال قال ابو اسماعيل محمد بن اسماعيل السلمی صليت خلف ابی النعمان محمد بن الفضل فرفع يديه حين افتتح الصلوة وحين ركع وحين رفع راسه من الركوع فسالته عن ذلك فقال صليت خلف حماد بن زيد فرفع يديه حين افتتح الصلوة وحين ركع و حين رفع راسه من الركوع فسالته عن ذلك فقال صليت خلف ايوب السختيانی فكان يرفع يديه اذا افتتح الصلوة واذا ركع واذا رفع راسه من الركوع فسالته فقال رايت عطاء بن ابی رباح يرفع يديه اذا افتتح الصلوة واذا ركع واذا رفع راسه من الركوع فسالته فقال صليت خلف عبدالله بن الزبير فكان يرفع يديه اذا افتتح الصلوة واذا ركع واذا رفع راسه من الركوع فسالته فقال عبدالله بن الزبير صليت خلف ابی بكر الصديق رضی الله تعالىٰ عنه فكان يرفع يديه اذا افتتح الصلوة واذا ركع واذا رفع راسه من الركوع وقال ابوبكر (رضی الله تعالىٰ عنه) صليت خلف رسول الله صلی الله تعالىٰ عليه وسلم فكان يرفع يديه اذا افتتح الصلوة واذا ركع واذا رفع راسه من الركوع رواته ثقات.

(سنن کبیر بیہقی مع جوہرنقی 2 ص73 مطبوعہ ادارہ تالیفات اشرفیہ)

ترجمہ: محمد بن اسماعیل سلمی نے کہا کہ میں نے ابونعمان محمد بن فضل کے پیچھے نماز پڑھی پس آپ نے رفع یدین کیا نماز کے شروع میں اور رکوع کے وقت اور بعد رکوع کے میں نے آپ سے اس کے متعلق سوال کیا تو آپ نے کہا کہ میں نے نماز پڑھی حماد بن زید کے پیچھے اس نے رفع یدین کیا ان تینوں مقامات پر

میں نے اس کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے کہا کہ میں نے نماز پڑھی ایوب سختیانی کے پیچھے پس آپ نے ان مذکورہ تینوں مقامات پر رفع یدین کیا میں نے ان سے اس کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے کہا کہ میں نے نماز پڑھی عطاء بن ابی رباح کے پیچھے تو انہوں نے مذکورہ تینوں مقام پر رفع یدین کیا تو میں نے ان سے اس کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے کہا کہ میں نے نماز پڑھی عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے تو آپ نے فرمایا کہ میں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی تو آپ نے ان مذکورہ تینوں مقام پر رفع یدین کیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رفع یدین کیا نماز کے شروع میں اور رکوع کے وقت اور رکوع سے سر اٹھانے کے بعد۔ بیہقی نے کہا کہ اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

اس کا پہلا جواب:

یہ ہے کہ اس میں بھی غیر مقلدین کا مکمل موقف نہیں ہے۔ محمد بن اسماعیل سلمی سے لے کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک کسی ایک فرد نے بھی اس روایت میں نہ تو تیسری رکعت کی ابتداء کا رفع یدین کیا نہ ہی کسی نے اس کا ذکر کیا اور نہ ہی کسی نے سجدوں کے وقت رفع یدین کی نفی کی ہے۔ جب اس سے مکمل رفع یدین کا ثبوت ہی نہیں تو پھر اس دلیل کو غیر مقلدین کا اپنے دلائل میں بھرتی کرنا بے سود ہے۔

اس کا دوسرا جواب:

اس کی سند میں ایک راوی ہیں ایوب سختیانی علیہ الرحمہ ہیں ان کا اپنا

عمل سجدوں میں رفع یدین بھی تھا۔ جیسا کہ امام جلیل علامہ طحاوی علیہ الرحمہ نے اپنی سند ثقہ کے ساتھ یہ روایت بیان کی ہے۔ کما حدثنا احمد بن داؤد بن موسیٰ، حدثنا سلیمان بن حرب حدثنا حماد بن زید، عن ایوب قال رایت طاؤوسا ونافعا یرفعان ایدیھما بین السجدتین قال حماد ورایت طاؤوسا و ایوب یفعلانہ۔

(شرح مشکل الآثار 2 ص23 مطبوعہ بیروت لبنان)

ترجمہ: ایوب (سختیانی) نے کہا کہ میں نے طاؤس اور نافع کو دیکھا کہ وہ دو سجدوں کے درمیان رفع یدین کرتے تھے۔ حماد نے کہا کہ میں نے طاؤس اور ایوب (سختیانی) کو دیکھا وہ اسی طرح ہی کرتے تھے۔

شرح مشکل الآثار کا محقق ابوالحسن خالد محمد الرباط اس روایت کے متعلق حاشیہ میں کہتا ہے۔(رجالہ ثقات) اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ اس ثقۃ السند روایت سے واضح ہو گیا کہ جناب ایوب سختیانی کا عمل سجدوں میں رفع یدین بھی تھا جس کے خود غیر مقلد بھی منکر ہیں۔ تو یہ راوی تو خود محدث ایوب سختیانی کے اپنے عمل کے خلاف ہے۔ اگر ان کے نزدیک یہ روایت صحیح ہوتی تو وہ سجدوں میں کیوں رفع یدین کرتے بلکہ اتنی جگہ ہی رفع یدین کرتے جتنی بار اس روایت میں موجود ہے یعنی ابتداء۔ رکوع جاتے وقت، رکوع سے سر اٹھاتے وقت لیکن آپ تو دو سجدوں کے درمیان بھی رفع یدین کرتے تھے۔ معلوم ہوا کہ یہ روایت خود ان کے اپنے ہاں قابل عمل نہ تھی۔

اس کا تیسرا جواب:

یہ ہے کہ اس کی سند میں ایک راوی حماد بن زید بھی ہے۔ اس کا عمل بھی

اس روایت کے خلاف تھا۔ وہ بھی دو سجدوں کے درمیان رفع یدین کرتے تھے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

امام جلیل امام طحاوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

حدثنا ابن ابی داؤد حدثنا سلیمان بن حرب حدثنا وھب بن جریر قال کان حماد بن زید یرفع بین السجدتین۔

(شرح مشکل الآثار 2 ص23)

ترجمہ: وھب نے جریر نے کہا کہ حماد بن زید دو سجدوں کے درمیان (بھی) رفع یدین کرتے تھے۔

تو اس روایت سے واضح ہو گیا کہ جناب حماد بن زید دو سجدوں میں رفع یدین کے بھی قائل و عامل تھے جبکہ غیر مقلدین حضرات اس کے منکر تو اگر یہ روایت حماد بن زید کے نزدیک درست ہوتی تو آپ اس پر ہی عمل کرتے اس کے خلاف پر ہرگز عمل نہ کرتے۔

اس کا چوتھا جواب:

یہ ہے کہ اس کی سند میں ایک راوی جناب عطاء ہیں۔ جناب عطاء کا عمل بھی بیہقی کی اس روایت کے خلاف تھا غیر مقلدین کا رفع یدین حضرت عطاء سے بھی نہیں ملتا تھا۔ جناب عطاء سجدہ کرتے وقت بھی رفع یدین کرتے تھے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

امام بخاری علیہ الرحمہ جزء رفع یدین میں روایت کرتے ہیں۔

وقال وکیع عن الربیع قال رایت الحسن ومجاھد اوعطاء وطاؤوسا وقیس بن سعد والحسن بن مسلم یرفعون ایدیھم اذا رکعوا

و اذا سجدوا وقال عبدالرحمن بن مهدی هذا من السنة.

(جزٔ رفع یدین ص 44)

ترجمہ: وکیع نے ربیع سے بیان کیا ہے کہ میں نے حسن، مجاہد، عطاء، طاؤس اور قیس بن سعد، حسن بن مسلم کو دیکھا یہ سب حضرات رفع یدین کرتے تھے۔ رکوع کے وقت اور سجدے کے وقت، عبدالرحمٰن بن مہدی (استاذ الحدیث امام بخاری) نے کہا کہ یہ رفع یدین کرنا سنت ہے۔

دیکھئے جناب امام بخاری علیہ الرحمہ کی جزٔ رفع یدین کے حوالہ سے واضح ہوگیا کہ جناب عطاء علیہ الرحمہ سجدے کے وقت بھی رفع یدین کرتے تھے۔ جس کو امام بخاری علیہ الرحمہ کے استاذ الحدیث عبدالرحمٰن بن مہدی نے بھی سنت قرار دے دیا ہے۔ تو اس روایت سے واضح ہوگیا کہ جناب عطاء کا بیہقی کی اس حدیث ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر عمل نہیں تھا ورنہ آپ اس کے خلاف سجدوں میں رفع یدین کیوں کرتے۔

اس کا پانچواں جواب:

یہ ہے کہ اس کی سند میں صحابیٔ رسول حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام بھی آتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عمل بھی اس کے خلاف تھا۔ یعنی حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی سجدوں کے وقت رفع یدین کرتے تھے۔ جیسا ابوداؤد شریف 1 ص115 مکتبہ حقانیہ ملتان پر حضرت میمون مکی سے یہ روایت موجود ہے۔

تو جب حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنا عمل بھی اس روایت پر نہیں تھا بلکہ اس کے خلاف تھا تو معلوم ہوا کہ یہ روایت قابل احتجاج نہیں۔

اس کا چھٹا جواب:

یہ ہے کہ اس حدیث کے آخر میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام نامی اسم گرامی ہے۔

حالانکہ دارقطنی 1 ص400 بیہقی سنن الکبریٰ 2 ص80 میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث موجود ہے جس میں آپ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے نماز پڑھنے کا ذکر کیا اس میں آپ نے وضاحت کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ اگرچہ اس کی سند میں محمد بن جابر پر کلام ہے تاہم اس کو ثقہ کہنے والے بھی موجود ہیں۔ اسی لئے علامہ ابن ترکمانی نے جوہر نقی علی البیہقی 2 ص78 پر اس کو شاہد جید قرار دیا ہے۔

اس کا ساتواں جواب:

یہ ہے کہ اس کی سند میں محمد بن اسماعیل سلمی ہے۔ اس کے متعلق علامہ بن احجر کے دادا استاذ الحدیث اور امام زین الدین عراقی کے استاذ الحدیث علامہ ابن ترکمانی نے جوہر نقی میں اس راوی کے متعلق فرمایا ہے کہ:

قلت، السلمی تکلم فیه ابو حاتم قال الدارقطنی وقال ابن ابی حاتم تکلموا فیه. (جوہر نقی علی البیہقی 2 ص71)

میں کہتا ہوں کہ اس راوی میں ابو حاتم نے کلام کیا ہے یہ بات دارقطنی نے کہی ہے، اور ابن ابی حاتم نے کہا کہ محدثین نے اس میں کلام کیا ہے۔

اور اس کی سند میں ایک راوی محمد بن فضل عارم ہے۔ اس کے متعلق علامہ ابن ترکمانی فرماتے ہیں۔ ومحمد بن الفضل عارم تغیر واختلط بآخره

وقال ابن حبان تغیر حتی کان لایدری مایحدث به فوقع فی حدیثه المناکیر الکثیرة فیجب التنکیب عن حدیثه فیما رواه المتاخرون فاذا لم یعلم هذا من هذا ترک الکل ولایحتج بشئی منها۔

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ راوی خراب حافظے والا ہے آخر میں اس کا حافظہ بگڑ گیا تھا۔ ابن حبان نے کہا کہ اس کا حافظہ اتنا بگڑ گیا تھا کہ یہ راوی یہ بھی نہیں جانتا تھا کہ کیا بیان کر رہا ہے۔ پس اس کی حدیثوں میں بکثرت منکر روایات شامل ہوگئیں۔ ضروری ہے کہ ان کو الگ کیا جائے۔ پس جب نہ جانا گیا کہ کون سی روایت ثقہ ہے اور کون سی منکر تو ضروری ہوا کہ اس سے احتجاج کرنا ترک کر دیا جائے اور اس سے دلیل نہ پکڑی جائے۔

اس عبارت سے واضح ہوگیا کہ اس کی سند بھی ضعیف مجروح ہے ناقابل احتجاج۔

پھر علامہ ابن ترکمانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اگر ہم یہ تسلیم کر بھی لیں کہ اس کے رواۃ ثقہ ہیں تو پھر روایت میں اتصال ضروری ہے۔ (جو کہ اس میں نہیں ہے)۔ الصفار راوی نے سلمی سے سماع کی وضاحت نہیں کی۔ الغرض بہت سی وجوہات کی بنا پر یہ روایت معلول مجروح ہے اور غیر مقلدین کا اس سے احتجاج نادرست ہے۔

روز روشن کی طرح واضح ہوگیا کہ نہ یہ روایت صحیح اور نہ ہی اس سے غیر مقلدین کا دلیل پکڑنا۔

اس کا آٹھواں جواب:

یہ ہے کہ حضرت امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ نے اپنے مسند میں حضرت

ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث بیان کی ہے لیکن اس میں رفع یدین کا نشان تک بھی نہیں ہے ملاحظہ فرمائیں۔

حدثنا عبدالله حدثنی ابی ثنا عبدالرزاق قال اهل مكة يقولون اخذ ابن جريج الصلاة من عطاء واخذها عطاء من ابن الزبير اخذها ابن الزبير من ابی بكر واخذها ابوبكر من النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم مارایت احدا احسن صلاة من ابن جریج۔

(مسند امام احمد 1 ص 13 مطبوعہ ادارہ احیاء السنہ گرجاکھ)

ترجمہ: جناب عبدالرزاق نے کہا کہ اہل مکہ نے کہا کہ ابن جریج نے نماز عطاء سے لی ہے اور عطاء نے ابن زبیر سے لی ہے ابن زبیر نے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لی ہے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نماز لی ہے۔ (عبدالرزاق نے) کہا کہ میں نے کسی کو بھی ابن جریج سے زیادہ اچھی نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا۔

اگر حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں رفع یدین کا ذکر صحیح ہوتا تو حضرت امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ اس کا ذکر بھی کرتے۔ کیونکہ بیہقی کی سند میں خراب حافظے والے، مختلط الحدیث تھے اس لئے اس روایت میں رفع یدین کا ذکر آجانا کوئی بعید نہیں۔ اس روایت میں کوئی خراب حافظے والا نہیں ہے اس لئے اس میں رفع یدین کا ذکر بھی نہیں ہے۔ تو اس شہادت سے بھی واضح ہوگیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں اصلاً رفع یدین عند الرکوع وبعد الرکوع نہیں ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

امام بیہقی علیہ الرحمہ نے ایک اثر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی نقل کیا ہے اور قرآن مجید سے رفع یدین ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔

جیسا کہ ابھی آپ اس کی تفصیل سے آگاہ ہوں گے کہ یہ اثر بالکل من گھڑت جعلی ہے۔ غیر مقلدین حضرات بھی اس جعلی من گھڑت روایت کو گاہے بگاہے پیش کرتے ہیں اور یوں اپنے نفس کی تسکین کا سامان کرتے رہتے ہیں۔ غیر مقلدین پر تو مجھے تعجب نہیں البتہ امام بیہقی پر ضرور تعجب ہے کہ جلیل القدر امام ہو کر کیسے اس جعلی اثر کو روایت کر دیا اور اس کو رفع یدین کے دلائل میں بھرتی کر دیا۔

اثرِ علی:

امام بیہقی نے کہا کہ: حدثنا ابو عبدالله الحافظ املا ثنا ابو محمد عبدالرحمن بن حمد ان الجلاب بمهدان ثنا ابو حاتم محمد بن ادریس الرازی ثنا وهب بن ابی مرحوم ثنا اسرائیل بن حاتم عن مقاتل بن حیان عن الاصبغ بن نباته عن علی بن ابی طالب رضی الله تعالیٰ عنه قال لما نزلت هذه الآیة علی رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم (انا اعطیناک الکوثر فصل لربک وانحر) قال النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم لجبریل ماهذه النحیرة التی امرنی بهاربی قال انها لیست بنحیرة ولکنه یامرک اذا تحرمت للصلوٰة ان ترفع یدیک اذا کبر واذا رکعت واذا رفعت راسک من الرکوع فانها صلوتنا وصلوٰة الملائکة الذین فی السماوات السبع۔ الخ۔

(سنن الکبری بیہقی 2 ص 76)

ترجمہ: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی (انا اعطیناک الکوثر فصل لربک وانحر) تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام سے دریافت فرمایا کہ یہ نحیرہ کیا ہے

جس کا میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے تو حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کی یہ قربانی نہیں ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ جب آپ نماز شروع کریں تو رفع یدین کریں اور جب رکوع کریں اور جب رکوع سے سر اُٹھائیں تو رفع یدین کریں یہ ہماری نماز ہے اور ساتوں آسمانوں کے فرشتوں کی بھی یہی نماز ہے۔

اس کا جواب:

یہ ہے کہ اس کی سند میں کذاب راوی ہیں اس لئے یہ روایت جعلی من گھڑت ہے اس میں ایک راوی اصبغ بن نباتہ ہے جو کہ کذاب ہے جھوٹی روایات بنا کر روایت کرنا اس کا کام تھا۔

امام ذھبی علیہ الرحمہ اس راوی کے متعلق فرماتے ہیں کہ:

قال ابوبکر بن عیاش . کذاب

ابوبکر بن عیاش نے کہا کہ یہ بڑا جھوٹا ہے۔

قال ابن معین لیس بثقة.

ابن معین نے کہا کہ یہ ثقہ نہیں ہے۔

وقال مرة لیس بشئی . وقال النسائی و ابن حبان متروک.

نسائی اور ابن حبان نے کہا کہ یہ متروک الحدیث ہے۔

قال ابن عدی بیّن الضعف.

ابن عدی نے کہا کہ اس کا ضعیف ہونا واضح ہے۔

وقال ابو حاتم لین الحدیث.

ابو حاتم نے کہا کہ اس کی حدیث ضعیف ہے۔

قال ابن حبان فتن بحب علی فاتی بالطامات فاستحق من اجلها الترک.

ابن حبان نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت میں غالی تھا اور یہ راوی ترک کا مستحق ہے۔ (یعنی متروک) ہے۔ میزان الاعتدال 1 ص 271 مطبوعہ مکتبۃ الاثریہ سانگلہ عقیلی نے ضعفآء کبیر 1 ص 130 پر اس کا کذاب ہونا نقل کیا ہے۔ ابن جوزی نے کتاب الضعفآء والمتروکین 1 ص 126 پر فرمایا۔

قال یحییٰ لیس بثقة لایساوی شیئا وقال النسائی متروک الحدیث قال ابن حبان فتن بحب علی بن ابی طالب فاتی بالطامات فی الروایات فاستحق من اجلها الترک.

یحیٰی نے کہا یہ ثقہ نہیں ہے اور کسی بھی چیز کے برابر نہیں۔ نسائی نے کہا کہ متروک ہے ابن حبان نے کہا کہ محبت علی رضی الہ تعالیٰ عنہ میں غالی ہے اور اوپری روایات بیان کرتا ہے اور ترک کا مستحق ہے۔ الغرض یہ راوی بڑا جھوٹا ہے اس کی روایت سے کیسے استدلال کیا جا سکتا ہے۔

اس کی سند میں ایک راوی اسرائیل بن حاتم ہے یہ بھی انتہائی ضعیف اور چور ہے علامہ ذھبی لکھتے ہیں کہ:

قال ابن حبان روی عن مقاتل الموضوعات والا وابد والطامات.

ابن حبان نے کہا کہ اس نے مقاتل سے جھوٹی من گھڑت روایات بیان کیس ہیں۔ (مذکورہ بالا روایات بھی اس نے مقاتل ہی سے بیان کی ہے)

ومن ذلک خبر یرویہ عمر بن صبیح عن مقاتل وظفر بہ اسرائیل فرواہ عن مقاتل عن الاصبغ بن نباتہ عن علی لما نزلت (فصل لربک وانحر) قال یاجبرئیل ماھذہ النحیرہ قال یامرک ربک اذا تحرمت للصلاة ان ترفع یدیک اذا کبرت واذا رکعت

واذا رفعت من الرکوع۔ (میزان الاعتدال 1 ص 208)

ان جھوٹی روایات میں سے ایک روایت یہ رفع یدین کی ہے جو اس نے مقاتل سے بیان کی ہے۔ مقاتل سے یہ روایت عمر بن صبیح روایت کرتا تھا۔ (جو کہ کذاب ہے) پھر یہ اسرائیل اس روایت کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا تو اس نے مقاتل سے اس کو بیان کرنا شروع کر دیا۔

علامہ ابن جوزی نے کہا کہ:

قال ابن حبان یروی عن مقاتل بن حیان الموضوعات وعن غیرہ الطامات. (کتاب الضعفآء والمتروکین 1 ص 106)

ابن حبان نے کہا کہ یہ مقاتل بن حیان سے من گھڑت روایات بیان کرتا ہے۔ الغرض اس تمام تحریر سے واضح ہو گیا کہ یہ روایت من گھڑت، جعلی ہے اور اس میں کئی راوی جھوٹے، جعلی روایات بنانے والے ہیں۔ پس واضح ہو گیا کہ نہ یہ روایت درست اور نہ ہی غیر مقلدین وہابیہ نام نہاد اہل حدیثوں کا اس سے استدلال درست۔

امام بیہقی علیہ الرحمہ نے حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ کا ایک اثر بھی نقل کیا جس میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا بوقت رکوع اور بعد رکوع رفع یدین کرنے کا بیان۔

اس اثر کا جواب ہو چکا ہے ملاحظہ کریں۔ مصنف ابن ابی شیبہ کی روایات کے جوابات میں پھر امام بیہقی نے ایک اثر حضرت سعید بن جبیر تابعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی پیش کیا ہے۔ جس میں جناب سعید بن جبیر نے رفع یدین کو نما کی زینت قرار دیا ہے۔ اس کی تفصیل حاضر ہے۔

اثرِ سعید بن جبیر:

امام بیہقی نے کہا: واخبرنا محمد بن عبدالله حدثنی محمد بن صالح ثنا یعقوب بن یوسف الاخرم ثنا الحسن بن عیسی انبا ابن المبارک انبا عبدالملک بن ابی سلیمان عن سعید بن جبیر انه سئل عن رفع الیدین فی الصلوٰة فقال هو شئی یذین به الرجل صلوته کان اصحاب رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یرفعون ایدیهم فی الافتتاح وعند الرکوع واذا رفعوا رؤسهم۔ (السنن الکبریٰ 2 ص 75)

خلاصہ یہ ہے کہ جناب سعید بن جبیر تابعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا نماز میں رفع یدین کے متعلق تو آپ نے فرمایا آدمی اس کے ساتھ اپنی نماز کو خوبصورت بناتا ہے۔ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب رفع یدین کرتے تھے۔ نماز کے شروع میں اور رکوع کے وقت اور بعد الرکوع۔

اس کا جواب:

یہ ہے کہ غیر مقلدین وہابیہ کے نزدیک تو صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول وفعل حجت نہیں۔ تو پھر تابعی کا قول کیسے پیش کر دیتے ہیں۔ کیا یہ دین کے ساتھ دھوکہ نہیں کہ صحابی کے قول وفعل کو حجت نہ ماننے والے اپنی تائید میں تابعی کا قول وفعل پیش کرنے سے نہیں شرماتے۔

اگر تابعی کا قول غیر مقلدین کے ہاں دلیل ہے تو پھر تمہیں علم ہونا چاہیے کہ حضرت علقمہ، حضرت اسود، حضرت امام شعبی، حضرت ابراہیم نخعی، حضرت امام اعظم، ابو حنیفہ علیہم الرحمہ۔ یہ سب بھی تابعی ہیں اور ترکِ رفع یدین پر ان کا عمل تھا۔ بلکہ حضرت امام ابراہیم نخعی علیہ الرحمہ تو ترکِ رفع یدین کی تعلیم

دیتے تھے اور اگر کوئی آپ کے سامنے حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث رفع یدین بیان کرتا تو آپ اس پر سخت ناراض ہو جاتے۔ تو کیا پھر غیر مقلدین حضرات ان تابعین کرام کے قول وفعل بھی حجت ماننے کو تیار ہوں گے اگر نہیں تو پھر یہی جواب ہماری طرف سے بھی قبول فرمالیں۔ لہٰذا اس کی سند پر گفتگو کی ضرورت نہیں ویسے اس کی سند بھی محفوظ نہیں ہے۔ الحمد للہ یہاں تک سنن کبریٰ بیہقی کی روایات کے جوابات مکمل کر لئے۔ اب صحیح ابن خزیمہ کی رفع یدین کی روایات کے جوابات حاضر ہیں۔

امام بیہقی نے سنن کبریٰ 2 ص 74 پر ایک روایت حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مرفوع بیان کی ہے۔ لیکن وہ روایت ضعیف ہے کیونکہ اس کی سند میں ایک راوی مجہول ہے جس کو حکم نے رجلا سے ذکر کیا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ یہ روایت بھی صحیح نہیں ہے۔

صحیح ابن خزیمہ کی روایات اور ان کے جوابات:

امام ابن خزیمہ علیہ الرحمہ نے باب رفع یدین میں ان صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے روایات بیان کیں ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سھل بن سعد ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ان میں سے سوائے حدیث سھل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے باقی تمام مذکورہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی روایات کے جوابات گذشتہ صفحات میں مذکور ہیں وہیں پر ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت سھل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ

عنہ کی روایت کی تفصیل حاضر ہے۔ امام ابن خزیمہ نے صحیح ابن خزیمہ 1 ص 298 مطبوعہ المکتب الاسلامی پر حضرت سھل بن سعد کی حدیث بیان کی جس میں جناب ابوحمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز کا ذکر فرمایا پھر اس میں بوقت رکوع اور بعد رکوع رفع یدین کا ذکر فرمایا۔ پھر اس کے بعد سب نے کہا کہ یہی نماز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز ہے۔

اس کا جواب:

یہ ہے کہ اس کی سند مجروح ہونے کی وجہ سے قابل احتجاج نہیں غیر مقلدین کے علامہ محدث ناصر الدین البانی نے صحیح ابن خزیمہ کی اس حدیث کو صحیح ابن خزیمہ کے حاشیے میں ضعیف قرار دیا ہے۔ کہتے ہیں۔ اسنادہ ضعیف من اجل فلیح۔ حاشیہ ابن خزیمہ 1 ص 298 اس کی سند ضعیف ہے فلیح راوی کی وجہ سے

فلیح بن سلیمان کے متعلق علامہ ابن جوزی کہتے ہیں۔

قال یحییٰ لیس بقوی ولا یحتج بحدیثہ وقال فی روایۃ. ضعیف وقال النسائی لیس بالقوی.

(کتاب الضعفآء والمتروکین لابن الجوزی 3 ص 10)

یحییٰ نے کہا یہ قوی نہیں ہے اور نہ ہی اس کی حدیث کے ساتھ دلیل پکڑی جائے اور ایک روایت میں کہا کہ یہ ضعیف ہے امام نسائی نے کہا یہ قوی نہیں ہے۔ علامہ ذھبی علیہ الرحمہ اس کے متعلق فرماتے ہیں۔ بخاری و مسلم میں اس سے احتجاج کیا گیا ہے لیکن اس کو ابن معین اور ابو حاتم اور نسائی نے کہا ہے لیس بالقوی یہ قوی نہیں ہے۔ (المغنی فی الضعفآء للذھبی 2 ص 200)

علامہ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ نے اس کے متعلق فرمایا ہے۔

صدوق کثیر الخطاء۔ (تقریب التہذیب 2 ص 16)

یہ ہے سچا مگر بہت زیادہ غلطی کرنے والا ہے۔

عقیلی نے ضعفآء کبیر میں کہا۔ یحیٰ بن معین کہتے تھے کہ تین آدمیوں کی روایت سے بچا جائے ان میں ایک فلیح بن سلیمان بھی ہے۔

عباس کہتے ہیں کہ میں نے یحیٰ سے سنا ان کے پاس فلیح راوی کا ذکر کیا گیا تو آپ نے اس کو قوی نہیں جانا۔

یحیٰ نے کہا کہ فلیح ضعیف ہے۔ کتاب الضعفآء عقیلی 3 ص 466

ناظرین اس گفتگو سے واضح ہوگیا کہ یہ روایت رفع یدین کی انتہائی ضعیف ہے اور ناقابل احتجاج۔

پھر امام ابن خزیمہ علیہ الرحمہ نے صحیح ابن خزیمہ 1 ص 344 پر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث رفع یدین ذکر فرمائی جس میں رکوع کی طرح سجدے کی رفع یدین کا بھی ذکر ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کا جواب ابوداؤد کی روایات میں گزر چکا ہے۔ وہیں پر ملاحظہ کریں۔ یہاں تک صحیح ابن خزیمہ کی روایات مکمل ہوئیں۔

ابن عبدالبر کی التمہید کی روایات رفع یدین اور ان کے مدلل جوابات:

علامہ ابن عبدالبر علیہ الرحمہ نے التمہید جو کہ موطا امام مالک کی شرح بھی ہے اس میں ایک حدیث تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیان کی ہے جس کا مفصل جواب بخاری کی احادیث میں گزر چکا ہے۔ دوسری مرفوع روایت باسند جو بیان کی ہے وہ ہے حدیث حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کا جواب بھی ابوداؤد کی احادیث میں مفصل طور پر بیان ہو چکا ہے۔

پھر کچھ باسند آثار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ذکر کیے ہیں ان کی تفصیل حاضر خدمت ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اثر اس سند کے ساتھ بیان فرمایا۔

اثرِ ابو ہریرہ:

اخبرناه عبدالله بن محمد بن عبدالمومن قال حدثنا عبدالحميد بن احمد بن عيسى الوراق قال حدثنا الخضر بن داؤد قال حدثنا ابوبكر احمد بن محمد بن هانئ الاثرم قال حدثنا احمد بن حنبل قال حدثنا اسماعيل بن علية عن محمد بن اسحاق عن الاعرج قال رايت ابا هريرة يرفع يديه اذا ركع واذا رفع راسه من الركوع.

(التمہید لابن عبدالبر 9 ص 217 مطبوعہ مکتبہ قدوسیہ لاہور)

اعرج نے کہا کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا رفع یدین کرتے تھے رکوع کے وقت اور رکوع سے سر اُٹھانے کے بعد۔

اس کا پہلا جواب:

یہ ہے حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعاً اور موقوفاً۔ ابوداؤد کی احادیث میں بیان ہو چکی ہیں وہیں پر مفصل طور پر ملاحظہ فرمائیں۔

اس کا دوسرا جواب:

یہ ہے کہ اس کی سند بھی مجروح ہے کیونکہ اس میں ایک راوی محمد بن اسحاق بن یسار ہے اور اس میں گفتگو بڑی مشہور ہے۔ علامہ ذھبی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ کئی حضرات نے اس کو ثقہ کہا اور کئی حضرات نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے۔ امام ابن معین نے فرمایا ہے ثقہ لیکن حجت نہیں ہے۔ امام نسائی نے کہا کہ قوی نہیں

ہے۔ دارقطنی نے کہا اس سے دلیل نہ پکڑی جائے۔ امام ابوداؤد نے کہا قدری معتزلی ہے۔ سلیمان تیمی نے کہا یہ راوی کذاب ہے یعنی جھوٹا ہے۔

وھیب نے کہا کہ میں نے ہشام بن عروہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ یہ راوی کذاب ہے۔ وھیب کہتے ہیں کہ میں نے امام مالک سے اس کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے بھی اس کو متہم کیا۔

امام مالک نے فرمایا۔ یہ ایک دجال ہے دجالوں میں سے۔

ابن عینیہ نے کہا کہ میں نے مسجد خیف میں ابن اسحاق کو دیکھا پس میں نے شرم محسوس کی کہ کوئی شخص مجھ کو ابن اسحاق کے ساتھ دیکھ لے۔ یہ شخص اہل کتاب سے بھی روایات بیان کرتا تھا۔

امام احمد نے فرمایا یہ بہت زیادہ تدلیس کرتا ہے۔

یحیٰی القطان نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد بن اسحاق کذاب ہے

ملخصاً میزان الاعتدال 3 ص 469 تا 471۔

واضح ہو گیا کہ یہ روایت مجروح ہے اور ہرگز قابل احتجاج نہیں ہے۔

پھر امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ کے فرمان کے بعد یہ بہت بڑا مدلس ہے اور مدلس جب عن سے روایت کرے تو وہ روایت حجت نہیں ہوتی۔ یہ روایت ابن اسحاق نے اعرج سے لفظ عن کے ساتھ ہی روایت کی ہے لہٰذا یہ روایت درست نہیں ہے۔

اثرِ جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حدثنا ابو حذيفة قال حدثنا ابراهيم بن طهمان عن ابی الزبير قال كان جابر بن عبدالله اذا كبر رفع يديه. واذا رفع راسه من الركوع رفع يديه وزعم ان النبی صلى الله تعالىٰ عليه وسلم كان يفعل ذلك.

(التمہید لابن عبدالبر 9 ص 217 مطبوعہ مکتبہ قدوسیہ لاہور)

حدیثِ جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر مفصل گفتگو۔ ابن ماجہ کی روایات میں دیکھیں۔ وہاں پر حدیث جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کئی جوابات دیئے ہیں۔ ایک جواب یہاں بھی حاضر ہے، اس کی سند میں ایک راوی ابراہیم بن طہمان ہے۔ علامہ ابن جوزی اس کے متعلق لکھتے ہیں۔

محمد بن عبداللہ بن عمار نے کہا یہ ضعیف ہے اور اس کی حدیث مضطرب ہے۔ (کتاب الضعفآء لابن الجوزی 1 ص 36)

اس کے بعد حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ کا اثر نقل کیا ہے، اس اثر کا جواب بھی مصنف ابن ابی شیبہ کی روایات میں گزر چکا ہے۔

پھر حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اثر نقل کیا ہے۔ اس کی تفصیل حاضر خدمت ہے۔

ابن عبدالبر نے کہا کہ: **قال ابو عبدالله وقدروی غیر واحد عن ابن لهیعة عن عبدالله بن هبیرة عن مشرح بن هاعان عن عقبة بن عامر قال له بکل اشارة عشر حسنات۔**

(التمہید لابن عبدالبر 9 ص 225 مکتبہ قدوسیہ لاہور)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا رفع یدین کے ہر اشارے پر دس نیکیاں ہیں۔

اس کا جواب:

یہ ہے کہ یہ روایت سند کے اعتبار سے بالکل مجروح اور ناقابل احتجاج ہے ملاحظہ فرمائیں۔ اس کی سند میں ایک راوی مشرح بن ہاعان ہے۔ اس کے

متعلق علامہ ابن الجوزی کہتے ہیں۔

فبطل الاحتجاج به۔ اس کے ساتھ دلیل پکڑنا باطل ہے۔

(کتاب الضعفآء والمتروکین 3 ص 121)

ابن حبان نے کتاب المجروحین میں کہا ہے کہ:

یروی عن عقبة بن عامر احادیث مناکیر لایتابع علیها والصواب فی امره ترک ماینفرد من الروایات۔

(کتاب المجروحین لابن حبان 2 ص 367)

یہ عقبہ بن عامر سے منکر روایات بیان کرتا ہے اس کی متابعت نہیں کی جاتی۔ اس کے بارے میں صحیح بات یہی ہے کہ اس کو اس روایت میں ترک کردیا جائے جس میں منفرد ہو۔

معلوم ہوا کہ یہ راوی حضرت عقبہ سے منکر روایات بیان کرتا اور مذکورہ بالا روایت بھی اس نے حضرت عقیہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے کی ہے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی کہتے ہیں۔ کہ ابن حبان نے کتاب الثقات میں کہا یہ راوی غلطی کرتا ہے اور مخالف روایات بیان کرتا ہے۔

موسیٰ بن داؤد نے کہا کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ یہ مشرح بن ہاعان۔ حجاج بن یوسف کے لشکر میں شامل تھا جنہوں نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا محاصرہ کیا تھا۔ منجنیق کے ساتھ کعبہ معظمہ پر سنگ باری کی تھی۔

(تہذیب التہذیب 5 ص 445 مطبوعہ بیروت لبنان)

پس ثابت ہوگیا یہ شخص کعبہ معظمہ کی توہین کرنے والا ہے۔ ایسے شخص کی روایت کیسے حجت ہوسکتی ہے۔ پھر اس کی سند میں۔ ابن لھیعہ ہے وہ سخت ضعیف ہے بلکہ خود وہابیہ کو بھی اس کے ضعیف ہونے کا اعتراف ہے تو پھر ہمارے خلاف

یہ روایت کیسے حجت ہو سکتی ہے۔ روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ یہ روایت انتہائی مجروح اور ناقابل احتجاج ہے۔

پھر علامہ ابن عبدالبر نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک اثر نامکمل سند کے ساتھ بیان فرمایا ہے جس میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہر چیز کی ایک زینت ہوتی ہے اور نماز کی زینت تکبیر اور اس میں رفع یدین کرنا ہے۔

(التمہید 9 ص 225)

اس کا جواب:

یہ ہے کہ ایک تو اس کی مکمل سند نہیں بیان فرمائی اور دوسری بات یہ ہے کہ اس میں رکوع کا ذکر تک نہیں پھر اسے بطور دلیل رکوع کی رفع یدین کے کیسے پیش کیا جا سکتا ہے، اگر اس کو عموم پر رکھیں تو پھر سجدوں کی رفع یدین کو بھی شامل ہوگا جس کے وہابی غیر مقلد خود منکر ہیں۔

پھر علامہ ابن عبدالبر نے ایک اثر نعمان بن ابی عیاش کا نقل کیا ہے جس میں نعمان بن ابی عیاش نے کہا ہے کہ ہر شئی کی زینت ہوتی ہے نماز کی زینت رفع یدین ہے نماز کے شروع میں اور رکوع کے وقت اور بعد رکوع کے۔

(التمہید 9 ص 225)

اس کا جواب:

یہ ہے کہ اس کی سند بھی انتہائی مجروح ہے۔ اس کی سند میں ابن لھیعہ ہے جو کہ خود غیر مقلدین کے ہاں بھی سخت مجروح، ضعیف اور ناقابل احتجاج ہے۔ لہٰذا یہ بھی حجت نہیں۔ دوسرا یہ کہ یہ اثر مقطوع ہے۔ جن کے نزدیک صحابی کا قول وفعل حجت نہیں وہ کس منہ سے تابعی کا قول وفعل پیش کرتے ہیں۔ یہاں

تک ابن عبدالبر کی التمہید کی روایات مکمل ہوئی۔ الحمد لله علی ذلک۔

مسند حمیدی کی روایات رفع یدین اور ان کے جوابات:

امام عبداللہ بن زبیر حمیدی علیہ الرحمہ نے اپنے مسند حمیدی 2 ص 277 مطبوعہ بیروت لبنان پر ایک حدیث حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً بیان کی جس میں رکوع اور بعد رکوع کی رفع یدین کی نفی ہے اور دو سجدوں کے درمیان بھی رفع یدین کی نفی ہے۔

(وہابیہ اگرچہ مسند حمیدی کی اس حدیث کا انکار کرتے ہیں)

پھر امام حمیدی علیہ الرحمہ نے ایک ضعیف اثر نقل کیا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رفع یدین نہ کرنے والے کو کنکریاں مارا کرتے تھے۔ اس کی تفصیل حاضر خدمت ہے ملاحظہ فرمائیں۔

کنکریاں مارنے والی روایت:

اس کو امام حمیدی نے اس طرح بیان کیا ہے۔

حدثنا الحمیدی قال: ثنا الولید بن مسلم قال سمعت زید بن واقد یحدث عن نافع ان عبدالله بن عمر کان اذا بصر رجلا یصلی لا یرفع یدیه کلما خفض ورفع حصبهٔ حتی یرفع.

(مسند حمیدی 2 ص 277-278 مطبوعہ بیروت لبنان)

ترجمہ: بے شک ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب ایسے آدمی کو دیکھتے جو ہر اونچ نیچ میں رفع یدین نہ کرتا تو آپ اسے (کنکریاں) مارتے حتی کہ وہ رفع یدین کرتا۔

اس کا جواب:

یہ ہے کہ اس کی سند بھی مجروح بجرح مفسر ہے۔ اس لئے یہ روایت ہرگز

حجت نہیں ہوسکتی۔ اس کی سند میں ایک راوی ولید بن مسلم ہے۔ یہ اگرچہ ثقہ ہے تاہم امام احمد علیہ الرحمہ نے فرمایا۔ كان الوليد كثير الخطاء۔

کہ ولید بن مسلم راوی بہت زیادہ غلطیاں کرتا ہے۔

ابن معین نے کہا کہ میں نے ابو مسہر سے سنا کہ ولید ابو السفر سے روایت کرتا تھا اور ابو السفر کذاب ہے۔ ابو داؤد نے کہا کہ ولید نے امام مالک سے دس ایسی احادیث بیان کی ہیں جن کی کوئی اصل نہیں ہے۔ امام احمد علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ: اس پر احادیث خلط ہوگئیں تھیں۔ جو اس نے سنی تھی اور جو اس نے نہیں سنی تھی اس لئے اس کی حدیثیں منکرات کا شکار ہوگئیں۔ ملخصاً

(تہذیب التہذیب 6 ص 99 مطبوعہ بیروت لبنان)

پھر اس کی سند میں ایک راوی زید بن واقد ہے۔ یہ اگرچہ ثقہ ہے لیکن قدری مذہب والا ہے (یعنی بد مذہب ہے) حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن یوسف نے کہا کہ قدری ہونے کے ساتھ اسے متہم کیا گیا ہے۔ (تہذیب التہذیب 2 ص 249 مطبوعہ بیروت لبنان)

اس کا دوسرا جواب:

یہ ہے کہ یہ روایت خود غیر مقلدین وہابیہ کے خلاف ہے کیونکہ اس میں ہر اونچ نیچ میں رفع یدین کا ذکر ہے جس میں سجدے کا وقت بھی داخل ہے اور غیر مقلدین اس کے سخت منکر ہیں لہٰذا حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنکریوں کے زیادہ مستحق خود غیر مقلدین ہیں۔ (فما هو جوابكم وهو جوابنا)

اس کا تیسرا جواب:

یہ ہے کہ غیر مقلدین کے علامہ محدث ابن حزم نے حضرت ابن عمر رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کی کنکریاں مارنا اس کا انکار کیا ہے۔ دیکھئے محلی ابن حزم 2 ص 265 مطبوعہ بیروت لبنان پر لکھتے ہیں کہ:

ما كان ابن عمر يحصب من ترك ماله تركه.

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسے نہ تھے۔ ترک (رفع) کرنے والے کو کنکر مارتے اگر کسی نے ترک کیا ہے تو آپ کو کیا ہے۔

دیکھئے جناب اس عبارت میں ابن حزم نے کنکریاں مارنے کا ہی انکار کر دیا ہے۔ پس واضح ہو گیا کہ یہ روایت کسی طرح بھی حجت نہیں نہ اس سے احتجاج درست۔ الحمد للہ اس روایت کا جواب مکمل ہو گیا۔

پھر محدث حمیدی علیہ الرحمہ نے مسند حمیدی کے 2 ص 392 مطبوعہ بیروت لبنان پر حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث رفع یدین نقل کی ہے۔ جس کا جواب ابو داؤد کی احادیث کے جواب میں بیان ہو چکا ہے۔ وہیں پر ملاحظہ فرمائیں۔

الحمد للہ یہاں تک مسند حمیدی کی روایات رفع یدین کا جواب مکمل ہو گیا۔

محلی ابن حزم کی روایات اور ان کے جوابات:

علامہ ابن حزم نے محلی ابن حزم کے 2 ص 264 مطبوعہ بیروت لبنان پر رفع یدین کی ایک حدیث حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوعاً نقل کی ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کا جواب مفصلاً بخاری کی روایات کے جوابات میں مذکور ہو چکا ہے۔ وہیں پر ملاحظہ فرمائیں۔ پھر محلی ابن حزم 3 ص 6 مطبوعہ بیروت لبنان پر حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوع حدیث نقل کی ہے جس کا جواب ہو چکا ہے پھر حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ

ہے اور پھر لطف کی یہ بات ہے کہ اس رسالہ میں ایسی روایات بھی درج کر دی ہیں جو کہ صحیح بخاری کی روایات کے بھی خلاف ہے مثلاً بخاری شریف میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں سجدوں کی رفع یدین کی نفی کی ہے اور اس رسالہ میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رفع یدین ثابت اور کئی صحابہ کرام اور تابعین کرام سے بھی سجدوں کی رفع یدین ثابت کی اور اپنے استاذ الحدیث امام عبدالرحمٰن بن مھدی سے اس سجدے کی رفع یدین کا سنت ہونا بھی بیان ہے۔ جو کہ صراحتاً صحیح بخاری کی روایات۔ کے خلاف ہے۔ آخر امام نے ایسا کیوں کیا یہ تو غیر مقلدین ہی بہتر بتا سکتے ہیں۔ اب اس رسالہ کی روایات اور ان کے جوابات شروع ہوتے ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے جزٔ رفع یدین کے ص 2 مطبوعہ جلال پور پیروالہ پر سب سے پہلے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث بیان کی ہے اس کا جواب ابو داؤد کی احادیث کے جوابات میں مفصل طور پر بیان ہو چکا ہے وہیں پر ملاحظہ فرمائیں۔ اس روایت کے بعد امام بخاری علیہ الرحمہ نے کچھ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اسماء گرامی ذکر کیے۔ رفع یدین کرنے والوں کے وہ بھی بے سند۔

پھر حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث مرفوع نقل کی ہے۔ اس کا جواب بھی بخاری کی روایت کے جواب میں تفصیلاً مذکور ہو چکا ہے وہیں پر ملاحظہ فرمائیں۔ پھر حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث بیان کی ہے اس کا جواب بھی ابو داؤد کی روایات کے جواب میں بیان ہو چکا ہے۔

پھر امام بخاری علیہ الرحمہ نے حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ

عنہ کی مرفوع حدیث بیان کی اس کا جواب بھی بخاری کی روایات میں گزر چکا ہے۔

پھر امام نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوع حدیث بیان کی ہے اس کا جواب بھی ابن ماجہ کی روایات کے جوابات میں مفصل طور پر بیان ہو چکا ہے وہیں پر ملاحظہ کریں، اعادہ کی ضرورت نہیں۔

پھر امام نے حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث بیان کی ہے اس کا جواب بھی ابو داؤد کی احادیث میں گزر چکا ہے۔

پھر امام نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک موقوف اثر بیان کیا ہے اس کی تفصیل حاضر خدمت ہے۔

حضرت ابن عمر کا موقوف اثر:

امام بخاری نے فرمایا۔

اخبرنا ایوب بن سلیمان ثنا ابوبکر بن ابی اویس عن سلیمان بن بلال عن العلاء انه سمع سالم بن عبدالله ان اباه کان اذا رفع راسه من السجود واذا اراد ان یقوم رفع یدیه. (جزٔ رفع یدین ص10)

بے شک حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب سر اُٹھاتے سجدوں سے اور جب ارادہ کرتے کھڑے ہونے کا تو رفع یدین کرتے۔

اس کا جواب:

یہ ہے کہ یہ اثر خود بخاری شریف کے خلاف ہے کیونکہ اس اثر میں سجود سے سر اُٹھاتے وقت بھی رفع یدین ہے جبکہ بخاری شریف میں سجدوں کے رفع یدین کی نفی ہے۔ پھر یہ اثر خود غیر مقلدین کے خلاف ہے کیونکہ وہ خود بھی سجدوں کی رفع یدین کے منکر ہیں۔ فما هو جوابکم وهو جوابنا۔

اس کا دوسرا جواب:

یہ ہے کہ اس کی سند میں ایوب بن سلیمان ہے اس کے متعلق امام ازدی کہتے ہیں۔ یحدث باحادیث لایتابع علیہ۔ (میزان الاعتدال 1 ص 287)

یہ ایسی احادیث روایت کرتا ہے جس میں اس کی متابعت نہیں کی جاتی۔

اس کی سند میں ایک راوی، ابوبکر بن ابی اویس ہے۔ اس کو اگرچہ امام یحییٰ نے ثقہ کہا ہے لیکن امام ابوالفتح ازدی نے اس کے متعلق فرمایا ہے۔

کان یضع الحدیث۔ (میزان الاعتدال 2 ص 538)

کہ یہ راوی جھوٹی روایات بناتا تھا۔

ایسے جھوٹے کی روایت کیونکہ حجت ہوسکتی ہے۔

اس کی سند میں ایک راوی علاء بن عبدالرحمٰن بھی ہے۔ اس کے متعلق امام یحییٰ بن معین نے فرمایا۔ لیس حدیثہ بحجہ۔ اس کی حدیث حجت نہیں۔

قال ابن عدی لیس بالقوی۔ ابن عدی نے کہا کہ یہ قوی نہیں ہے۔

(میزان الاعتدال 3 ص 102)

پس واضح ہوگیا کہ یہ اثر حجت نہیں ہے۔

اس کے بعد امام نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک اثر اس طرح بیان کیا ہے۔ حدثنا عبداللہ بن صالح ثنا اللیث اخبرنی نافع ان عبداللہ بن عمر کان اذا استقبل الصلوٰۃ رفع یدیہ قال واذا رکع واذا رفع راسہٗ من الرکوع واذا قام من السجدتین کبر۔ (جزٔ رفع یدین ص 10)

اس اثر میں بھی رکوع اور بعد رکوع رفع یدین کا ذکر فرمایا حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک اس کا جواب یہ ہے کہ اس کی سند بھی مجروح ہے۔ اس کی

سند میں ایک راوی عبداللہ بن صالح ہے۔ جس کے متعلق میزان میں ہے کہ:

ولہ مناکیر۔ اس کی روایات منکر بھی ہیں۔

صالح جزرہ نے کہا کہ ابن معین نے اس کو ثقہ کہا ہے لیکن میرے نزدیک یہ شخص حدیث کے بارے میں جھوٹ بولتا ہے۔ امام نسائی نے کہا ثقہ نہیں ہے۔ ذھبی نے کہا میں کہتا ہوں اس سے امام بخاری نے صحیح میں روایت بیان کی ہے لیکن یہ تدلیس کرتا تھا۔ (میزان الاعتدال 2 ص 440 تا 442) ملخصاً

اس کی سند میں ایک راوی لیث بھی ہے اگر یہ لیث بن ابی سلیم ہے تو پھر یہ بھی مجروح ہے خود غیر مقلدین بھی اس کو ضعیف مانتے ہیں۔

پس واضح ہوگیا کہ یہ اثر بھی صحیح نہیں ہے۔

پھر اس کے بعد امام بخاری علیہ الرحمہ نے وہ اثر نقل کیا ہے جس میں مذکور ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رفع یدین نہ کرنے والے کو کنکریاں مارا کرتے تھے۔ اس کا جواب مفصل طور پر مسند حمیدی کی روایت میں مذکور ہو چکا ہے وہیں پر ملاحظہ کریں۔

پھر امام بخاری علیہ الرحمہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رفع یدین نہ کرنا مجاہد کی روایت سے بیان کیا۔ پھر اس پر بلا دلیل اعتراض کیا جو کہ قابل التفات نہیں لیکن اس اعتراض کا مفصل جواب میں نے بخاری کی روایات کے جوابات میں درج کر دیا ہے۔ وہی پر ملاحظہ کریں۔

پھر امام نے ایک اثر نقل کیا ہے کہ جناب عبداللہ بن عامر نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضری کی اجازت چاہی لیکن آپ نے اجازت نہ دی اور فرمایا کہ اس نے (یعنی عبداللہ بن عامر) نے اپنے بھائی کو کوڑے مارے ہیں کیونکہ وہ رفع یدین کرتا تھا۔ (جزٔ رفع یدین ص 13)

یہ عبداللہ بن عامر جلیل القدر تابعی ہیں۔ عبداللہ بن عامر کا اپنے بھائی کو رفع یدین کرنے پر مارنا اس دور کی خوب ترجمانی کرتا ہے کہ دور تابعین میں رفع یدین متروک العمل تھا اگر کوئی کرتا تو اسے اچھی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا تھا۔ جیسے حضرت عبداللہ بن عامر نے اپنے بھائی کو کوڑے مارے رفع یدین کرنے کی وجہ سے۔ اسی طرح ایک اور جلیل القدر تابعی حضرت امام ابراہیم نخعی علیہ الرحمہ بھی رفع یدین کے ذکر پر سخت ناراض ہوتے تھے اور ترک رفع یدین کی تعلیم دیتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ 1 ص 236)

پھر امام بخاری علیہ الرحمہ نے جزء رفع یدین کے ص 14 پر ایک اثر نقل کیا ہے جس میں حضرت ابن عباس، حضرت ابن زبیر، حضرت ابوسعید، حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا عند الرکوع اور بعد الرکوع رفع یدین کرنے کا ذکر ہے۔

اس کی سند اس طرح ہے۔ حدثنا مالک بن اسماعیل ثنا شریک عن لیث عن عطاء قال رایت۔ جناب عطاء نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ ابن عباس ابن زبیر، ابوسعید، جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین رفع یدین کرتے تھے بوقت رکوع اور بعد رکوع کے۔

لیکن اس کی سند مجروح ہونے کی وجہ سے انتہائی ضعیف ہے۔ اس کی سند میں ایک راوی لیث ہے اس کے متعلق امام احمد نے فرمایا مضطرب الحدیث کہ اس کی حدیث میں اضطراب ہے، امام یحییٰ اور نسائی نے کہا یہ ضعیف ہے۔ ابن حبان نے کہا آخر میں اس کا حافظہ خراب ہوگیا تھا۔ عیسیٰ بن یونس نے کہا کہ میں نے اسے دیکھا ہے اس کا حافظہ خراب ہوگیا تھا۔ ملخصا

(میزان الاعتدال 3 ص 420-421)

لہٰذا یہ اثر حجت نہیں ہے۔

پھر امام بخاری علیہ الرحمہ نے جزء 1 ص 14 پر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رفع یدین کرنا ذکر کیا ہے۔ اس کی سند اس طرح ہے۔

حدثنا محمد بن الصلت ثنا ابو شهاب عبد ربه من محمد بن اسحاق عن عبدالرحمن الاعرج عن ابی هريرة رضی الله تعالیٰ عنه انه كان اذا كبر رفع يديه واذا ركع واذا رفع راسه من الركوع.

لیکن اس کی سند بھی انتہائی ضعیف ہے اس کی سند میں ایک راوی محمد بن صلت ہے جس کے متعلق میزان میں ہے کہ: قال ابوحاتم صدوق وربما وهم۔ (میزان الاعتدال 3 ص 586)

ہے تو سچا مگر کبھی وہم کا شکار بھی ہو جاتا ہے۔

اس کی سند میں ایک راوی ابوشہاب عبدربہ بن نافع ہے اس کے متعلق میزان میں ہے۔ صدوق فی حفظه شئی قال علی سمعت یحییٰ بن سعید يقول لم يكن ابو شهاب بالحافظ ولم يرض يحییٰ امره قال النسائی ليس بالقوی۔ (میزان الاعتدال 2 ص 544)

ہے سچا مگر اس کا حافظہ خراب ہے۔ علی نے کہا کہ میں نے یحییٰ بن سعید سے سنا وہ کہتے تھے ابوشہاب حافظ نہیں ہے اور یحییٰ اس سے راضی بھی نہیں تھے اور امام نسائی نے کہا کہ یہ قوی نہیں ہے۔

پھر اس کی سند میں محمد بن اسحاق ہے جو کہ کذاب ہے۔ پس واضح ہوگیا کہ یہ سند انتہائی درجہ کی مجروح ہے اور حجت نہیں ہے۔

پھر امام بخاری علیہ الرحمہ نے جزء رفع یدین کے ص 15 پر ایک اثر نقل کیا ہے جس میں حضرت انس بن مالک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رفع یدین کرنا منقول ہے۔ اس کی سند اس طرح ہے۔

حدثنا مسدد ثنا عبدالواحد بن زیاد عن عاصم الاحول۔

یہ سند بھی انتہائی ضعیف ہے اس کی سند میں ایک راوی عبدالواحد بن زیاد ہے۔اس کے متعلق میزان میں ہے کہ قال عثمان بن سعید سالت یحییٰ عن عبدالواحد بن زیاد فقال لیس بشئی۔

(میزان الاعتدال 2 ص 672)

عثمان بن سعید نے کہا کہ میں نے یحییٰ سے پوچھا اس راوی کے متعلق تو انہوں نے کہا یہ راوی کوئی شئی نہیں ہے۔

اس کی سند میں ایک راوی عاصم بن طلحہ ہے جو حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتا ہے اس کے متعلق امام ابوالفتح ازدی کہتے ہیں یہ مجہول کذاب ہے۔ (میزان 2 ص 353)

پس واضح ہو گیا کہ یہ اثر بھی صحیح نہیں ہے بلکہ موضوع من گھڑت ہے۔

پھر جناب امام بخاری علیہ الرحمہ نے جزٔ رفع یدین ص 15 پر ایک اثر نقل کیا ہے جس میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رفع یدین کرنا مذکور ہے۔اس کی سند اس طرح ہے۔

حدثنا مسدد ثنا ھشیم عن ابی حمزة قال رایت ابن عباس۔

لیکن یہ سند بھی انتہائی درجہ کی ضعیف اور ناقابل احتجاج ہے۔اس کی سند میں ایک راوی ابوحمزہ ہے۔عمران بن ابی عطاء پورا نام ہے۔اس کے متعلق امام ابوزرعۃ کہتے ہیں کمزور ہے، عقیلی نے کہا حدیث میں اس کی متابعت نہیں کی جاتی۔ابوحاتم اور نسائی نے کہا یہ قوی نہیں ہے۔ (میزان الاعتدال 3 ص 239)

پھر اس کی سند میں ہشیم ہے اور اگرچہ ثقہ ہے لیکن مدلس ہے اور مدلس جب عن سے روایت کرے تو وہ حجت نہیں اس اثر میں ہشیم نے ابوحمزہ سے لفظ

عن کے ساتھ روایت کی ہے لہٰذا یہ اثر قابل استناد نہیں ہے۔

پھر امام بخاری نے ایک اور اثر نقل کیا ہے جس میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رفع یدین کرنا ذکر فرمایا۔ (جزٔ ص 15) اس اثر کی سند اس طرح ہے۔

حدثنا سلیمان بن حرب ثنا یزید بن ابراھیم عن قیس بن سعد عن عطاء۔

یہ سند بھی صحیح نہیں ہے اس کی سند میں قیس بن سعد ہے جس کے متعلق میزان میں ہے اگرچہ ثقہ اور فقیہ ہے لیکن یحییٰ بن سعید اس میں کلام کرتے تھے۔

(میزان الاعتدال 3 ص 397)

تہذیب التہذیب 2 ص 396 پر اگرچہ اس کا ثقہ ثبت ہونا بیان کیا گیا ہے تاہم خطیب نے کہا کہ یہ روایت بامعنی کرتا تھا اور حدیث کے الفاظ کو بدل دیتا تھا۔

پھر امام بخاری علیہ الرحمہ نے ایک اثر نقل کیا ہے ص 15 پر جس میں حضرت وائل بن حجر صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رفع یدین کرنا مذکور ہے۔

لیکن یہی اثر جب حضرت امام ابراہیم نخعی تابعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے بیان کیا گیا تو آپ سخت ناراض ہو گئے اور اس اثر کو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کے ساتھ مسترد کر دیا اور فرمایا کہ رفع یدین صرف نماز کے شروع میں ہی کرنا چاہیے۔ یہ روایت بالفاظ متقاربہ ان کتابوں میں موجود ہے۔

موطا امام محمد ص 90 سنن دارقطنی 1 ص 394 شرح معانی الآثار 1 ص 163 وغیرہ۔

پھر امام بخاری علیہ الرحمہ نے جزٔ رفع یدین کے ص 15 پر ہی ایک اثر